عبادات اور جدید سائنس

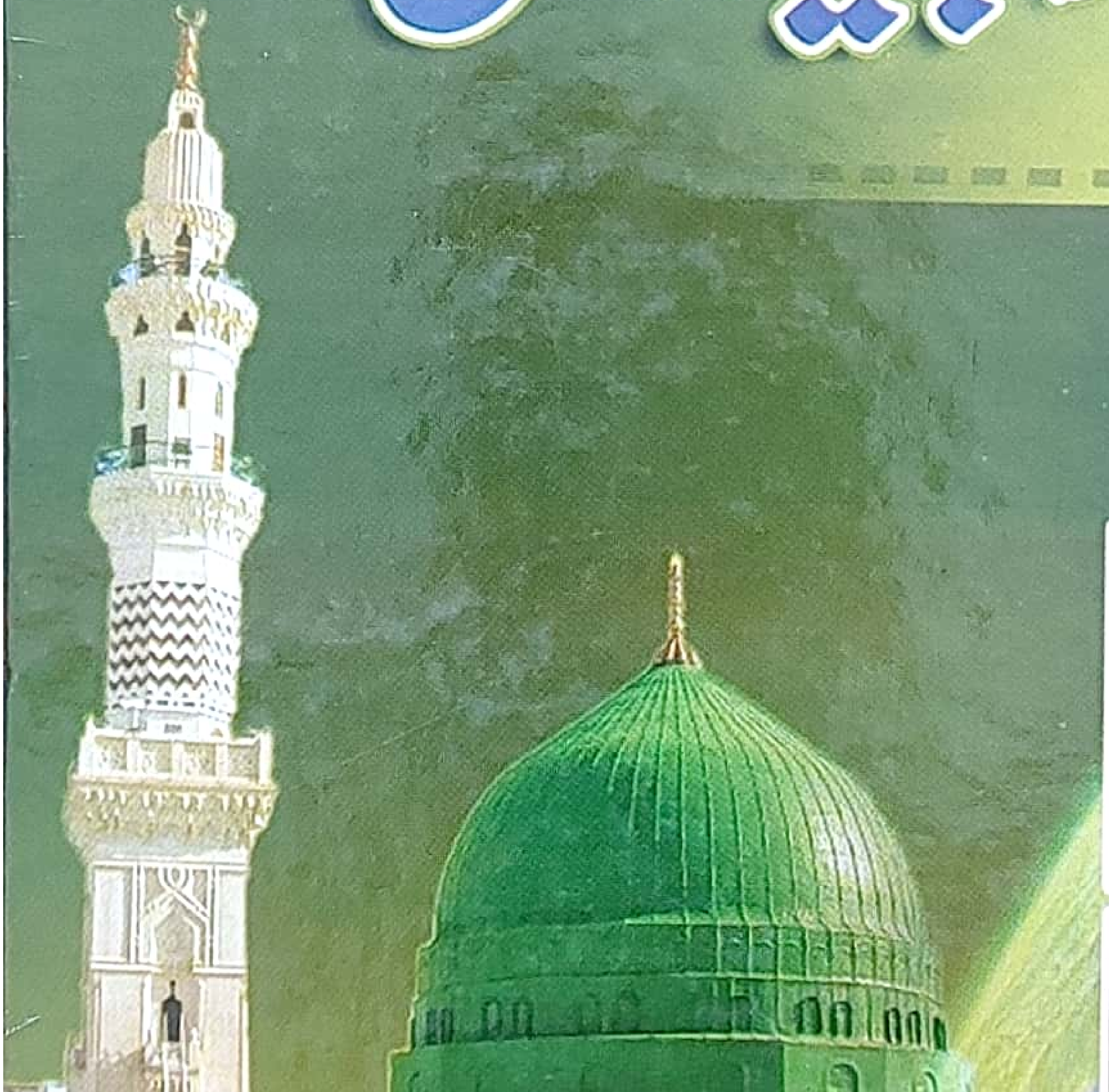

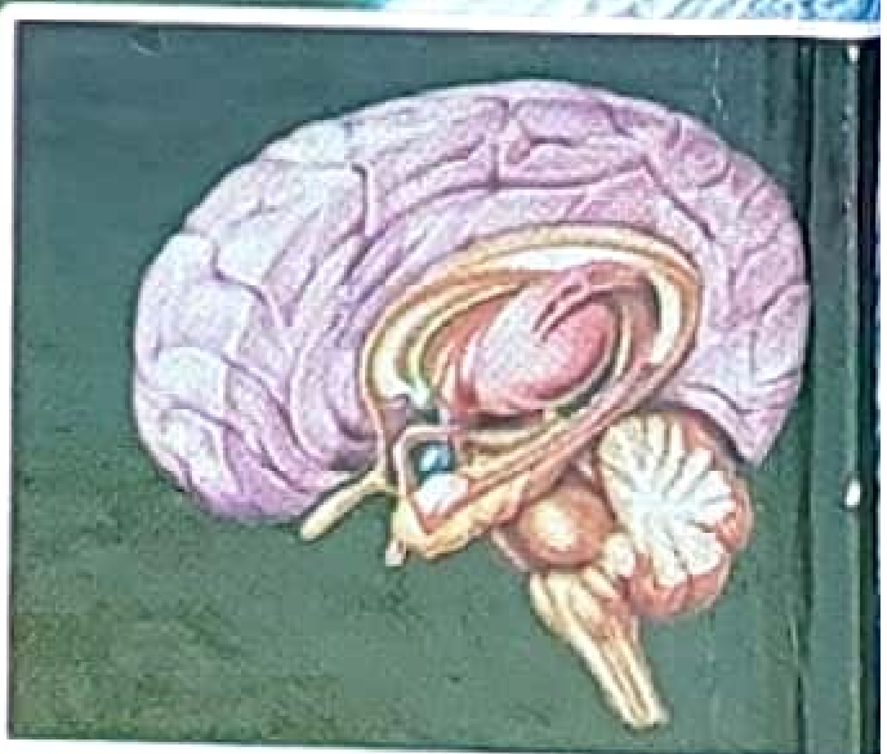

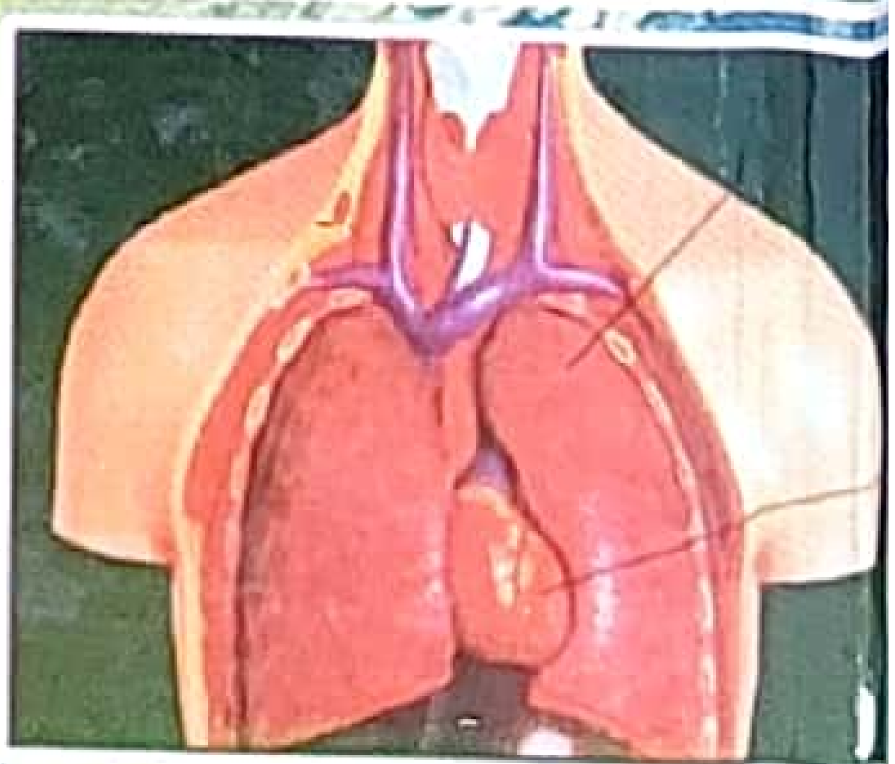

حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری

مکتبہ نوریہ رضویہ

Scanned with CamScanner

عبادات اور جدید سائنس

مؤلفہ

حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون 041-2626046

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- عبادات اور جدید سائنس
مؤلف ---------- حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری
بار اوّل ---------- اکتوبر ۲۰۰۶ء
تعداد صفحات ---------- 312
کمپوزنگ ---------- محمد حسین
طابع ---------- سیّد محمد حمایت رسول شاہ قادری
تعداد ---------- 1100
مطبع ---------- اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپیوٹر کوڈ ---------- 33M104
قیمت ---------- [redacted]/- روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے فیصل آباد فون: 2626046

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ
پیش لفظ "از مصنف"	۱۱
انتساب	۱۲
باب اوّل	
طہارت، غسل اور جدید سائنس	۱۳
قضائے حاجت کے لئے دور نکلنا اور جدید سائنس	۱۴
رفع حاجت کے لئے کچی زمین کا انتخاب اور جدید سائنس	۱۴
بیٹھنے کے طریقے اور جدید سائنس	۱۵
قبلہ رخ بیٹھنے سے منع اور جدید سائنس	۱۶
استنجا کے لئے بائیں ہاتھ کا استعمال اور جدید سائنس	۱۷
پانی سے قبل ڈھیلے کا استعمال اور جدید سائنس	۱۸
پانی سے طہارت کرنے کی اہمیت اور جدید سائنس	۱۹
ہڈی اور گوبر سے استنجا سے ممانعت	۲۰
ٹائلٹ پیپر اور جدید سائنس	۲۱
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع اور جدید سائنس	۲۲
بل یا سوراخ میں پیشاب کرنا	۲۲
چلتے پانی میں پیشاب کرنا	۲۴
سرراہ، سایہ دار یا پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا	۲۴
ہوا کے رخ پیشاب کرنا	۲۵
غسل خانے میں پیشاب کرنا اور جدید سائنس	۲۵
پیشاب سے بچیں امراض سے بچیں	۲۵
غسل اور جدید سائنس	۲۶
غسل کا طریقہ	۲۷
مخصوص دنوں میں غسل کی تاکید کا راز	۲۸
بغل کے بال اور بال زیر ناف صاف کرنا	۲۹
ناخن تراشنا اور جدید سائنس	۳۱
باب دوئم	
مسواک اور جدید سائنس	۳۲
مسواک کے فضائل	۳۲
مسواک کی حقیقت	۳۴
جدید طرز مسواک اور سائنسی تحقیق	۳۶
مسواک اور منہ کی بدبو	۳۸
مسواک اور امراض معدہ	۳۸

موضوع	صفحہ
مسواک اور دائمی نزلہ	۳۹
مسواک اور منہ کے چھالے	۳۹
مسواک اور بصارت	۳۹
مسواک اور کان کے امراض	۴۰
مسواک اور گلے کے امراض	۴۰
دل کی جھلیوں میں پیپ اور مسواک	۴۱
دماغ کی کمزوری اور مسواک	۴۱
مسواک پر جدید تحقیقات	۴۲
درخت پیلو کا کیمیائی تجزیہ	۴۵
اطبا قدیم کے مشاہدات	۴۷
محدثین کے مشاہدات	۴۹
باب سوئم	
وضو اور جدید سائنس	۵۱
وضو کی تعلیم و تربیت کا آغاز	۵۲
وضو کی دعاؤں سے اعصابی تقویت اور ذہنی تربیت	۵۳
کلی کرتے وقت	۵۳
ذہنی تربیت	۵۴
ناک میں پانی لیتے وقت	۵۴
ذہنی تربیت	۵۴
چہرہ دھوتے وقت	۵۴
ذہنی تربیت	۵۴
سیدھا ہاتھ دھوتے وقت	۵۵
ذہنی تربیت	۵۵
بایاں (الٹا) ہاتھ دھوتے وقت	۵۵
ذہنی تربیت	۵۵
سر کا مسح کرتے وقت	۵۵
ذہنی تربیت	۵۶
کان کے مسح کے وقت	۵۶
گردن کا مسح کرتے وقت	۵۶
ذہنی تربیت	۵۶
سیدھا پاؤں دھوتے وقت	۵۶
ذہنی تربیت	۵۷
بایاں (الٹا) پاؤں دھوتے وقت	۵۷
ذہنی تربیت	۵۷
وضو سے فراغت کے بعد	۵۷
ذہنی تربیت	۵۸
وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے وقت	۵۸
ذہنی تربیت	۵۸
سائنسی اور طبی فوائد	۵۹
ہاتھوں کا دھونا	۵۹
کلی کرنا	۶۰
ناک میں پانی ڈالنا	۶۱
چہرہ دھونا	۶۲
چہرے کی کریمیں اور وضو	۶۳
داڑھی کا خلال اور جدید سائنس	۶۴

موضوع	صفحہ
کہنیوں کا دھونا اور جدید سائنس	۶۵
وضو میں مسح کرنا اور جدید سائنس	۶۵
پاؤں کا دھونا اور جدید سائنس	۶۶
وضو اور برقی نظام	۶۷
وضو کے چار اہم فوائد	۶۸
۱۔ خون کی شریانوں پر اثرات	۶۸
وضو اور ہائی بلڈ پریشر	۶۸
۲۔ خون کے لمفی نظام پر وضو کا اثر	۶۹
۳۔ گردن کا مسح	۶۹
۳۔ وضو اور مسکونی برقی قوتیں	۶۹
۴۔ وضو اور سفید خلیے	۷۰
نماز کے لئے وضو کا لزوم اور اس کے اثرات	۷۱
وضو کا مکمل اسلامی طریقہ	۷۲
باب چہارم	
نماز اور جدید سائنس	۷۴
نماز کی فرضیت اور اہمیت	۷۶
صلوٰۃ کا لغوی مفہوم	۷۷
نماز کا فلسفہ معراج	۸۰
معراج اور تحفہ نماز	۸۴
نماز اور حجابات کا اٹھنا	۸۵
نماز اور ابواب جنت کا کھلنا	۹۰
باب المعرفۃ (پہلا دروازہ)	۹۱
باب الذکر (دوسرا دروازہ)	۹۱
باب الشکر (تیسرا دروازہ)	۹۱
باب الرجاء (چوتھا دروازہ)	۹۱
باب الخوف (پانچواں دروازہ)	۹۱
باب الاخلاص (چھٹا دروازہ)	۹۲
باب الدعاء (ساتواں دروازہ)	۹۲
باب الاقتداء (آٹھواں دروازہ)	۹۲
نماز کے عظیم الشان فوائد	۹۲
مختلف اوقات کی نمازوں کی فضیلت و خصوصیت	۹۶
بے نمازی کی سزائیں	۹۸
نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کا نسخہ	۱۰۳
نماز کے ظاہری آداب و شرائط	۱۰۳
نماز کے باطنی آداب	۱۰۶
نماز کی محافظت کا طریقہ	۱۰۷
تحویل قبلہ کی حکمتیں	۱۱۱
نماز کا تمام عبادات سے افضل ہونے کی حکمتیں	۱۱۳
پنج وقتہ نمازیں فرض ہونے کی حکمتیں	۱۱۴
فجر کی نماز فرض ہونے میں حکمتیں	۱۱۷
ظہر کی نماز فرض ہونے میں حکمتیں	۱۱۸
چوتھی حکمت	۱۱۹
پانچویں حکمت	۱۱۹
چھٹی حکمت	۱۲۰

Scanned with CamScanner

موضوع	صفحہ
ساتویں حکمت	۱۲۰
عصر کی نماز فرض ہونے میں حکمتیں	۱۲۱
پہلی حکمت	۱۲۱
دوسری حکمت	۱۲۲
تیسری حکمت	۱۲۳
چوتھی حکمت	۱۲۳
پانچویں حکمت	۱۲۴
مغرب کی نماز فرض ہونے میں حکمتیں	۱۲۴
پہلی حکمت	۱۲۴
دوسری حکمت	۱۲۵
تیسری حکمت	۱۲۵
چوتھی حکمت	۱۲۵
پانچویں حکمت	۱۲۶
چھٹی حکمت	۱۲۶
عشاء کی نماز فرض ہونے میں حکمتیں	۱۲۷
حکمتِ اول	۱۲۷
حکمت دوئم	۱۲۷
حکمت سوئم	۱۲۷
حکمت چہارم	۱۲۷
حکمت پنجم	۱۲۷
حکمت ششم	۱۲۸
اوقاتِ نماز اور جدید سائنس	۱۲۹
نماز فجر کا وقت اور جدید سائنس	۱۲۹
نماز ظہر کا وقت اور جدید سائنس	۱۳۰
نمازِ عصر کا وقت اور جدید سائنس	۱۳۰
نمازِ مغرب کا وقت اور جدید سائنس	۱۳۱
نماز عشاء کا وقت اور جدید سائنس	۱۳۲
باب پنجم	
ارکانِ نماز اور جدید سائنس	۱۳۳
نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ	۱۳۳
نماز میں زیادہ یا کم پاؤں کھولنا اور جدید سائنس	۱۳۳
نماز میں تکبیر تحریمہ کا طریقہ	۱۳۳
تکبیر تحریمہ کہنے کی حکمتیں	۱۳۳
تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی حکمتیں	۱۳۴
تکبیر تحریمہ کہنا اور جدید سائنس	۱۳۵
نماز میں قیام کا طریقہ	۱۳۵
نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کی حکمتیں	۱۳۵
نماز میں قیام اور جدید سائنس	۱۳۶
نماز میں رکوع کا طریقہ	۱۳۷
رکوع کے وقت جھکنے کی حکمتیں	۱۳۷
نماز میں رکوع اور جدید سائنس	۱۳۸
نماز میں قومہ کا طریقہ	۱۳۹

موضوع	صفحہ
نماز میں قومہ کی حکمتیں	۱۳۹
نماز میں قومہ اور جدید سائنس	۱۴۰
نماز میں سجدہ کا طریقہ	۱۴۰
نماز میں سجدہ کی حکمتیں	۱۴۰
حکمت اوّل	۱۴۰
حکمت دوئم	۱۴۱
نماز میں سجدہ اور جدید سائنس	۱۴۲
سجدہ قربِ الٰہی کا باعث کیوں ہے؟	۱۴۴
جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سجدے	۱۴۷
نماز میں جلسہ کا طریقہ	۱۴۸
نماز میں جلسہ کی حکمت	۱۴۸
نماز میں جلسہ اور جدید سائنس	۱۴۸
نماز میں قعدہ کا طریقہ	۱۴۸
نماز میں قعود اور تشہد کی حکمتیں	۱۴۹
نماز میں قعود اور جدید سائنس	۱۴۹
نماز میں سلام پھیرنے کا طریقہ	۱۵۰
نماز میں سلام پھیرنے کی حکمت	۱۵۰
نماز میں سلام پھیرنا اور جدید سائنس	۱۵۰
نماز تہجد اور جدید سائنس	۱۵۱
باب ششم	
امام کی تلاوت اور جدید سائنس	۱۵۲
جماعت کے فضائل	۱۵۳
ترکِ جماعت پر وعیدیں	۱۵۷
نماز باجماعت اور اجتماعیت کے پانچ اصول	۱۵۹
جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی حکمتیں	۱۶۱
نماز باجماعت کے ثمرات سے محرومی کیوں؟	۱۶۲
نماز اور انفرادیت کا تصور	۱۶۳
نماز ہائی بلڈ پریشر کا علاج	۱۶۴
گنٹھیا کا علاج قیام کے ذریعے	۱۶۵
رکوع سے جگر کے امراض کا خاتمہ	۱۶۵
رکوع سے پیٹ کم کرنے کا علاج	۱۶۶
السر کا علاج سجدے کے ذریعے	۱۶۶
سجدہ اور جملہ دماغی امراض	۱۶۶
سجدہ اور چہرے کی جھریاں	۱۶۷
نماز سے سانس کی ورزشیں	۱۶۷
نماز اور مروجہ ورزشیں	۱۶۸
ازالہ قبض کی ورزشیں اور نماز	۱۷۰
باب ہفتم	
نماز نفسیاتی امراض کا واحد حل	۱۷۳
نماز ذہنی امراض کا واحد حل	۱۷۵
نماز اور دماغی تناؤ	۱۷۷
نماز سکونِ قلب کا واحد حل	۱۷۸
جسم اور دماغ پر یقین و ایمان کا اثر	۱۷۸
ہماری نمازیں بے اثر کیوں ہیں؟	۱۸۰

Scanned with CamScanner

موضوع	صفحہ
نماز کے اخلاقی فائدے	۱۸۲
نماز کے تمدنی فائدے	۱۸۲
نماز اور درازی عمر	۱۸۳
بڑھاپا اور اس کے اسباب	۱۸۴
نماز اور حیاتیاتی گھڑی	۱۸۵
انسانی زندگی پر نماز کے اثرات	۱۸۸
نماز تمام عبادات کی جامع ہے	۱۸۹
ذکر الٰہی کی بہترین صورت نماز ہی ہے	۱۹۰
نماز برائیوں کا کفارہ اور صغائر سے بچنے کا ذریعہ	۱۹۱
قرب نوافل اور قرب فرائض کا موازنہ و تقابل	۱۹۲
نماز میں دل لگانے کا بہترین طریقہ	۱۹۳
باب ہشتم	
روزہ اور جدید سائنس	۱۹۵
روزے کی فرضیت	۱۹۷
روزے کا مفہوم	۱۹۸
روزہ کس پر فرض ہے؟	۱۹۹
روزے کیوں فرض کیے گئے ہیں؟	۱۹۹
روزے کی نیت کے احکام	۱۹۹
سحری وافطاری کے احکام	۲۰۱
روزے کے روحانی پہلو	۲۰۱
روزہ کے طبی پہلو	۲۰۳

موضوع	صفحہ
روزہ کی افادیت سائنسی نقطہ نظر سے	۲۰۶
روزہ گزشتہ گناہوں کا کفارا ہے	۲۰۹
روزہ دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں	۲۱۰
روزے کا اجر وثواب	۲۱۲
روزے کی فضیلت کے اسباب	۲۱۲
مغفرت ہی مغفرت	۲۱۳
جنت کے دروازوں کا کھل جانا اور جہنم کے دروازوں کا بند ہونا	۲۱۴
باب الریان صرف روزہ دار کے لئے مخصوص ہے	۲۱۵
روزہ نہ رکھنے کی سزائیں	۲۱۶
قبر کا بھیانک منظر	۲۱۷
باب نہم	
روزے کی حکمتیں	۲۱۹
پہلی حکمت (تقویٰ کا حصول)	۲۱۹
دوسری حکمت (ترغیب صبر وشکر)	۲۲۰
تیسری حکمت (جذبہ ایثار)	۲۲۱
چوتھی حکمت (تزکیہ نفس)	۲۲۱
پانچویں حکمت (رضائے خداوندی کا حصول)	۲۲۳
تزکیہ روح کے لئے روزہ بہترین عمل	۲۲۴
روح کیا ہے؟	۲۲۵

موضوع	صفحہ
جسم اور روح کے بارے میں سائنس کا نقطہ نظر	۲۲۶
روزہ اور اصلاح معاشرہ	۲۲۷
روزے کے معاشرتی اثرات	۲۲۸
روزہ اور ذہنی خوداعتمادی	۲۲۹
روزہ سے اللہ عزوجل کی خوشنودی کا نفسیاتی پہلو	۲۳۰
روزہ ایک فزیشن کی نظر میں	۲۳۱
روزہ ایک سرجن کے نقطہ نظر میں	۲۳۲
روزہ مفکرین یورپ کی نظر میں	۲۳۵
باب دہم	
روزہ اور صحت	۲۳۷
روزہ قیام صحت کا ایک بے نظیر طریقہ	۲۳۸
بدن انسانی پر روزے کے اثرات	۲۴۰
روزہ کا اثر جسمانی رطوبات پر	۲۴۲
روزہ کے اثرات استحالہ جسم پر	۲۴۳
روزہ کا نظام ہضم پر اثرات	۲۴۵
روزہ کا انسانی جگر پر اثرات	۲۴۵
روزہ کے دوران خون پر اثرات	۲۴۶
خون کے کیمیائی اجزاء پر روزہ کے اثرات	۲۴۷
خلیہ سیل (Cell) پر روزے کا اثر	۲۵۱
خون کی تشکیل اور روزے کی لطافتیں	۲۵۱

موضوع	صفحہ
روزے کا اعصابی نظام پر اثر	۲۵۲
روزے سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا خاتمہ	۲۵۳
روزہ کے قلبی نظام پر اثرات	۲۵۳
دوران خون کی نوعیت	۲۵۵
قلب کی رفتار	۲۵۵
فاقہ کشی	۲۵۶
روزہ بانجھ پن اور فربہی کو دور کرتا ہے	۲۵۶
باب گیارہواں	
نماز تراویح اور سائنسی انکشافات	۲۵۸
تراویح کی شرعی حیثیت	۲۵۹
تراویح کا لغوی مفہوم	۲۵۹
نماز تراویح اور معمول قرآن	۲۶۱
سنت اعتکاف	۲۶۳
فضیلت اعتکاف	۲۶۵
اعتکاف کی قسمیں	۲۶۶
فضیلت شب قدر	۲۶۸
شب قدر کے معنی ومفہوم	۲۷۰
شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟	۲۷۰
شب قدر کے تعین سے محرومی کا سبب	۲۷۱
باب بارہواں	
زکوٰۃ اور جدید سائنس	۲۷۵
زکوٰۃ دینے کے فوائد	۲۷۶

Scanned with CamScanner

موضوع	صفحہ
زکوٰۃ کا مال کن لوگوں کو دیا جائے؟	۲۷۷
کن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا منع اور اور کن کو جائز	۲۷۸
زکوٰۃ نہ دینے کی وعیدیں	۲۸۰
قارون کا عبرت ناک قصہ	۲۸۱
باب تیرہواں	
فرضیت حج اور جدید سائنس	۲۸۵
موجودہ تاریخ انسانی اور حج	۲۸۶
حج کی تاریخ کا آغاز	۲۸۶
حج سے فحاشی، عریانی اور باطل رسموں کے خاتمے کا اعلان	۲۸۷
حج کس پر فرض ہے؟	۲۸۸
فضائل حج	۲۸۹
حج نہ کرنے کی وعیدیں	۲۹۲
سفر حج و عمرہ کے آداب	۲۹۴
مدینہ منورہ کے فضائل	۲۹۶
مدینہ منورہ کی بارہ خصوصیات	۳۰۰
چند آداب مدینہ	۳۰۲
روضہ انور کی زیارت کے فضائل	۳۰۳
مسجد نبوی شریف کے آداب	۳۰۴
مسجد نبوی شریف میں نماز ادا کرنے کی فضیلت	۳۰۷
مدینہ طیبہ سے رخصتی کی جاں سوز گھڑی	۳۰۸

پیش لفظ

''از مصنف''

عرصہ دراز سے میری دلی تمنا رہی کہ ''عبادات اور جدید سائنس'' نامی ایک عام فہم متوسط کتاب عوام الناس کی خدمت میں پیش کروں الحمد للہ یہ آرزو پوری ہوئی دین اسلام کے سائنٹیفک فطری اور صحت بخش ہونے کا کچھ تعارف اور تحقیق پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو دراصل دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس مفید کتاب سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ ہر انسان کو بلا فکر و تردد اپنے روزمرہ کے معمولات طہارت و پاکی وضو اور نماز وغیرہ ان کو صحت منداور خوشگوار زندگی سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔

آپ کے ذہن میں یہ بات پختہ رہے کہ عبادات اس لیے نہیں کر رہا ہوں کہ اس کا سائنسی یا دنیاوی فائدہ ہے بلکہ یہ میرے رب تعالیٰ کا حکم ہے اور بس!

دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میری اس حقیری کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حکیم محمد اسلم شاہین عطاری
عطاری دواخانہ نزد حبیب بنک بھائی پھیرو
(ملتان روڈ) ضلع قصور۔ پاکستان
فون: 049-4512650
0300-7578891
0300-7573168

انتساب

اپنی اس کتاب کو اپنے پیرو مرشد حضرت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے نام کرتا ہوں۔ جن کی نگاہِ کرم اور فیوض و برکات سے لاکھوں مسلمان شریعت مطہرہ کے پابند بنے اور ان کی زندگیوں میں مدنی انقلاب برپا ہوا یہ ہی نہیں بلکہ آپ کے حسن اخلاق اور عمدہ اندازِ تبلیغ سے غیر مسلم بھی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔

باب اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

طہارت، غسل اور جدید سائنس

قضائے حاجت یعنی بول و براز انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے مگر مسلمانوں کا انداز تمام قوموں سے ممتاز ہے اسلام نے ہر ایک عمل میں نسل انسانی کو تحفظ اور سہولت میسر کی ہے ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ اگر سنت کے مطابق کھائیں پیئیں تب بھی ثواب اور سنتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے استنجا کریں جب بھی ثواب اور طبی فوائد اس کے علاوہ ہیں۔

محسن انسانیت ﷺ نے اپنے غلاموں کو جہاں کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے اور سونے جاگنے کے طریقے تک سکھا دیئے ہیں وہاں ان کو نفاست و طہارت کی اعلیٰ منازل پر فائز ہونے کے گُر بھی بتا دیئے ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہی تمام کائنات کے لئے رہبر و رہنما ہے اس لئے ہر کس و ناکس کو اسی عالی مرتبت درگاہ سے رجوع کرنا ہوگا۔ یہی وہ درِ اقدس ہے جہاں سے ہر سائل کو گوہر مراد ملتا ہے۔ ہم یہاں طہارت و پاکیزگی کے ابتدائی پہلو ''رفع حاجت اور استنجا'' کو زیر بحث لائیں گے اور ثابت کریں گے کہ محسن انسانیت ﷺ نے اپنے ہر مبارک عمل میں ابنِ آدم کو نہ صرف تحفظ اور سہولت مہیا فرمائی ہے بلکہ قدم قدم پر عافیت اور حفاظت فراہم کی ہے۔ ہم یہاں یہ بھی ثابت کریں گے کہ رفع حاجت اور استنجا کا جدید انداز بُری طرح فیل ہو رہا ہے اور اب تو جدید طبقہ بھی انہیں پرانے طریقوں کی طرف واپس لوٹ رہا ہے جن کا درس اسلام نے مسلمانوں کو صدیوں قبل دیا جا چکا ہے۔

Scanned with CamScanner

قضائے حاجت کے لئے دور نکلنا اور جدید سائنس:

کتب احادیث کے مطابق تاجدار رسالت ﷺ قضائے حاجت کے لئے بہت دور نکل جاتے تھے۔

اس وقت جدید سائنس زیادہ چلنے پر زور دے رہی حتیٰ کہ امریکہ کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں یہ بات نمایاں ہے کہ پاؤں پہلے پیدا ہوا پہیہ، ظاہر ہے کہ پاؤں پہلے پیدا ہوا اس کا مقصد قوم کو پیدل چلانا ہے۔

ایک بائیوکیمسٹری کے ماہر نے نکتے کی بات کہی کہ جب سے شہر پھیلنے لگے، آبادی بڑھنے لگی اور کھیت ختم ہونے لگے اس وقت سے اب تک امراض کی بہتات ہوگئی ہے کیونکہ جب سے دور چل کر حاجت کرنا چھوڑا ہے اس وقت سے اب تک قبض، گیس، تبخیر اور جگر کے امراض بڑھ گئے ہیں۔

چلنے سے آنتوں کی حرکات دودیہ تیز ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے حاجت تسلی بخش ہوتی ہے آج زیادہ دور نہ چلنے کی وجہ سے حاجت غیر تسلی بخش ہوتی ہے جس کی وجہ سے بیت الخلا میں زیادہ وقت گزارنا پڑتا ہے۔

رفع حاجت کے لئے کچی زمین کا انتخاب اور جدید سائنس:

کتب احادیث کے مطابق آپ ﷺ کچی زمین کا انتخاب فرماتے تھے۔ لیول پاول نے ''اصول صحت'' میں لکھا ہے انسانیت کی بقا مٹی سے اور فنا بھی مٹی ہے جب سے مٹی پر حاجت چھوڑ کر ہم نے سخت زمین (فلش وغیرہ) استعمال کرنا شروع کیا ہے اس وقت سے اب تک مردوں میں قوت باہ کی کمی اور پتھری کا رجحان بڑھ گیا ہے اور اس کے اثرات پیشاب کے غدود PROSTATE GLANDS پر پڑتے ہیں۔

دراصل جب آدمی کے جسم سے فضلات نکلتے ہیں تو مٹی ان کے جراثیم اور تیزابی اثرات جذب کرلیتی ہے جبکہ سخت جگہ اس کیفیت سے عاری ہے اس لیے وہی تیزابی اور جراثیمی اثرات جسم پر براہ راست پڑتے ہیں اور جسم انسانی صحت سے مرض کی طرف مائل ہوتا ہے۔

بیٹھنے کے طریقے اور جدید سائنس:

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد الانبیاء ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم رفع حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر بوجھ ڈالیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔

☆ ہم جو غذا کھاتے ہیں وہ مری (غذا کی نالی) کے راستہ سے ہوتی ہوئی آنت کے سب سے فراخ حصہ معدہ میں چلی جاتی ہے یہاں غذا کا اکثر حصہ ہضم ہوجاتا ہے یہاں سے غذا بصورت کیموس بارہ انگشتی آنت کی طرف منتقل ہوجاتی ہے وہاں سے مختلف پیچیدہ انتڑیوں سے گزرتی ہے پھر غدود جاذبہ کے ذریعے غذا کے اہم اجزا جذب ہوکر جسم کی تندرستی و توانائی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن غیر منہضم غذا اور فضلہ بائیں طرف کی آنت میں جمع ہوتا رہتا ہے جو کہ بوقت رفع حاجت براز کی صورت میں خارج ہوجاتا ہے اگر دوران رفع حاجت دائیں پاؤں کو کھڑا کرکے بائیں پاؤں پر بوجھ ڈالا جائے تو بائیں آنت پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے تمام فضلہ نہایت آسانی سے خارج ہوکر پیٹ صاف ہوجاتا ہے اور طبیعت میں شگفتگی آجاتی ہے (سنتیں اور ان کی برکتیں)

☆ ایک فزیالوجی کے سینئر پروفیسر کی تحقیق کے مطابق اگر قضائے حاجت کے لئے اسلامی طریقے پر بیٹھا جائے تو اپنڈے سائٹس، دائمی قبض، بواسیر اور گردوں کے امراض نہیں ہوں گے۔

اگر یہ نشست اختیار نہ کیا جائے تو اجابت کے وقت بعض اوقات زیادہ کونتھنے (کے لئے) اور زور لگانے کی وجہ سے بالائی سر میں دباؤ بڑھ کر B.P کے بڑھ جانے سے کسی نہ کسی نازک دماغی شریان کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس طرح خدانخواستہ فالج کے اٹیک کا خطرہ بھی ہوسکتا ہے یا گردے فیل ہوسکتے ہیں۔

ڈاکٹر سیّد قدرت اللہ قادری صاحب فرماتے ہیں کہ دورانِ اجابت اگر شہنشاہ کونین ﷺ کا وضع کردہ طریقہ نشست اختیار کرلیا جائے تو کئی خطرناک امراض مثلاً ہرنیا، خونی بواسیر، فالج، کانچ نکلنا، آنتوں کا ورم، بھوک کی کمی، ہاضمہ کی خرابی، سستی کاہلی اور بدکیفی جیسی کیفیات سے بچا جاسکتا ہے۔ (آداب صحت و پاکیزگی)

Scanned with CamScanner

قبلہ رخ بیٹھنے سے منع اور جدید سائنس:

حضور سرورِ کونین ﷺ کے ارشادات عالیہ کے مطابق پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھنا منع فرمایا گیا ہے بلکہ قبلہ رُخ منہ کر کے تھوکنے اور ناک کی رینٹھ پھینکنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ (صحیح البخاری)

اس ضمن میں جدید سائنسی تحقیق کیا کہتی ہے آیئے ملاحظہ فرمائیے:

ڈاکٹر ڈارون، ڈاکٹر لیڈ بیٹر اور ڈاکٹر الیگزنڈر کی مشترکہ تحقیق کہتی ہے کہ کاسمک شعاعوں کا نظام یعنی کائناتی شعائی نظام انسانی زندگی پر پوری طرح غالب ہے اس نظام میں مثبت اور منفی دونوں قسم کی شعاعیں شامل ہیں۔ تینوں ڈاکٹر صاحبان ایک طویل عرصہ تک انہیں مثبت اور منفی شعاعوں کے چکر میں الجھے رہے اور ان کے ماخذ دریافت کرنے کی کوشش کرتے رہے بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ خانہ کعبہ کے چاروں اطراف سے مثبت شعاعیں مسلسل خارج ہو رہی ہیں جبکہ بول و براز، تھوک اور ناک کی رینٹھ وغیرہ خالص ترین منفی شعاعوں کا حصہ ہیں اب جب کوئی رفع حاجت کے لئے قبلہ رخ ہو کر بیٹھے گا یا اس کی طرف ناک کی رینٹھ یا تھوک پھینکے گا تو ظاہر ہے وہ کعبہ مکرمہ کی طرف منفی شعاعیں ہی پھینکے گا یہ منفی شعاعیں کعبۃ اللہ کی طرف سے آنے والی مثبت شعاعوں سے ٹکرا کر خود تو چکنا چُور ہو جاتی ہیں البتہ آدمی پر اس کے بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ایمان سے بتایئے! آج سائنس جو کچھ ثابت کر رہی ہے کیا محبوب کبریا ﷺ وہ سب کچھ آج سے چودہ سو سال پہلے ہی نہ جانتے تھے اور کاسمک نظام کی حقیقت کو نہ پہچانتے تھے؟ یقیناً جانتے تھے اسی لئے تو مذکورہ بالا افعال سے منع فرماتے ہیں۔

جدید سائنس حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے اس قضائے حاجت کے طریقے پر مسلسل ریسرچ کر رہی ہے اور اب وہ اس بات پر آ گئی ہے کہ صحت و زندگی کی بقا اور خوشحالی کے لئے اس طریقے سے بڑھ کر کوئی طریقہ نہیں، اس طریقے سے گیس تبخیر، بدہضمی اور گردوں کے امراض واقعی کم ہو جاتے ہیں مستقل کرنے سے یہ امراض ختم ہو جاتے ہیں۔

استنجا کے لئے بائیں ہاتھ کا استعمال اور جدید سائنس:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ تاجدار رسالت ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ کھانا کھانے اور پاک کاموں کو کرنے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کرتے اور طہارت اور گھٹیا کاموں کو بائیں ہاتھ سے کرتے۔ (ابوداؤد)

یہ قدرتی تقسیم کار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ کو بائیں پر ہر لحاظ سے فوقیت عطا فرمائی ہے دائیں ہاتھ کو بائیں کی نسبت زیادہ طاقتور بنایا ہے اسے برکت اور فضیلت والا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اسی لئے کھانے پینے اور کوئی چیز لینے دینے یا پکڑنے پکڑانے کے لئے ہمیشہ دایاں ہاتھ کام میں لانے اور طہارت و صفائی کے لئے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صفائی کے بعد اسے مٹی سے رگڑ کر دھولیا جائے گا۔

اگرچہ طہارت و استنجا کے بعد بائیں ہاتھ کو صاف کر لیا جاتا ہے لیکن پھر بھی ڈر ہے کوئی جراثیم ناخنوں یا ہاتھ کے کھردرے حصوں میں اٹک کر نہ رہ گیا ہو۔ پھر کھانا دائیں ہاتھ کی بجائے اگر بائیں ہاتھ سے کھایا جائے تو وہ جراثیم کھانے میں شامل ہو کر اندر منتقل ہو جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں سائنس یہ کہتی ہے کہ انسان کے دائیں ہاتھ سے مثبت اور بائیں ہاتھ سے منفی شعاعیں خارج ہوتی ہیں اگر استنجا کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کر لیا جائے تو جسم کا سارا شعاعی نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

دماغ اور حرام مغز بُری طرح متاثر ہوں گے یہی وجہ ہے کہ اگر شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے صاف کرنے لگیں تو دماغ فوراً نفرت اور گھن وغیرہ کے سگنل دینا شروع کر دیتا ہے جو مضرِ صحت ثابت ہو سکتے ہیں۔

پانی سے قبل ڈھیلے کا استعمال اور جدید سائنس:

ڈھیلوں کی کوئی تعداد شرط نہیں بلکہ جتنے سے صفائی ہو جائے اگر ایک سے صفائی ہو گئی تب بھی سنت ادا ہو گئی البتہ مستحب یہ ہے کہ طاق ہوں اور کم سے کم تین ہوں۔ (فیضان سنت)

☆ پانی سے پہلے ڈھیلے لینے میں نجاست ہاتھ کو نہیں لگتی جس کے سبب نجاست کے جراثیم سے ہاتھ ملوث نہیں ہو پاتے تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس قسم کے ملوث ہاتھوں سے اکثر گھروں میں اسہال وپیچش کے کئی اقسام کا پھیل جانا ایک عام بات ہو گئی ہے اس لیے طہارت سے قبل ڈھیلے استعمال کرنے سے اجابت بہت کم ہاتھ کو ملوث کرتی ہے جس کو باآسانی پانی سے صاف بھی کر لیا جاتا ہے۔

☆ سائنس کی آخری ریسرچ کے مطابق مٹی میں نوشادر اور اعلیٰ درجے کے دافع تعفن اجزاء موجود ہیں چونکہ پاخانہ اور پیشاب تمام فضلہ ہے اور جراثیموں سے لبریز ہے تو اس کا جلد انسانی کو لگنا انتہائی نقصان دہ ہے اور اگر اس کے کچھ اجزاء جلد پر چپک جائیں یا ہاتھ پر رہ جائیں تو بے شمار امراض کے خطرات پھیلنے کا اندیشہ رہتا ہے۔

☆ ڈاکٹر ہلوک نے لکھا ہے کہ ڈھیلے کے استعمال نے سائنسی اور تحقیقی دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے کیونکہ مٹی کے تمام اجزاء جراثیموں کے قاتل ہیں جب ڈھیلے کا استعمال ہو گا تو پوشیدہ اعضاء پر مٹی لگنے کی وجہ سے ان پر بیرونی طور پر لگے تمام جراثیم مر جائیں گے بلکہ تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے مٹی کا استعمال شرم گاہ کے کینسر سے بچاتا ہے۔

الغرض یہ مٹی سے بنا ہوا انسان پھر بھی مٹی سے عافیت پائے گا چاہے دنیا کے تمام فارمولے استعمال کر لے۔

☆ پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلا استعمال کرنے سے نہ صرف پیشاب کی نالی کی چنتوں میں جو قطرات رہ جاتے ہیں جنہیں سوت سوت نچوڑ کر خارج کرنے میں مدد ملتی ہے اس طرح عضوِ خاص کا ہلکا سا مساج بھی ہو جاتا ہے جس سے عضو میں بار بار مالش سے دورانِ خون کے سبب طاقت وتوانائی پیدا ہوتی رہتی ہے اور ڈھیلوں کے بار بار رگڑنے سے ذکاوت حس یا حساس پن کی زیادتی سے بھی نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

پانی سے طہارت کرنے کی اہمیت اور جدید سائنس:

اسلام میں پانی سے طہارت کی اہمیت اور واضح ہو جاتی ہے جس کو ڈاکٹر گول والے نے اپنے ٹیکسٹ لک آف میڈیسن میں لکھا ہے کہ عقم جن مردوں میں بانجھ پن ہو حونیات منویہ کی کمی سے ہوا کرتی ہے انہیں چاہیئے کہ اپنے خصیوں کو پانی سے بار بار دھوئیں جن سے حونیات منویہ کی پیدائش بڑھتی ہے خالق کائنات نے اسلامی طریقہ میں یہ سب خوبیاں یکجا فرما دی ہیں اور اپنے بندوں کو جہاں مردانہ قوتوں سے نوازا ہے بانجھ پن سے بھی نجات دلائی ہے۔

تو رفع حاجت کے بعد پانی سے طہارت نہیں کرتے یا صرف کاغذ یا کوئی اور شے استعمال کرتے ہیں وہ اکثر زیرناف بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں ان میں اکثر اگزیما بالدار پھوڑے جو مقعد کے قریب نکلتے ہیں جن کو طب کی زبان میں بھگندر یا ناسور کہا جاتا ہے جس میں اپریشن کے سوا چارہ نہیں۔

ہوسکتا ہے ایسے پھوڑے مقعد کے کینسر میں تبدیل ہو جائیں اس لیے طہارت کے لئے پانی کے استعمال کی شدید ضرورت اور واضح ہو جاتی ہے۔

عورتوں میں پانی سے استنجا کرنے کی صورت میں مبرز کے مقام کے مختلف جراثیم بلحاظ قربت مقام عورتوں کی اندام نہانی میں باآسانی پہنچ جاتے ہیں جس کے سبب مختلف نسوانی رحمی امراض مثلاً سیلان الرحم، ورم رحم، رحمی خراش، پیشاب کی نالی کی بیماریاں جس کا اثر مثانے اور گردوں تک پہنچ سکتا ہے جن سے سینکڑوں مہلک نتائج بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

ہارلے سٹریٹ لندن کے بزرگ ڈاکٹر کینن ڈیوس نے پوری یورپی قوم کو اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ اگر تم اس طرح زندگی گزارتے رہے تو پھر بہت جلد مندرجہ ذیل امراض کے لئے تیار ہو جاؤ۔

☆ شرمگاہ کا کینسر

☆ بھگندر

☆ جلد کی انفیکشن

☆ پھپھوند کے امراض

پانی کائنات کی عظیم نعمت ہے یہ ہر غلاظت کو طہارت میں تبدیل کرتا ہے اسلام نے نظام طہارت کو اتنا واضح اور پاک بنا دیا ہے کہ اس میں کسی کو کیا، بلکہ ہمارے لئے واضح دعوت عمل ہے۔ ایک مستشرق جانٹ ملن کا کہنا ہے کہ اسلام پاکیزگی اور صفائی کا مذہب ہے تمام مذاہب اس سے اپنی پاکیزگی اور صفائی کا باب پورا کرتے ہیں اگر کسی جسم پر پانی لگائے بغیر اس کو صاف کیا جائے تو تجربات سے بات ثابت ہے کہ وہ حصہ جسم کبھی بھی صاف نہیں ہوگا۔ (سائنس اور صحت)

پھر پانی کے استعمال سے اس حصہ کا درجہ حرارت نارمل ہو جاتا ہے اگر پانی استعمال نہ کیا جائے تو حاجت کے وقت تمام اعضائے جسم کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے اور انسان بے شمار امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

ہڈی اور گوبر سے استنجا کی مخالفت اور جدید سائنس:

حدیث پاک میں ہڈی، گوبر اور لید وغیرہ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

(صحیح البخاری)

یہ بظاہر معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت بڑی ہی پُر حکمت ہے کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ کی زبانِ اطہر سے نکلنے والی کوئی بات معمولی نہیں ہو سکتی بلکہ "آپ ﷺ کے منہ سے نکلنے والی ہر بات وحی ہوا کرتی ہے۔" (القرآن پارہ: ۲۷ ۳:۱۴)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آزاد خیال نوجوان کو جب یہ بات بتائی تو نوجوان نے تحقیر سے اس پر ہنسی اڑائی۔ کہنے لگا بھلا ہڈی اور گوبر وغیرہ کے استعمال سے کیا ہوتا ہے...... بات آئی گئی ہوگئی کہ ایک دن اسی نوجوان نے رفع حاجت کے بعد اتفاقاً قریب پڑی ہڈی کا استعمال کرلیا اس کے استعمال کرتے ہی پاخانہ کے مقام پر اسے شدید سوزش شروع ہوگئی اور اچھا بھلا ورم ہوگیا۔ دراصل ہڈی کے اندر چھوٹی چھوٹی سرخ

رنگ کی چیونٹیاں گھسی ہوئی تھیں جو اسے نظر نہ آ سکیں اور وہ اپنا کام دکھا گئیں۔ جب نوجوان کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو بھاگم بھاگ انہیں بزرگوں کے پاس آیا اور اپنی غلطی کا اعتراف اور اظہار ندامت کرنے لگا۔ اور علاج دریافت فرمایا تو بزرگوں نے فرمایا کہ جس بے مثل ہستی ﷺ کے حکم انور کا تو نے مذاق اڑایا ہے اب سچے دل سے توبہ کرو اور درود پاک پیش کرو چنانچہ اس نوجوان نے سچے دل سے توبہ کی اور بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرنے لگا تو بغیر دوائی کے ہی اس کی تکلیف جاتی رہی۔

(سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس حصہ اول)

ہڈی اور گوبر میں کئی قسم کے کیڑے اور خطرناک جراثیم ہوتے ہیں اور لید میں تو بڑا ہی مضر قسم کا جراثیم پایا جاتا ہے جو اگر جسم میں داخل ہو جائے تو کراز، تشنج کا خطرناک مرض لاحق ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ یہ تینوں گندی اور غلیظ چیزیں ہیں خود سوچیئے خود گندی اور غلیظ چیزیں غلاظت کو بھلا کیسے صاف کریں گی۔ یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ رسول رحمت ﷺ نے جب ہڈی گوبر اور مینگنی وغیرہ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ممانعت کی وجہ پوچھی تھی تو اس پر مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ یہ چیزیں جنوں کی خوراک ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے استفسار پر سیّد الکونین ﷺ نے یوں وضاحت فرمائی کہ جن جب کسی ہڈی کے پاس جاتے ہیں تو اس پر پہلے والا گوشت پاتے ہیں اسی طرح جب گوبر یا مینگنی کے پاس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو وہ خوراک عطا فرما دیتا ہے جو کھانے کے دن اس جانور کے لئے تھی۔ اس ضمن میں مزید تفصیلات درکار ہوں تو نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" از فقیہ اعظم ہند مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ فرمائیے۔

ٹائلٹ پیپر اور جدید سائنس:

اس کے بنانے میں بے شمار کیمیکل استعمال ہوتے ہیں بعض کیمیکل تو انتہائی مہلک ہیں جس سے جلدی امراض ایگزیما اور جلد میں رنگت کی تبدیلی کے امراض پیدا ہو سکتے ہیں"

اس وقت تمام یورپ ٹائلٹ پیپر استعمال کرتا ہے۔ پچھلے دنوں اخبارات نے اس خبر کو شائع کیا کہ اس وقت یورپ میں شرمگاہ کے مہلک امراض خاص طور پر کینسر تیزی سے پھیل رہا ہے اس کے سد باب کے لئے جب تحقیقی بورڈ بیٹھا تو اس بورڈ کی رپورٹ صرف دو چیزیں تھی کہ ٹائلٹ پیپر کا استعمال کرنا اور پانی کا استعمال نہ کرنا۔

یورپ نے ہمیں یہ طریقہ کاغذ کی شکل میں دیا ہے یہ ہمارے لیے بہتر ہے یا نقصان دہ؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

چونکہ یورپین استنجا کے لئے صرف ٹائلٹ پیپر ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور پانی کا استعمال نہیں کرتے اس لیے ٹائلٹ پیپر ان کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے لیکن اگر ٹائلٹ پیپر کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال بھی کیا جائے تو اس کے مضرات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع اور جدید سائنس:

اسلام بیٹھ کر پیشاب کرنے کا حکم دیتا ہے اگر کھڑے ہو کر پیشاب کیا جائے تو اس کے اندرونی و بیرونی نقصانات بڑھ جاتے ہیں۔

☆ چونکہ پیشاب جراثیموں سے پر ہوتا ہے اور بعض اوقات اس میں بعض امراض (سوزاک، آتشک، گردوں کے جراثیمی انفیکشن وغیرہ) کی وجہ سے پیپ بھی موجود ہوتی ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے اس کے چھینٹے بدن اور لباس کو آلودہ کر دیں گے۔

☆ اس سے غدہ قدامیہ پر برا اثر پڑتا ہے اور وہ متورم ہو کر بڑھ جاتا ہے جس سے پیشاب کا بند ہو جانا، پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا، تکلیف سے آنا، دھار کا پتلا ہونا جیسے امرض پیدا ہو سکتے ہیں۔

بل یا سوارخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت:

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص سوراخ (بل وغیرہ) میں پیشاب نہ کیا کرے۔ (مشکوۃ شریف)

بل یا سوراخ میں پیشاب کرنے کی غلطی عموماً ایسے علاقوں میں سرزد ہوتی ہے جہاں طہارت خانے یا بیت الخلا موجود نہ ہوں عموماً دیہاتی یا کھلے علاقوں میں لوگ کام کاج کرتے ہوئے ادھر ہی کسی بل یا سوراخ میں پیشاب کرنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں شاید وہ پیشاب کے چھینٹوں وغیرہ سے بچنا چاہتے ہوں گے یا پھر شوقیہ یہ حرکت کر ڈالتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کو نوٹ کر لینا چاہئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی حرکت کرنے سے منع فرما رکھا ہے..... کیوں؟ اس لئے کہ جس بل میں پیشاب کیا جا رہا ہے اس میں کوئی موذی جانور (مثلاً بچھو یا سانپ وغیرہ چھپا بیٹھا ہو اور جب پیشاب کا نیم گرم پانی اس پر پڑے گا تو وہ لامحالہ باہر کا رُخ کرے گا..... تو پھر کیا ہوگا.....؟

☆ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ وہ موذی جانور خدانخواستہ آپ کو کاٹ لے اور آپ کو جان کے لالے پڑ جائیں۔

☆ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اس موذی جانور کو اچانک دیکھ کر آپ گھبرا جائیں اور آپ کا پیشاب ڈر اور خوف کی وجہ سے فوراً بند ہو جائے اس طرح فوراً بند ہو جانے والے پیشاب کے اتنے خطرناک نقصانات ہیں کہ سانپ وغیرہ کے کاٹے کے بھی اتنے مضر اثرات نہیں ہیں۔ پیشاب درمیان میں چھوڑ کر بھاگنے سے مرگی کے دورے، بے ہوشی کے دورے، پاگل پن اور گردوں کے خطرناک امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔

☆ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خطرناک جانور کو اچانک دیکھ کر آپ اپنے آپ پر کنٹرول نہ رکھ سکیں اور بے ہوش ہو جائیں ایسی برہنہ حالت میں کسی جگہ بے ہوش پڑا ہوا ہونا بھلا کون برداشت کر سکتا ہے۔

☆ جس بل میں آپ پیشاب کر رہے ہیں اس میں بالفرض کوئی جانور نہ بھی اس وقت موجود ہو اور اگر اس بل میں اس کا فضلہ اور پیشاب وغیرہ پڑا ہوا ہو تو جب آپ کا کیا ہوا پیشاب اس جانور کے بول و براز پر پڑے گا تو اس کے جراثیم مخالف سمت میں چلتے ہوئے آپ کے جسم میں داخل ہو کر خطرناک امراض کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆ میدانی علاقوں میں بعض زمینیں کلر تھور اور شور زدہ ہوتی ہیں ایسے سوراخوں یا بلوں کے اندر تیزابی مادے پائے جاتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ پیشاب بذات خود ایک قسم کا تیزاب ہے تو جب آپ ایسے سوراخ میں پیشاب کریں گے تو ظاہر ہے ایک تیزاب پر جب دوسرا تیزاب پڑے گا تو فوری طور پر ایک ری ایکشن ہوگا جس کی وجہ سے زہریلے بخارات اٹھیں گے جو آپ کے جسم سے جب ٹکرائیں گے تو یقیناً نقصان دہ ثابت ہوں گے۔ یقیناً انہیں وجوہات کے پیشِ نظر محسن انسانیت ﷺ نے اپنے غلاموں کو بل یا سوراخ وغیرہ میں پیشاب کرنے سے مطلقاً ہی منع فرمادیا۔

چلتے پانی میں پیشاب کرنا:

دریا، نہر، راجباہ، کھال یا آبشار وغیرہ کو بھی فضلہ سے آلودہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ انسان اور جانور اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔

اب تو ہندوؤں نے بھی زندگی میں پہلی بار عقل کی بات کر ہی دی ہے کہ گنگا کے اندر آلودہ پانی ڈالنے سے منع کر دیا ہے اور اشنان کرنے والوں کو بھی وہاں حاجت کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

مزید یہ کہ پانی میں رہنے والی تمام آبی مخلوق ہمیشہ پانی کی مخالف سمت میں چلتی ہیں اس لئے ہمارے آقا ﷺ نے ہمیں چلتے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمادیا ہے تاکہ اس پانی میں موجود جراثیم اس پیشاب کے ذریعے جسم کے اندر نہ چلے جائیں۔ پھر یہ خطرناک جراثیم تولیدی نظام، گردوں اور مثانہ کی مختلف بیماریوں کا باعث بن سکتے ہیں۔

سرِ راہ، سایہ دار یا پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا:

لوگوں کی گزرگاہوں میں بھی رفع حاجت نہ کی جائے تاکہ اندھیر سویر راہ گیروں کے پاؤں اور کپڑے آلودہ نہ ہوں۔ اسی طرح سایہ دار درخت بھی لوگوں کے آرام وسکون حاصل کرنے کا مقام ہوتا ہے وہاں بھی رفع حاجت کے لئے نہ بیٹھا جائے۔ پھل دار درخت کے سائے میں بھی لوگ بیٹھتے ہیں اور اس کے پھل بھی نیچے گرتے ہیں اگر گندگی

میں گریں گے تو لوگوں کے کام کے نہیں رہیں گے اس لئے وہاں پاخانہ نہ کیا جائے۔

ہوا کے رُخ پیشاب کرنا:

ہوا کے رُخ پر بھی پیشاب کرنے سے منع فرمادیا گیا ہے اس طرح ہوا کے دباؤ کی وجہ سے پیشاب اڑ کر اپنے ہی چہرے اور کپڑوں پر گرے گا پھر اس آلودگی سے امراض کی ابتداء ہوگی اس لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جہاں ہوا کا رُخ بھی نہ بنتا ہو۔

غسل خانے میں پیشاب سے منع اور جدید سائنس:

احادیث نبوی ﷺ میں غسل کی جگہ پیشاب سے منع فرمایا اور فرمایا ہے کہ اس سے بے شمار وسوسے پیدا ہوجاتے ہیں اس ضمن میں ایک سائنس میگزین میں لکھا ہے کہ

”غسل کی جگہ پیشاب کرنے سے شہوت نفسانیہ کی زیادہ ہوتی ہے اور اس سے معاشرتی مہلکات پیدا ہوتے ہیں“

☆ غسل کی جگہ پیشاب کرنے سے انسان نفسیاتی امراض کا شکار ہوتا ہے۔

☆ غسل کی جگہ پیشاب کرنے سے گردے میں پتھری پیدا ہوتی ہے۔

پیشاب سے بچیں امراض سے بچیں:

پیشاب سے بچو اکثر عذاب قبر پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (رہبر زندگی)

مستشرق جانٹ ملن کہتا ہے کہ میرے پاس رانوں کی خارش اور پھنسیوں، پیڑو کی جلد کا ادھڑنا، سرینوں اور اس کے اطراف کی الرجی، عضوِ خاص کے زخم کے مریض جب آتے ہیں تو میرا ان سے پہلا سوال یہی ہوتا ہے کہ کیا وہ پیشاب سے بچتے ہیں؟ ان میں اکثر پیشاب سے نہیں بچتے اور پھر لا علاج اور مشکل امراض لے کر میرے پاس آتے ہیں۔

(سائنس اور صحت)

جینز اور پینٹ کی زنجیری اور بٹن کھول کر پیشاب کرنے اور پھر بغیر استنجا کے فوراً باندھ لینے کی صورت میں پیشاب کے قطرات اعضائے جسم پر گرتے اور لگتے رہتے ہیں جس

Scanned with CamScanner

سے جلدی امراض اور دیگر بے شمار امراض پیدا ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ اسلام کتنا خوبصورت اور پاکیزہ مذہب ہے کہ اپنے ماننے والوں کو اتنے امراض سے بچاتا ہے۔

غسل اور جدید سائنس

صفائی اور پاکیزگی کے لئے دنیا کی کوئی چیز پانی کی مانند سہل الحصول زود اثر اور بے ضرر نہیں ہے یہ طاہر و مطہر یعنی خود پاک اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے والی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نعمت ہے۔

بیوی سے صحبت کے بعد یا کسی اور وجوہات کی بناء پر حفظان صحت کے پہلو سے اس کی افادیت مسلم ہے اس سے طبیعت میں چستی اور نشاط پیدا ہوتا ہے اور جماع کے نتیجے میں جسم کی جو قوت زائل ہوتی ہے اس کی بحالی کا سامان کرتا ہے بعض خطرناک بیماریوں سے بچاؤ کا بھی یہ ایک فطری طریقہ ہے بڑے بڑے حکماء نے اس کی صراحت کی ہے جس طرح پھیپھڑے اور گردے وغیرہ فضلات ردیہ کو خارج کرتے رہتے ہیں اس کی بیرونی جلد بھی بذریعہ مسامات فضلات کو خارج کرتی رہتی ہے نہانے سے صرف بدن ہی صاف نہیں ہوتا بلکہ مسام کھل کر خراب مادے اور خون کے ناقص بخارات خارج ہو جاتے ہیں اعضاؤں کی اندرونی بناوٹ درست رہتی ہے بیرونی جلد کے ہر ایک مربع انچ میں تین سو کے قریب مسامات ہیں جن کی راہ سے اندر کا خراب بخار ہر وقت نکلتا رہتا ہے اور باہر کی صاف ہوا کھینچ کر اندر جاتی ہے اندرونی بخار کے ساتھ ایک قسم کا تیل بھی ہے جو تیزابی خاصیت رکھتا ہے وہ خون سے جدا ہو کر خارج ہوتا رہتا ہے۔ یہی چکنائی جو میل کی صورت میں جسم اور کپڑوں پر لگ کر انہیں خراب کر دیتی ہے اگر اسے دور نہ کیا جائے تو بدن سے بو آنے لگتی ہے اب آپ فوراً سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی شے جس کا باہر نکلنا طبعی اور بڑا ضروری ہے اگر رک جائے تو کیسی خرابی پیدا ہوگی جب کچھ مدت غسل نہ کرنے سے مسام بند ہو جاتے ہیں تو ہوا کی کافی مقدار اندرونی اعضاؤں کی حرکت کے لئے جو ضروری ہے نہیں پہنچتی تو پسینے اور چکنائی کے ساتھ جو کھاری مادہ نکلتا ہے وہ رک کر دوبارہ

خون میں شامل ہو کر خون میں شوریت پیدا کر کے اسے کھٹا کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں خارش پھوڑے پھنسی وجع المفاصل، گنٹھیا، نقرس وغیرہ امراض لاحق ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ روزانہ غسل کر کے جلد کو صاف رکھا جائے۔

غسل حسب عادت موسم کے لحاظ سے گرم یا سرد پانی سے کرنا چاہیئے غسل کرنے کے بعد بدن کو عمدہ کپڑے سے خشک کر لینا چاہیئے تاکہ جلد اچھی طرح صاف ہو کر مسام کھل جائیں غسل کے لئے سب سے عمدہ وقت صبح کا ہے یا شام کو کھانے سے پہلے اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر جو وقت مقرر کر لیا جائے بہتر ہے۔ لیکن کھانا کھانے کے بعد غسل کرنا مضرِ صحت ہے کیونکہ جلدی عروق پھیل کر معدے کا دوران خون سست ہو جاتا ہے اور ہضم میں خرابی پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

غسل کا طریقہ:

بغیر زبان ہلائے دل میں اس طرح نیت کریں کہ میں پاکی حاصل کرنے کے لئے غسل کرتا ہوں پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار دھوئیں پھر استنجے کی جگہ دھوئیں خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر جسم پر اگر کہیں نجاست ہو تو اس کو دور کریں پھر نماز کا سا وضو کریں مگر پاؤں نہ دھوئیں ہاں اگر چوکی وغیرہ پر غسل کر رہے ہیں تو پاؤں بھی دھولیں پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑ لیں خصوصاً سردیوں میں (اس دوران صابن بھی لگا سکتے ہیں) پھر تین بار سیدھے کندھے پر پانی بہائیں پھر تین بار الٹے کندھے پر، پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار۔ پھر غسل کی جگہ سے الگ ہو جائیں اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولیں نہانے میں قبلہ رخ نہ ہوں تمام بدن پر ہاتھ پھیر کر مل کر نہائیں، ایسی جگہ نہائیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر مرد اپنا ستر (ناف سے لے کر گھٹنے سمیت) کسی موٹے کپڑے سے چھپا لے دورانِ غسل کسی قسم کی گفتگو نہ کریں کوئی دعا بھی نہ پڑھیں نہانے کے بعد تولیا وغیرہ سے بدن پونچھنے میں حرج نہیں۔

مخصوص دنوں میں غسل کی تاکید کا راز:

رہبر انسانیت ﷺ نے امت کو غسل کی از حد تاکید فرمائی ہے خصوصاً جمعۃ المبارک کے دن تو غسل پر اس قدر زور دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جمعہ کے روز غسل ضرور کیا کرو، اگرچہ تمہیں ایک دینار فی پیالہ پانی کے عوض خرچ کرنا پڑے۔ (ریاض الصالحین)

اسی طرح عیدین کے موقعوں پر بھی غسل کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم)

سوال یہ کہ غسل سے کیا ہوتا ہے.....؟

دوران غسل بدن پر ٹھنڈا پانی پڑتے ہی نشاط و سرور کی لہر پورے جسم میں دوڑ جاتی ہے اور اسی لمحے افسردگی اور درماندگی شگفتگی میں بدل جاتی ہے انسان کو نئی تازگی اور فرحت کا احساس ہونے لگتا ہے اعصاب وعضلات کی سستی اور کمزوری جاتی رہتی ہے آدمی اپنی طبیعت میں ایک غیر معمولی بشاشت اور خوشگواری محسوس کرنے لگتا ہے۔ عبادات و کام کاج میں اس کا خوب دل لگتا ہے۔

جمعۃ المبارک اور عیدین چونکہ مسلمانوں کے اجتماعات کے دن ہوتے ہیں اس لئے ان دنوں میں نہانے کو بہت افضل قرار دیا گیا تاکہ تمام مسلمان نہا دھو کر صاف ستھرے لباس زیب تن کر کے اجتماع میں جائیں اور پورا مجمع نفاست و نظافت کا دلکش منظر پیش کرے۔

دراصل ایام جمعۃ المبارک اور عیدین دربار ایزدی میں حاضری کے خاص دن ہوتے ہیں ان دنوں میں کی گئی عبادت و ریاضت بھی اپنا خاص مقام رکھتی ہے۔ اعلیٰ درجے پر فائز وہ عبادت ہوتی ہے جس میں زیادہ سے زیادہ خشوع وخضوع پایا جائے اور ایسی ہی عبادات قرب الٰہیہ کا ذریعہ ہوا کرتی ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے خشوع وخضوع کے میسر آنے میں عبادت گاہوں کے ماحول کا خاص عمل دخل ہے چنانچہ عبادت گاہ کے ماحول کو پُرکیف اور دلکش بنانے کے لئے ضروری ٹھہرا کہ مجمع کا ہر رکن غسل کر کے، صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے، آنکھوں میں سرمہ لگا کر، بدن کو خوشبوؤں میں رچا کر عبادت گاہ میں حاضر ہو تاکہ قرب الٰہیہ کے حصول کے علاوہ قربت

باہمی کو بھی فروغ ملے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کا یہ طیب مطاہر طرز عمل اغیار کو بھی مذہب اسلام کی طرف راغب کرنے کے سلسلے میں مددگار و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

یاد رہے کہ غیر مسلم اقوام میں غسل و وضو کا تصور تک نہیں ملتا بلکہ غسل و وضو تو دور کی بات ہے بعض قوموں کے افراد تو رفع حاجت سے فراغت کے بعد کئی کئی ماہ تک پانی سے استنجا بھی نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ان کی عبادت گاہوں (ایک رپورٹ کے مطابق) کے قالینوں پر پاخانے کے خشک ذرات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ عبادت گاہ میں ہوا وغیرہ خارج ہو جانے کو قطعاً معیوب خیال نہیں کیا جاتا...... انہی وجوہات کی بناء پر ان کی عبادت گاہوں سے بدبو آتی رہتی ہے اور ایسی عبادت گاہیں بیماریوں کی آماجگاہیں نہیں تو اور کیا ہیں...... اس کے برعکس اہل اسلام کی عبادت گاہیں (مسجدیں) صفائی ستھرائی اور نفاست و نظافت میں اپنی مثال آپ ہیں جس کی واحد وجہ یہ ہے کہ معمار امت مسلمہ تاجدار انبیاء ﷺ نے مسلمانوں کو طیب و طاہر ہوئے بغیر مسجدوں میں داخل ہونے سے تاکیداً منع فرما رکھا ہے بلکہ اگر کسی وجہ سے طہارت باطل ہو جائے تو فوراً مسجد سے باہر نکل کر نئے سرے سے طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد مسجد میں دوبارہ داخل ہونے کی اجازت ہے۔

الغرض غسل کی بے شمار حکمتیں اور طبی فائدے ہیں جنہیں ہم کتاب کی ضخامت کے سبب نقل کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔

بغل کے بال اور بال زیر ناف صاف کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق بغل کے بال صاف کرنے اور بال زیر ناف مونڈھنے کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ چالیس دن کی مدت مقرر فرمائی ہے۔

(نسائی شریعت جلدا)

طب جدید کے مطابق ہماری جلد میں تروتازگی کو قائم و دائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے غدود پیدا فرمائے ہیں جن کو روغنی غدود کا نام دیا جاتا ہے جسم کے وہ حصے جہاں سے بالوں کو صاف کرنے کا شرعی حکم ہے، قدرت کی کاریگری دیکھئے کہ وہاں پر قدرتی طور پر بنی یہ

Scanned with CamScanner

غدود کم ہوتے ہیں تاکہ ان کی رطوبت وہاں پر اگنے والے بالوں کی نشوونما کو متاثر نہ کرے۔

جدید سائنسی تحقیق کے مطابق جلد کے ان مذکورہ مخصوص حصوں کو ہمہ وقت آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر ان حصوں پر بال بڑھے ہوئے ہوں تو ایک تو جلد کو آکسیجن کی براہ راست فراہمی مشکل ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے ان حصّوں کی کماحقہ صفائی نہیں ہو سکتی نتیجتاً میل کی پپڑیاں جم کر جلد کے مسام بند ہو جاتے ہیں اور جلد کو آکسیجن کی فراہمی منقطع ہو جانے کے سبب جلدی خارش، الرجی، پھوڑے اور پھنسی وغیرہ کا خاصا امکان ہوتا ہے علاوہ ازیں قوتِ مخصوصہ بھی متاثر ہوتی ہے۔

اطباء کی آراء کے مطابق چالیس دنوں کے بعد بھی اگر مخصوص حصوں سے بالوں کو صاف نہ کیا جائے تو بال اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ نہ صرف آکسیجن کی فراہمی میں نمایاں کمی واقع ہو جاتی ہے بلکہ یہ حصے میل کچیل اور جراثیموں کی آماجگاہ بن کر جوئیں اور پسو پڑنے کا سبب بنتے ہیں۔

فرانس کے ماہرین جلد کے مطابق ''اگر بغل کے بالوں اور زیرِ ناف بالوں کو تاخیر سے صاف کیا جائے تو اس کے بُرے اثرات نہ صرف جلد کے اندر پائے جانے والے روغنی غدود Oily Glands پر پڑتے ہیں، بلکہ خطرناک قسم کے جنسی امراض بھی جنم لینے کا خدشہ ہوتا ہے حتیٰ کہ آتشک، ایڈز، سوزاک اور کوڑھ وغیرہ کے جراثیم بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو دورانِ مقاربت عورتوں میں بھی منتقل ہو سکتے ہیں۔'' (سنت نبوی اور جدید سائنس)

نفسیاتی ماہرین کے مطابق ''اگر ان بالوں کو جلد از جلد نہ تراشا جائے تو ان کے بد اثرات اعصابی نظام میں خلل ڈال کر بے شمار نفسیاتی پیچیدگیوں کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔ ایسے انسان بہت جلد دباؤ، مایوسی اور خوف وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں، بلکہ اکثر و بیشتر لوگ تو مائل بہ خودکشی بھی ہو جاتے ہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

سبحان اللہ! مذکورہ بالا خدشات کے پیشِ نظر ہی رہبر انسانیت ﷺ نے بنی نوع انسان کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ زیرِ ناف و بغل کے بالوں کو چالیس دن کے اندر اندر صاف کر لیا کرو۔

ناخن تراشنا اور جدید سائنس:

سائنسی تحقیق کے مطابق ایک صحت مند شخص کی انگلیوں کے ناخن ہر ماہ تین ملی میٹر تک بڑھتے ہیں اس طرح ایک نارمل آدمی کی زندگی کے پچاس سال میں اس کی انگلیاں تقریباً 1.8 میٹر ناخن پیدا کرتی ہیں۔

ایک خلیجی اخبار کے مطابق آج سے دو ہزار سال قبل ہی طبیبوں نے یہ انکشاف کر دیا تھا کہ ناخنوں اور انسانی صحت کے درمیان گہرا تعلق ہے یعنی زیادہ بڑھے ہوئے ناخن مضرِ صحت ثابت ہوتے ہیں چند رپورٹس ملاحظہ فرمائیں:

☆ ''سوشل میڈیسن'' کے مطابق ڈاکٹر سیل اور ڈاکٹر یارک نے یہ مشترکہ دعویٰ کیا ہے کہ زیادہ بڑھے ہوئے ناخن جراثیم کی آماجگاہ بن جاتے ہیں اور ٹائیفائیڈ اسہال، پیچش، ہیضہ، آنتوں کے کیڑے اور ورم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

☆ طبی اصول کے مطابق پیٹ کے کیڑوں کے انڈے انسانی ناخنوں میں ہی پوشیدہ ہوتے ہیں انسان جب کھانا کھاتا ہے تو یہ انڈے غذا میں شامل ہو کر پیٹ کے اندر چلے جاتے ہیں پھر ان انڈوں سے کیڑے پیدا ہو کر پیٹ کے اندر ہی اندر پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔ (سنتیں اور ان کی برکتیں)

☆ طبی ماہرین کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھانے کی شوقین ہوتی ہیں وہ بہت جلد خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

☆ ماہرین نفسیات کے مطابق زیادہ تر عورتیں ہی نفسیاتی امراض کا شکار ہوتی ہیں۔ ایک ماہر نفسیات نے یہ انکشاف کیا ہے کہ ناخن بڑھانا اتنا خطرناک ہے کہ انسان بلآخر اس قدر سیریس نفسیاتی مریض بن جاتا ہے کہ بعض اوقات خودکشی کرنے پر بھی تل جاتا ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

Scanned with CamScanner

باب دوئم

مسواک اور جدید سائنس

مسواک کے فضائل

مسواک شریف تاجدار مدینہ ﷺ کی بہت ہی پیاری سنت مبارکہ ہے گھر میں داخل ہوتے ہوئے سونے سے قبل سو کر اٹھیں اس وقت نیز جب بھی منہ میں بدبو ہو جائے اس کو دور کرنے کے لئے مسواک کرنا سنت ہے اور وضو میں مسواک کرنا سنت موکدہ ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسواک کا استعمال اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ اس میں منہ کی پاکیزگی اور اللہ عزوجل کی خوشنودی ہے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسواک میں موت کے سوا ہر مرض سے شفاء ہے بدقسمتی سے مسلمانوں نے جب سے اس سنت کو چھوڑا ہے اس دن سے ڈینٹل سرجن کی ابتداء ہوئی ہے۔

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ مسواک کر کے نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے ایک فرشتہ کھڑا ہو جاتا ہے جو اس کے منہ پر منہ رکھ کر اس کی قرأت سنتا ہے پس جو لفظ قرآن کا اس کے منہ سے نکلتا ہے وہ فرشتہ کے پیٹ میں چلا جاتا ہے اپنے منہ کو قرآن کے لئے پاک کرو (الترغیب والترہیب)

اس حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے مسواک کی حفاظت کی تاکید کی ہے کیونکہ رحمت ومغفرت کے فرشتے انسان کی قرآت سننے کے لئے اس کے قریب آجاتے ہیں اس کے لئے مغفرت ورب کی رضا کی دعا کرتے ہیں جب وہ انسان سے بری بو سونگھتے ہیں تو اس سے نفرت کرتے ہیں اور دور ہو جاتے ہیں پس انسان مسواک ترک کر کے اپنے اوپر

فرشتوں کا قرب دور کر لیتا ہے مسواک اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا جوئی کا سبب بنتی ہے اور شیطان کو ناراض کرنے کا سبب ہے مسواک منہ کی بو کو پاک کرنے والی آدمیوں کی کشش کا سبب، ذہانت پیدا کرنے والی، سوچ کو پاک کرنے والی، ایسی رطوبت جو آنکھوں کی کمزوری کا باعث بنتی ہے کو ختم کرنے والی بڑھاپے کو موخر کرنے والی اجر کو دوگنا کرنے والی دشمن کو خوف دلانے والی کھانے کو ہضم کرنے والی ہے اور مسواک موت کے وقت کلمہ شہادت یاد دلانے والی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسواک کے فوائد نہ صرف دنیاوی ہیں بلکہ دینی اور دنیاوی دونوں طرح کے ہیں جس طرح اس کے دنیاوی فوائد ہیں اسی طرح اس کے اخروی فوائد بھی بہت زیادہ ہیں۔

مسواک کا اجتماعی فائدہ یہ ہے کہ یہ منہ کی بدبو کو صاف کرتی ہے لوگوں کے قرب کا سبب بنتی ہے اور لوگوں کی نفرت جو منہ کی بدبو کی وجہ سے ہوتی ہے کو دفع کرتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں، دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ آنکھوں کی بینائی کو تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں، اللہ عزوجل کی رضا، سنت کا اتباع، نماز کے ثواب میں اضافہ، جسم کی تندرستی یہ سب امور حاصل ہوتے ہیں۔

تاجدار مدینہ ﷺ کی ذاتی زندگی مبارکہ میں مسواک کو ہر طرح سے اہمیت حاصل تھی۔ وہ تازہ شاخ سے مسواک کرتے تھے پہلے اسے دانتوں سے چبا کر نرم کرتے تھے پھر اسے نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ بار بار استعمال کرتے رہتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو تہجد سے پہلے مسواک کرتے دیکھا آپ ﷺ صبح اٹھ کر مسواک کرتے تھے، سوتے وقت مسواک استعمال فرماتے تھے ہر نماز سے پہلے استعمال فرماتے تھے اور حد یہ کہ آپ ﷺ نے اپنی دنیوی زندگی میں آخری کام بھی مسواک ہی کیا اس غرض کے لئے آپ ﷺ پیلو کے درخت کی لکڑی کو پسند کرتے تھے اور ایک روایت میں انہوں

Scanned with CamScanner

نے زیتون کی مسواک بھی پسند فرمائی۔ پیلو کی کیمیاوی ترکیب میں وہ تمام عناصر شامل ہیں جن کے بارے میں کسی بھی ماہر امراض دنداں نے آج تک ذکر کیا ہے اس میں مسوڑھوں کو خشک کرنے کے لئے ٹینک ایسڈ ہے دانتوں کے انحطاط کو روکنے کے لئے فلورائیڈ ہے منہ کی جھلی کی صحت کے لیۓ وٹامن ہے جراثیم کو مارنے والے عناصر کے ساتھ نمک کی معقول مقدار موجود ہے ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مسواک کو دانتوں کے اطراف اندر اور باہر پھیرنے کے علاوہ اسے زبان پر بھی ملتے تھے جس کا اضافی فائدہ بلغم کا اخراج اور ہاضمہ کی اصلاح ہے۔

مسواک کرنے سے دانتوں اور مسوڑھوں کے عضلات کی ورزش ہوتی ہے ان کے دوران خون میں اضافہ ہوتا ہے جب دانتوں کے درمیان غذا نہ پھنسے گی ان پر چپکی ہوئی چیزوں کو کم از کم اکیس مرتبہ دھو کر نکال دیا جائے گا اور ان کو دن میں کم از کم دو مرتبہ ورزش کے ساتھ جراثیم کش اور محرک کیمیاوی عناصر سے مالش کی جائے تو پھر ان کا خراب ہونا ناممکن امر ہے جس کی سب سے اہم مثال جنگِ احد میں نظر آتی ہے ہمارے وہ بزرگ جو مسواک کیا کرتے تھے اپنی آخری عمروں تک اپنے موتیوں جیسے چمکدار دانتوں کے ساتھ ہر قسم کی خوراک کھاتے تھے اور ان کے دانت عمر کے ساتھ انحطاط پذیر نہ ہوتے اور یہ مسواک کا کرشمہ تھا۔

گرونانک کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مسواک ہاتھ میں رکھتے تھے اور دانتوں کو مسواک کرتے رہتے تھے اور کہتے تھے یا یہ لکڑی لے لو، یا پھر بیماری لے لو، کتنی گہری بات ہے کہ مسواک لے لو تو امراض ختم ورنہ امراض سے واسطہ پڑتا ایک ضروری بات ہے۔

مسواک کی حقیقت:

دانا کا ہر قول پُر از حکمت ہوا کرتا ہے اور ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا کوئی دانا نہیں۔ ہم نے یہ دعویٰ عقیدت و جذبات کی رو میں بہہ کر نہیں کر دیا بلکہ اس نا قابل تردید حقیقت کو تو غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ برطانوی مصنف ''برنارڈ شاء'' کہتا ہے کہ:

''مجھے یقین ہے کہ اگر آج دنیا کی قیادت محمد ﷺ جیسے کسی آدمی کے ہاتھ میں دے دی جائے تو وہ دنیا کو درپیش تمام مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اسے امن، سلامتی اور سعادت کا گہوارہ بنادے۔'' (الاسلام والمستشرقون)

اب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اسی قول کو لے لیجئے کہ:

''مسواک میں موت کے سوا ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔'' (حفیان سنت بحوالہ دیلمی)

اس میں توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ مسواک کے اندر آخر کونسی ایسی شے پائی جاتی ہے جو موت کے علاوہ تمام بیماریوں کا علاج ثابت ہوتی ہے...... جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے۔ آیئے ملاحظہ فرمائیے:

جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں حال ہی میں ایک تحقیق ہوئی جس میں بتایا گیا کہ مسواک میں بڑی مقدار میں ایک تیزابی مادہ ٹینک ایسڈ پایا جاتا ہے یہ مادہ دانتوں کو جراثیموں سے محفوظ رکھتا ہے۔

سائنس یہ بھی ثابت کر چکی ہے کہ درختوں کے پتوں اور شاخوں میں ایک مادہ پایا جاتا ہے جسے کلوروفل کہتے ہیں اسی کلوروفل کی وجہ سے درختوں کی شاخیں اور خصوصاً پتے سبز رنگ کے ہوتے ہیں کلوروفل کے بارے میں جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ ایک ایسا مادہ ہے جو کسی بھی جگہ سے گندگی یا سڑاندھ کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مسواک کے اندر اس دافع تعفن مواد کی قدرتی طور پر موجودگی منہ کے اندر کے تمام موذی قسم کے جراثیموں کے خاتمے کا سبب بنتی ہے۔

مزید یہ کہ ہر قسم کی مسواک کے اندر کیلشیم اور فاسفورس کی خصوصی مقدار شامل ہوتی ہے جو دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لئے جزولاینفک کا درجہ رکھتی ہے طبی ماہرین اس نقطہ پر متفق ہیں کہ کیلشیم اور فاسفورس ایسے کیمیکل ہیں جو دانتوں اور مسوڑھوں کی صحیح نشوونما کے لئے نہ صرف بہترین ٹانک ہیں بلکہ دانتوں کی جملہ بیماریوں کا علاج بھی ثابت ہوتے ہیں۔

دندان ساز اور نظام انہضام کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ منہ کی صفائی منہ اور

Scanned with CamScanner

نظامِ انہضام کی جملہ بیماریوں سے بچاتی ہے...... اور منہ کی بہت صفائی مسواک سے ہی ممکن ہے...... وہ کس طرح......؟

مسواک برش کا برش اور دوائی کی دوائی ہے درخت کی لکڑی کے ریشے دانتوں کے خلاؤں میں اٹکے رہ جانے والے بچے کھچے غذائی اجزاء کو نکال باہر کرتے ہیں۔

مسواک نہ کی جائے تو یہی اجزاء منہ اور معدہ کی کئی ایک امراض کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسٹر یٹوکوکس نامی بیکٹر یا جو دل کے والو پر حملہ آور ہو کر ان کو تباہ و برباد کر دیتا ہے وہ دانتوں کے گندہ ہونے کی وجہ سے منہ سے ہی آتا ہے جبکہ مسواک کے اندر موجود ایک طرح کا تیزابی مادہ جسے ٹینک ایسڈ کہا جاتا ہے، یہ نہ صرف دانتوں کو کیڑا لگنے سے محفوظ رکھتا ہی بلکہ دل کے والو کو نقصان پہنچانے والے اس موذی بیکٹیریا کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔

جدید طرزِ مسواک اور سائنسی تحقیق:

آج ہم جدید اور کمپیوٹر دور سے گزر رہے ہیں ہم اپنے آپ پر بنیاد پرستی کا طعنہ کب برداشت کرتے ہیں اسی لئے ہم نے لکڑی کی مسواک کو کب کا توڑ کر پھینک دیا ہے کیونکہ لکڑی کی مسواک اس ایٹمی دور کے تقاضے پورے نہیں کرتی آج ہم برش استعمال کر کے فخر محسوس کرتے ہیں مگر ہم دیسی لوگوں کو بھلا کیا پتا کہ جراثیم کے ماہرین عرصہ دراز کی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ بُرش کو صرف ایک ہی دفعہ استعمال کر کے پھینک دینا چاہئے کیونکہ اس کا دوبارہ استعمال صحت وتندرستی کے لئے مضر ثابت ہوسکتا ہے اس لئے کہ اس کے اندر جراثیم کی ایسی تہہ سی جم جاتی ہے کہ پانی سے دھونے سے بھی جراثیم مصروف نشو ونما رہتے ہیں۔ چلیں ٹھیک ہے مان لیا کہ ایک بار استعمال کیا ہوا برش دوبارہ استعمال نہیں کرنا چاہئے تو پھر کیا ہوا ہم بھی تو غریب ملک کے امیر شہری ہیں ہم وہ والا برش پھینک دیا کریں گے اور ہر روز نیا برش خرید کر استعمال کر لیا کریں گے...... کیا کریں جدید دور کے تقاضے جو پورے کرنے ہوئے مگر کریں تو کیا کریں، جائیں تو کدھر جائیں یہ ڈینٹل سرجن ہمیں نئے

اور تیز رفتار زمانے کے شانہ بشانہ کب چلنے دے گا۔ ڈینٹل سرجن کیا کہتا ہے......؟ ڈینٹل سرجن اپنے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ بُرش میں لگے ہوئے ریشے خواہ کتنے ہی نرم کیوں نہ ہوں، دانتوں کی اوپر والی چمکیلی تہہ کو اتار دیتے ہیں نتیجتاً دانتوں کے درمیان خلا پیدا ہو جاتے ہیں، آہستہ آہستہ دانت مسوڑھوں کی جگہ چھوڑ جاتے ہیں اور غذا کے ذرات ان میں پھنس کر نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

اچھا!!! پھر اس جدید مسواک سے کام نہیں چلے گا اس طرح تو ہم نئے زمانہ کے شانہ بشانہ چلنے کے شوق میں خود ہی چل بسیں گے پھر جدید تحقیق بھی تو اس ماڈرن مسواک کی حوصلہ شکنی کرنے پر تلی ہوئی ہے بلکہ جدید تحقیق تو ایسی قدیم مسواک کے استعمال کا مشورہ دیتی ہے جس کی ترغیب مسلم امہ کو آج سے صدیوں پہلے دی جا چکی ہے...... پھر بھی مسلمانوں کو بنیاد پرست ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے...... کیوں......؟

خبردار! مسلمان کو "بنیاد پرست" ہونے کا طعنہ دینے والے حضرات نوٹ فرمالیں کہ ایک سچا مسلمان "بنیاد پرست" نہیں بلکہ خدا پرست ہوا کرتا ہے ہاں مگر جس بنیاد کی بنیاد پر ایک مسلمان کو "بنیاد پرست" کے خطاب سے نوادیا جاتا ہے وہ بنیاد البتہ بڑی مضبوط ہے اتنی مضبوط کہ باطل اس کے ساتھ ٹکرا کر پاش پاش تو ہوسکتا ہے مگر اس کا بال بیکا تک نہیں کرسکتا......؟

وجہ اس کی یہ ہے کہ مسلمان کی "بنیاد" آج سے قریباً چودہ صدیاں قبل اس عظیم ہستی ﷺ نے رکھ دی تھی کہ متعصب فرنگی مائیکل ایچ ہارٹ اپنی مشہور زمانہ کتاب میں دنیا کی عظیم ترین شخصیات کا بلحاظ مرتبہ تذکرہ کرتے ہوئے اس عظیم الشان شخصیت اور جلیل القدر ہستی ﷺ کا اسم ذیشان سرفہرست To of the list لانے پر مجبور ہے۔

یاد رکھیئے کمپیوٹر دور ہو یا ایٹمی زمانہ یا پھر اس سے بھی جدید ترین دور ہی کیوں نہ آ جائے۔ حضور خیرالا نام ﷺ کا سچا غلام کبھی ناکام نہیں ہوسکتا اگر ہم ہر جدید دور کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو سرکارِ دوعالم ﷺ کی ہر ہر سنت کو اوڑھنا بچھونا بنا لیں...... پھر آپ یقیناً کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

مسواک اور منہ کی بد بو:

جدید تحقیق کے مطابق مسواک دافع تعفن ہے جب بھی اس کو منہ میں استعمال کیا جاتا ہے تو یہ اندر کے جراثیم کو ہلاک کر دیتا ہے جس سے آدمی بے شمار امراض سے بچ جاتا ہے حتی کہ بعض جراثیم صرف اور صرف مسواک کے اندر انٹی سپٹک مواد کی وجہ سے مر جاتے ہیں یہ مادی (Physical) طور پر دانتوں کو صاف کرتی ہے بلکہ مسورھوں میں موجود جراثیم آلائشوں کو بھی نکالتی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان نقصان دہ جراثیم کو اپنے جراثیم کش اثرات کے ذریعہ سے ختم کرتی ہے جو مسوڑھوں اور دانتوں کی بوسیدگی کا باعث بن سکتے ہیں اسلامی تہذیب میں ہی نہیں بلکہ اسلامی تاریخ میں بھی مسواک کا ایک نمایاں مقام ہے۔

اطبا نے متفقہ طور پر بد بوئے دہن کو جو عام طور پر دانتوں کی عدم صفائی اور بد بودار اشیاء کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے کو مضر صحت قرار دیا ہے بلکہ بد بوئے دہن ازدواجی زندگی کے لئے بھی ایک ناگوار کیفیت ہے پریس ایشیا انٹرنیشنل نے برازیل کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ بد بوئے دہن سے جسم میں ایک طرح کا زہر پھیل جاتا ہے جو جنسی لطف اٹھانے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ ڈاکٹر فش کا کہنا ہے کہ کئی سال تک تجربہ کے بعد پتہ چلا کہ منہ صاف نہ رکھنے والوں میں جنسی لطف اٹھانے کی طاقت کم ہو جاتی ہے الحمد للہ اسلام نے جو غذا کا پہلا دروازہ ہے اس کو ہمیشہ پاک وصاف رکھنے کے لئے مسواک جیسی شے کا حکیمانہ حکم صادر فرما کر پوری انسانیت کو ممنون فرما دیا۔

مسواک اور امراض معدہ:

ماہرین کے تمام تر تجربات اور تحقیق کے مطابق اسی فیصد امراض معدہ صرف دانتوں کے نقص کی وجہ سے ہوتے ہیں مسواک کی سنت کو چھوڑنے کی وجہ سے فی زمانہ معدہ کی بیماریاں آپ کے سامنے ہیں کیونکہ دانتوں کی میل اور مسوڑھوں کی پیپ غذا کے ساتھ یا بغیر غذا کے لعاب دہن کے ساتھ مل کر معدے میں جاتی ہے جس کے نتیجے میں غذا متعفن ہو کر مرض کا سبب بنتی ہے۔ منہ اور دانت غذائی نالی کا پہلا دروازہ اور ہضم کی پہلی منزل ہے

اس لیے اس مقام کی صحت وصفائی بڑی اہمیت رکھتی ہے اگر غفلت اور کاہلی سے غذا اپنے اس مرحلے میں ملوث اور جراثیم آلود ہوتی رہے تو یقین کر لینا چاہیئے کہ دیر یا سویر دانت مسوڑھے، حلق معدے اور آنتوں کو کسی نہ کسی مرض کے حملہ کا شکار بننا پڑے گا سائنس اور طب کے زیرِ عنوان ایک مضمون میں ڈنٹیل سرجن نے لکھا ہے کہ دانتوں کے مریضوں میں سے نوے فیصد دانتوں ک مریضوں میں ان کی عدم صفائی کی وجہ سے جرثومہ (کیڑا) لگ جاتا ہے اس اہمیت کے پیش نظر تاجدار رسالت ﷺ نے اپنے پسندیدہ دین کے مجاہدین کی صحت وسلامتی کا پورا پورا اہتمام فرمایا اور اس سلسلہ میں نہایت تاکیدی احکام نافذ فرمائے مزید فرمایا کہ میری امت میں جو لوگ وضو میں مسواک اور کھانے کے بعد خلال کرتے ہی وہ بہت خوب ہیں۔

دائمی نزلہ اور مسواک:

دائمی نزلہ کے وہ مریض جن کا بلغم رکا ہوتا ہے مسواک کے استعمال سے بلغم خارج ہو کر دماغ ہلکا ہو جاتا ہے تحقیق میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مسواک دائمی نزلے کا تریاق ہے اس کے مستقل استعمال سے ناک اور گلے کے اپریشن کے چانس بہت کم ہو جاتے ہیں۔

مسواک اور منہ کے چھالے:

بعض منہ کے چھالے گرمی کی وجہ سے اور تیزابیت کی وجہ سے ہوتے ہیں اور ان میں ایک قسم ایسی بھی ہے جس میں خاص قسم کے جراثیم پھیل جاتے ہیں اور اس کے لئے تازہ مسواک کو منہ میں ملیں اور اس کے لعاب کو منہ میں حاصل کر کے منہ کے اندر خوب ملیں، اس ترکیب سے کئی مریض تندرست ہو گئے۔

بصارت اور مسواک:

دانتوں کے امراض کا بصارت اور امراضِ چشم سے گہرا تعلق ہے دانتوں کی پیپ یا دانتوں کے خلاؤں میں جب خوراک کے ذرات پھنس کر متعفن ہو جائیں جس کی وجہ سے آنکھیں امراض وعلل میں مبتلا ہو جاتی ہیں تو ضعف بصارت اندھا پن پیدا ہو جاتا ہے آج

کل ضعف بصارت کی جہاں اور وجوہات ہیں ان میں ایک بڑی وجہ دانتوں کی طرف سے غفلت ہے اگر دانتوں کو صاف کیا بھی جاتا ہے تو برش سے، لیکن برش کے اندر جراثیموں کی تہہ جم جاتی ہے اگر اس کو پانی سے صاف بھی کیا جائے تو جراثیم مصروف نشوونما رہتے ہیں۔

دوسری بات برش دانتوں کے اوپر چمکیلی اور سفید تہہ اتار دیتا ہے جس کی وجہ سے دانتوں کے اندر خلا پیدا ہو جاتا ہے اور دانت آہستہ آہستہ مسوڑھوں کی جگہ چھوڑ جاتے ہیں۔ پھر غذا کے ذرات پھنس کر مسوڑھوں اور دانتوں کے لئے نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

کان کے امراض اور مسواک:

بعض ایسے مریضوں پر اطباء کے مشاہدات ہیں کہ جن کے کانوں میں ورم پیپ سرخی اور درد کی کیفیت پائی جاتی تھی بہت علاج کروائے لیکن بالکل افاقہ نہ ہوا تحقیق و تشخیص پر معلوم ہوا کہ مریض کے مسوڑھوں میں پیپ پڑ چکی ہے جب مریض کے مسوڑھوں کا علاج کیا گیا تو مریض بالکل ٹھیک ہو گیا۔

گلے کے امراض اور مسواک:

ٹانسلز کے مریضوں کو جب مسواک باقاعدہ استعمال کرایا گیا تو ایسے مریض بہت جلد صحت یاب ہو گئے ایک صاحب گلے کے غدود بڑھنے سے پریشان تھے ان کی شریت شہتوت اور مسواک استعمال کرایا گیا یعنی شربت شہتوت پینے کے لئے اور مسواک بالکل تازہ استعمال کرائی گئی اور مسواک کے ٹکڑے کر کے اس کو پانی میں ابال کر اس کے غرارے کرائے گئے مریض نے فوری افاقہ محسوس کیا۔

ایک مریض کا المیہ یہ تھا کہ اس کی گردن میں درد، گلے میں درد اور سوجن کا آہستہ آہستہ آواز میں کمی اور پھر دماغی یادداشت میں کمی سر کا چکرانا وغیرہ امراض میں مبتلا تھا۔ برین اسپیشلسٹ اور عام جنرل فزیشن کے بہت علاج کروائے لیکن حالت سابقہ برقرار رہی اس کے علاج کے لئے مسواک کاٹ کر اس کو ابال کر اس کے غرارے کرائے گئے مسواک مستقل استعمال کرنے کو کہا گیا اور بیرونی طور پر گردن کے سامنے یعنی ٹھوڑی کے

نیچے ابھار پر ادویات کا لیپ کرایا گیا بہت افاقہ ہوا دراصل اس کی تشخیص یہی ہے کہ اس کے تھائی رائیڈ گلینڈ متاثر ہیں جس کی وجہ سے اس کا تمام جسم متاثر ہوا اب ان کا علاج کیا گیا، مریض تندرست ہو گیا۔ (نباتاتِ قرآنی اور جدید سائنس)

دل کی جھلیوں میں پیپ اور مسواک:

حکیم ایس ایم اقبال اخبار جہاں میں لکھتے ہیں کہ میرے پاس ایک مریض آیا جس کے دل کی جھلیوں میں پیپ بھری ہوئی تھی اور دل کا علاج کرتے رہے، افاقہ نہ ہوا۔ آخر دل کا اپریشن کر کے پیپ نکال لی گئی کچھ عرصے کے بعد پھر پیپ بھر گئی تھک ہار کر میرے پاس آئے تو میں نے تشخیص کی تو پتہ چلا کہ اس کے مسوڑھے خراب ہیں اور ان میں پیپ پڑی ہوئی ہے اور وہ پیپ دل کو نقصان پہنچا رہی ہے اس تشخیص کو ڈاکٹروں نے بھی تسلیم کیا ہے اب اس کا پہلا علاج دانتوں اور مسوڑھوں کا کیا گیا کھانے کے لئے کچھ ادویات اور پیلو کا مسواک استعمال کرنے کے لئے دیا گیا بہت جلد مریض نے افاقہ محسوس کیا۔

دماغ کی کمزوری اور مسواک:

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا قول ہے کہ مسواک سے دماغ تیز ہوتا ہے۔ دراصل مسواک کے اندر فاسفورس ہوتا ہے تحقیقات کے مطابق جس زمین میں کیلشیم اور فاسفورس کی زیادتی ہوگی وہاں پیلو کا درخت بھی زیادہ ہوتا ہے چونکہ قبرستان کی مٹی میں کیلشیم اور فاسفورس انسانی ہڈیوں کے گلنے کی وجہ سے زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں پیلو کا درخت بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دانتوں کے لئے کیلشیم اور فاسفورس اہم غذا ہے اور خاص طور پر پیلو کی جڑ میں یہ اجزاء عام ہوتے ہیں مشاہدے میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر پیلو کی مسواک کو تازہ اور نرم حالت میں چبایا جائے تو اس کے اندر سے ایک تلخ اور تیز مادہ نکلتا ہے یہی ،، مسواک کے اندر جراثیموں کی نشوونما کو روکتا ہے اور دانتوں کو امراض سے بچاتا ہے اس لیے یہ بات اہم ہے کہ پیلو کے مسواک کے ریشے توڑتے یا کاٹتے رہیں تاکہ نئے ریشے استعمال ہوں اور ان کا تلخ مادہ صحت کے لئے قابل استعمال رہے۔ (نباتِ قرآنی اور جدید سائنس)

مسواک پر جدید تحقیقات:

یہ تاجدار انبیاء ﷺ کی تعلیمات کی برکت ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہوں منہ کو صاف رکھتے ہیں مسواک دن میں کئی بار استعمال کرنے میں منہ پاک اور صاف رہتا ہے برش سے دانتوں کی اچھی طرح صفائی کے بعد بھی ان پر میل کی تہہ چڑھ جاتی ہے اگر چوبیس گھنٹے تک منہ کو صاف نہ کیا جائے تو اس کی مقدار بڑھ کر مسوڑھوں کی صفائی اور صحت کا ضامن ہوتا ہے تجربات ثابت کرتے ہیں کہ پابندی کے ساتھ مسواک کرنے والوں کے دانت صحت مند ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں دانتوں کی بوسیدگی بھی کم پائی گئی۔

پاکستان میں بھی ۱۹۸۵ء میں دانت صاف کرنے کے لئے استعمال کی جانے والی مختلف پودوں کی شاخوں پر بھی جدید تحقیقات کی گئیں ان تحقیقات سے مسواک پیلو کے ضمن میں نہایت حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے اس مقصد کے لئے استعمال کی جانے والی مختلف پودوں کی شاخوں پر بھی جدید تحقیقات کی گئیں شاخوں کا خود حیاتیاتی طور پر جراثیم کے خلاف تقابلی جائزہ لیا گیا۔ان نباتات کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔نیم ،۲۔کیکر، ۳۔پھلاہی ،۴۔پیلو،۵۔کرنج

ان تحقیقات میں بتایا گیا کہ بیشتر افریقی ممالک، جنوبی ایشاء امریکہ کے گرم علاقوں میں درج بالا نباتات کی شاخیں اور جڑیں دانتوں اور منہ کی صفائی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں پاکستان کے شہری علاقوں میں دانت صاف کرنے کے لئے زیادہ تر برش استعمال کیا جاتا ہے لیکن دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگ نباتات کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور دانتوں کی بوسیدگی کے امراض سے بہت کم متاثر ہوتے ہیں ان ہی وجوہ کی بناء پر درج بالا نباتات کا مطالعہ لیبارٹری میں مانع جراثیم سرگرمی کے لئے کیا گیا یہ تقابلی جائزہ مسواک، پیلو کی خصوصی افادیت کا آئینہ دار ثابت ہوا۔

مختلف افراد کے دانتوں، مسوڑھوں اور منہ سے لعاب دہن حاصل کیا گیا اور ان میں سے چند ایسے جرثومے علیحدہ کر کے ان کی لیبارٹری میں خصوصی طور پر افزائش کی گئی کہ جو

دہن و دنداں کی مختلف تکالیف میں اہم ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں اس کے بعد ان جراثیم کے خلاف درج بالا نباتات کی صلاحیتوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا درج بالا نباتات میں کوئی بھی بیکٹیریا کے خلاف قابل ذکر اثرات کا حامل نہیں پایا لیکن پیلو یا مسواک کو مجموعی طور پر لعاب دہن حاصل کیے گئے بیکٹر یا کے خلاف موثر پایا گیا اور اس کے مانع جراثیم جراثیم کش اور مانع فنج اثرات کا معیار بقایا تمام نباتات بہتر پایا گیا۔

تجربات سے ثابت ہے کہ مسواک یا پیلو میں ان خصوصیات کے علاوہ مسوڑھوں کو سکڑنے، صاف کرنے اور مانجھے کی خصوصیات بھی ہیں نہ صرف مسواک بلکہ اس کا سفوف بھی دہن، دانت اور مسوڑھوں کی صفائی کے لئے بہترین چیز ہے یہ قدرت کا عطیہ ہے اور اس کے استعمال کی ہدایت کثرت سے موجود ہے پیلو کے درخت کی اہم خصوصیات کی بناء پر اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ تمام دنیا میں اس کے استعمال کو کثرت سے رائج کیا جائے۔(میڈیکل اینڈ جنرل فزیالوجی)

۱۹۸۲ میں ورلڈ ہیلتھ اسمبلی میں ایک جامع رپورٹ میں یہ نکتہ ابھر کر آیا کہ ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلے میں ترقی پذیر ممالک میں زیادہ لوگ دانتوں کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں اس رپورٹ کے مطابق صحت دہن و دنداں کی صورت حال تیسری دنیا کے بیشتر ملکوں میں بشمول پاکستان، بالخصوص شہری علاقوں میں ابتر ہو رہی ہے اور اس کے نتیجے میں بہت سے امراض جنم لے رہے ہیں۔

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو ابتدائے آفرینش سے اب تک دنیا بھر کے لوگوں میں منہ کی صحت وصفائی کے لئے مختلف چیزیں استعمال کی جاتی رہی ہیں کرہ ارض کے مختلف حصوں میں آثارِ قدیمہ کی کھدائیوں سے حاصل ہونے والی کئی چیزیں دانتوں کے استعمال سے متعلق ہیں ان میں نباتاتی تعلق رکھنے والی چیزیں عموماً پودوں کی خوش ذائقہ شاخوں پر مشتمل ہیں۔

زمانہ قدیم میں استعمال ہونے والی یہ شاخ ہائے نباتات جدید برش کی پیش رو سمجھی جا

Scanned with CamScanner

سکتی ہے کوئی ستر ہ پودے ایسے ہیں جو منہ، دانتوں مسوڑھوں کی صحت وصفائی میں مفید ہیں ان سے جو درخت سب سے زیادہ استعمال ہوتا رہا وہ درخت مسواک ہے جسے ہندی میں پیلو (جال) عربی میں اراک اور لاطینی زبان میں Persica Salvadora کہتے ہیں انگریزوں نے اس کے مشہور ترین استعمال کے پیشِ نظر اسے Tooth the Brush tree کا نام دیا ہے۔

مسواک کے استعمال کی سفارش نہ صرف طب اسلامی میں کی گئی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات بھی صحت وطہارت کے ایک وسیلے کے طور پر اس کے استعمال کی تاکید کی گئی ہے اس کی توثیق اس امر سے ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے صحیح اور دینی فوائد و فضائل ارشاد فرمائے ہیں آپ ﷺ خود بہ کثرت مسواک فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو مسواک کا مشورہ بہ تاکید دیا اور اسے اللہ عزوجل کے نزدیک ایک نہایت مقبول اور پاکیزہ عمل قرار دیا۔ اس لحاظ سے صحتِ دہن و دنداں کے میدان میں بہترین راہنمائی کی اوّلیت تاجدار رسالت ﷺ کو حاصل ہے۔

دانتوں کی بوسیدگی اور کرم خوردگی ایسے امراض دنداں ہیں جن سے غفلت کے نتیجے میں دانتوں اور مسوڑھوں اور دانتوں کی جھریوں میں مضر جراثیم جمع ہو جانے اور غذائی مواد وغیرہ کے سڑنے سے غذا کے ذرات، میل کچیل جراثیم وغیرہ کی موجودگی اور اس کے تعفن پذیر ہو جانے سے ایک مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو منہ اور دانتوں کے لئے اور صحت جسمانی کے لئے ضرر رساں ہوتا ہے اگر دانت باقاعدگی سے صبح سب سے پہلے اور کم از کم پانچوں نمازوں کے وقت اور بالخصوص سوتے وقت صاف کر لئے جائیں تو صحت دہن قائم رہتی ہے، مسوڑھے اور دانت صحت مند رہتے ہیں۔

دانتوں کی ٹوٹ پھوٹ اور بوسیدگی دانتوں کے معدنی جز کے بتدریج تحلیل کے نتیجے میں واقع ہوتی ہے ایسا عموماً منہ کے اندر دانتوں کے گرد تیزابیت کے عمل سے ہوتا ہے یہ تیزابیت نشاستے اور میٹھے غذاؤں کے اثرات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ جو لوگ

نشاستے دار غذائیں اور مٹھائیاں کثرت سے کھاتے ہیں ان کے مسوڑھوں اور منہ میں یہ تیزابی مادے تیزی سے جمع ہوتے رہتے ہیں۔

شکر کی تیزابیت سے دانتوں میں شکست و ریخت ہوتی ہے اور کیڑا لگ سکتا ہے۔ مسوڑھوں میں خرابی بکٹیریا کے عمل سے ہوتی ہے جو ان میں ورم اور عفونت کا سبب بن جاتے ہیں جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ پیلو کے درخت میں جراثیم کش خواص موجود ہیں دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کا استعمال بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں مددگار ہے۔

درخت پیلو کا کیمیائی تجزیہ

درخت مسواک کے منفرد کیمیائی اجزاء مجموعی طور پر درخت مسواک کے بعض حصوں میں موجود ہوتے ہیں اور یکجا ہو کر ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں لیکن اگر ہم درخت مسواک (پیلو) سے حاصل ہونے والے اجزا کا علیحدہ علیحدہ بھی جائزہ لیں تو ہر ایک دانتوں کی تکالیف کے خلاف موثر نظر آتا ہے یہ اجزاء اس کی چھال کے خلاصے سے حاصل کیے گئے تھے۔ اجزاء درجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ٹرائی میتھائلا مین(Trimethy Eamine)
۲۔ ایک الکلائڈ جو سلواڈورین(Salvadorine) کہلاتا ہے۔
۳۔ کلورائیڈ(Feuoride)
۴۔ فلورائیڈ(Feuoride)اور سلیکا(Silica) کی خاصی مقدار
۴۔ گندھک(Sulphero)
۶۔ حیاتین ''ج''(Vitamin-C)
۷۔ ٹینن (Tanins) سیپونین(Saponins)

فلیوونائڈ(Flavonoids)اور اسٹیرول کی معمولی مقداریں اور لال کی کچھ مقدار

Scanned with CamScanner

خواص کے اجزاء:

۱۔ ٹرائی میتھائلا مین Trimethy Lamine:

نامیاتی کیمیائی جز (فارمولا 3N (CH) جو کہ بے رنگ سیال گیس ہے اور مچھلی جیسی بو رکھتی ہے اس کا نقطہ جوش چار درجہ سینٹی گریڈ ہے۔ پانی، ایتھر اور الکوحل میں حل پذیر ہے۔ TMA سیال کے سطحی تناؤ کو تبدیل کر کے ٹھوس ذرات کو علیحدہ کر کے تیرنے کے قابل بناتا ہے اس عمل کو Forthfloatation کہتے ہیں۔

۲۔ سلواڈورین (Salvadorine):

قدرتی طور پر پایا جانے والا یہ الکائڈ درخت مسواک کی خشک کردہ چھال میں پایا جاتا ہے اس جزو پر مزید تحقیق ہو رہی ہے۔

۳۔ کلورائیڈ (Feuoride):

اپنی آئینی (Lonic) خصوصیات کی وجہ سے منہ کی اندرونی جھلی کے خلیات اور دیگر ساختوں میں سیال کی مقدار کا توازن برقرار رکھنے کے نظام پر موثر ہوتے ہیں۔ یہ دراصل قدرۃً پائے جانے والے نمکیات ہیں ان کی موجودگی فعلیاتی نظام کو درست رکھتی ہے۔

۴۔ فلورائیڈ اور سلیکا (Feuoride and Silica):

درخت پیلو (مسواک) میں قدرتی طور پر فلورائیڈ اور سلیکا کی قابل ذکر مقدار موجود ہوتی ہے عام طور پر ٹوتھ پیسٹ میں مصنوعی طور پر فلورائیڈ شامل کیا جاتا ہے اس لحاظ سے مسواک یا پیلو کو انفرادیت حاصل ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہے کہ فلورائیڈ خصوصیت کے ساتھ بچوں میں دانتوں کی بوسیدگی کے خلاف موثر ہے اور ساتھ ہی سلیکا کی موجودگی مسواک میں اس کے میکانکی عمل سے دانتوں کو چمکانے میں مددگار ہے۔

۴۔ گندھک (Sulphero):

پیلو میں موجود گندھک اپنے جراثیم کش اور تریاقی اثرات کی بدولت اور منہ کی صحت کی

برقراری کے لئے انتہائی اہم ہے۔

۶۔ حیاتین ''ج'' (Vitamin-C):

دانتوں کی صحت اور مسوڑھوں کی حفاظت میں حیاتین ''ج'' کی اہمیت مسلم ہے مسواک یا پیلو میں یہ نباتاتی جوہر قدرۃً پایا جاتا ہے اور اس کی موجودگی اسے نہ صرف ایک موثر میکانکی اور طبی حیاتیاتی عامل بننے میں مدد دیتی ہے بلکہ بوسیدگی دندان، متعدم مسوڑھوں اور اسکربوط (Scurey) میں بھی فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ برصغیر کے اطباء زمانہ دراز سے مسواک کو انکربوط کے لئے تجویز کیا کرتے ہیں۔

۷۔ رال (Resim):

مسواک کی چھال میں موجود رال مادہ Resinous Materiae دانتوں کے سخت بیرونی طبقے یعنی نینا (Enamel) کی حفاظت کرتا ہے۔

اطباء قدیم کے مشاہدات:

ویدوں نے اس کی دو قسمیں بیان کی ہیں بڑی قسم کا درخت تیس فٹ اونچا جھکا ہوا تنا، سفید رنگ کی موٹی چھال، پھاگن اور چیت میں ہرے سفید پھول لگتے ہیں جو موسم سرما میں پیلے ہو جاتے ہیں چھوٹے قسم کا درخت چالیس فٹ تک بلند، تنے کی گولائی آٹھ فٹ تک ہوتی ہے۔

ان درختوں کو نمکولیوں کی شکل کا ایک پھل لگتا ہے جو کچا ہو تو تلخ اور کسیلا یہ پکنے پر سفید اور بعد میں نیلا پڑ جاتا ہے آخر کار سیاہ پڑ جاتا ہے یہ چھوٹا اور سخت ہوتا ہے سیاہ ہونے پر اس کا ذائقہ تھوڑا سا شیریں کڑواہٹ کی جانب کسیلا ہوتا ہے بعض پہاڑی اقسام کا پھل چھوٹا اور کانٹوں کے درمیان ہوتا ہے جس میں بیج نہیں ہوتے بعض صحرائی علاقوں کا پھل بڑا اور رس دار ہوتا ہے چرواہے اسے منہ میں دبا کر رس چوس کر پھینک دیتے ہیں۔

پیلو کا مشہور ترین استعمال مسواک ہے یہ دانتوں کو جلا دیتی ہے، مسوڑھوں سے گندے مواد کو نکالتی اور دانتوں کو مضبوط کرتی ہے پیلو کے پتوں کو زیتون کے تیل میں ابال کر اس کی مالش

Scanned with CamScanner

سے جوڑوں کے درد کو فائدہ ہوتا ہے یہی قبل بواسیر، خارش اور کوڑھ میں بھی مفید بتایا گیا ہے۔

پیلو کی لکڑی کی مسواک منہ کی بد بو دور کرتی ہے اور سالن کو خوشبو دور بناتی ہے مسوڑھوں کو ڈھیلا کرنے والی رطوبت نکال کر ان کو تندرست بناتی ہے زیادہ مسواک کرنے سے منہ پک سکتا ہے اس کے پتوں کے لیپ سے نزلہ رک جاتا ہے اس کے پتے کوٹ کر یا زیتون کے تیل میں ملا کر جلی ہوئی جگہ پر لیپ کرنے سے نہ تو آبلہ پڑتا ہے اور نہ ہی بعد میں پیپ پڑتی ہے یہی نسخہ پھوڑوں پر لگائیں تو وہ جلد مندمل ہو جاتے ہیں اس درخت کو کونپلیں، شاخیں، پتے اور پھل یکساں طور پر جراثیم کش اور خشکی پیدا کرتے ہیں۔

اطباء قدیم نے پیلو کی کونپلوں کو روغن ایرسا میں پکا کر ناک میں ٹپکانے سے سر درد کا علاج کیا ہے حکیم نجم الغنی کا کہنا ہے کہ یہ نسخہ دماغ کی کمزوری کے لئے بھی مفید ہے اس کے پھول سکھا کر پیس لے جائیں اور ان کی ایک چٹکی شہد میں ملا کر دن میں دو تین مرتبہ کھانے سے آنتوں کے مزمن زخم بھر جاتے ہیں۔

پیلو کے پتے ابال کر ان سے غرارے کریں تو منہ کے زخم میں فائدہ ہوتا ہے ہم نے ذاتی تجربہ میں ان پتوں کا جوشاندہ نکال کر اس میں سرکہ ملا کر منہ کے زخموں میں بڑی افادیت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔

ویدوں کے یہاں چھوٹے پیلو کو پیٹ کے سدے کھولنے والا، مدر بول اور سانپ کے زہر کا تریاق سمجھا جاتا ہے اس کے پتوں کا رس نکال کر مسوڑھوں پر لگانے سے ان کا ورم اتر جاتا ہے اس کے پتوں کو پیس کر ان میں زیتون کا تیل ملا کر جوڑوں کے ورم والی جگہوں پر مالش کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اس کے تیل روئی بھگو کر بواسیر کے مسوں پر لگانے سے وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

بڑے پیلو کے پھل کو وید ٹھنڈا مقوی، دافع الم قرار دیتے ہیں یہ بھوک بڑھاتا، باؤ گولہ، سنگ گردہ و مثانہ کو دور کرنا اور سہل ہے اس کی چھال کو پیس کر چھ ماشہ ہمراہ سات دانہ مرچ سیاہ سات روز تک کھانے سے بواسیر جاتی رہتی ہے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں

اسی نسخہ کو بعض اطباء نے جذام میں بھی مفید قرار دیا ہے البیرونی نے پیلو کے درخت کا ذکر کیا ہے، وہ اس کے پھل کی تعریف کرتا ہے وہ اس کے پھل کی تعریف کرتا ہے وہ اس کے فوائد میں مسواک کے بعد پھل کو بریرہ قرار دیتا ہے ابوحنیفہ دینوری نے پیلو کے پھل کی تین قسمیں کباث، مراد اور بریرہ قرار دی ہیں بریرہ ذائقے میں تیز اور تلخ ہوتا ہے۔ جبکہ ابن العربی کباث اور بریر کو دو مختلف چیزیں بیان کرتا ہے۔

ابن البیطار اگرچہ پیلو کی مسواک کو دوسری قسموں سے بہتر تسلیم کرتا ہے مگر اس نے زیادہ اہمیت اس درخت کے طبی فوائد کو دی ہے حکیم محمد اعظم خان نے اپنی عدیم المثال تالیف ''محیط اعظم'' میں پیلو کی پہاڑی اور خود رو اقسام کو علیحدہ علیحدہ فوائد کی حامل بیان کیا ہے۔

پیلو کے فوائد کا تفصیلی جائزہ بغدادی نے لیا ہے اس نے اسے جلد کا رنگ نکھارنے والا، ملین، دافع الم بیان کیا ہے اس کا مشاہدہ ہے کہ پیلو کی مسواک کرنے سے منہ کے لیسدار مادے خارج ہو جاتے ہیں دانتوں کے درمیان سے غلاظت نکل جاتی ہے سانس خوشبو دار ہوتی ہے دانتوں پر جما ہوا لاکھا اتر جاتا ہے، منہ کے فوائد کے ساتھ یہ بلغم کو نکالتی ہے۔ اگرچہ اطباء نے اس درخت کے تمام حصوں کو مفید بتایا ہے۔

محدثین کے مشاہدات:

نبی کریم ﷺ کو مسواک سے جس قدر رغبت تھی اس کے بارے میں روایات کی کمی نہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جب ایک رات ان کے گھر قیام فرمایا تو وہ تہجد کے لئے اٹھے اور سب سے پہلے مسواک کی وہ روزہ کے دوران مسواک کرتے اور زندگی میں ان کا آخری عمل بھی مسواک ہی تھا، ان کی اتنی شدید رغبت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے فوائد کی تعداد کیا ہوگی۔ مسواک کرنے کی ایک اچھی ترکیب یہ ہے کہ اسے رات بھر عرق گلاب میں بھگو کر صبح استعمال کیا جائے ایسے مسواک حافظہ کو بڑھاتی ہے اس کے دیگر فوائد میں سانس کو خوشبو دار بنانا، مسوڑھوں کو مضبوط کرنا، بلغم نکالنا، بینائی کو تیز کرنا، معدہ کی

اصلاح کرنا، آواز کو نکھارنا، کھانے کو ہضم کرنا، آواز کو گونج دینا شامل ہیں مسواک کرنے سے خدا کی خوشنودی کے ساتھ اچھی نیند آتی ہے قراءت کرنے والوں کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ انسان کو یہ احساس ایک مدت سے ہو چکا تھا کہ خوراک دانتوں کے ساتھ چپک جاتی ہے اور رات سونے کے بعد کئی گھنٹے منہ بند رہتا ہے تو دانتوں کے ساتھ چپکی ہوئی اور دانتوں کے درمیان پھنسی ہوئی خوراک میں سڑاند پیدا ہو جاتی ہے اس سے منہ میں سے بد بو آتی ہے منہ میں زخم ہو جاتے ہیں منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہے۔ سوزش اور سڑاند کے مادے جب تھوک کے ساتھ گلے اور معدہ میں داخل ہوتے ہیں تو یہ ان مقامات پر بھی سوزش پیدا کرتے ہیں۔

مسوڑھوں کی بیماریاں، ان میں سوزش اور دانتوں کا وقت سے پہلے خراب ہونا یا گھس جانا یا انحطاط پذیر ہو جانا، مغربی معاشرہ کی دین ہے ہم نے انگلستان میں مصفا منہ والے کسی نوجوان کو کبھی نہیں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ چیک دار غذاؤں اور میٹھی گولیوں کی وجہ سے ان کے دانت خراب ہو جاتے ہیں۔

امریکی ماہرین نے پتہ چلایا ہے کہ اگر پینے والے پانی میں فلورائیڈ نہ ہوں تو چھوٹی عمر کے بچوں کے دانت بھی خراب ہو جاتے ہیں اس لئے امریکی شہروں میں مہیا کیے جانے والے پانی میں جہاں قدرتی فلورائیڈ موجود نہ ہوں تو وہاں کے بلدیاتی ادارے ان کو علیحدہ سے شامل کر دیتے ہیں۔

مسواک کے فوائد میں پیلو کی کیمیاوی ترکیب میں وہ تمام عناصر شامل ہی جن کے بارے میں کسی بھی ماہر امراض دنداں نے آج تک ذکر کیا ہے اس میں مسوڑھوں کو خشک کرنے کے لئے ٹیننگ رسیڈ جسے دانتوں کے انحطاط کو روکنے کے لئے فلورائیڈ ہے، منہ کی جھلی کی صحت کے لءے وٹامن ہے جراثیم کو مارنے والے عناصر کے ساتھ نمک کی معقول مقدار موجود ہے ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مسواک کو دانتوں کے اطراف اندر اور باہر پھیرنے کے علاوہ اسے زبان پر بھی ملتے تھے جس کا اضافی فائدہ بلغم کا اخراج اور ہاضمہ کی اصلاح ہے۔

باب سوئم

وضو اور جدید سائنس

نماز سے قبل وضو کرنا فرض ہے اس سے بدنی طہارت حاصل ہوتی ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط

تو (وضو کے لئے) اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں سمیت (دھولو)

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک مقام پر پہنچ کر پانی منگوایا اور وضو کیا پھر یکایک مسکرانے لگے اور ساتھیوں سے فرمانے لگے، جانتے ہو میں کیوں مسکرایا؟ پھر اس سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمایا، ایک بار سرکار نامدار ﷺ نے اسی جگہ پر وضو فرمایا تھا اور بعد فراغت مسکرائے تھے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا تھا۔ جانتے ہو میں کیوں مسکرایا؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا واللہ ورسولہ اعلم یعنی اللہ و رسول عزوجل ﷺ بہتر جانتے ہیں۔

میٹھے میٹھے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ''جب آدمی وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے اور چہرہ دھونے سے چہرے کے اور سر کا مسح کرنے سے سر کے اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں'' (مسند امام احمد)

سرکار مدینہ ﷺ کی ہر ہر ادا اور ہر ہر سنت کو جھوم جھوم کر اپناتے تھے الحمدللہ وضو میں کلی کرنے سے منہ کے، ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنے سے ناک کے، چہرہ دھونے سے بمع پلکوں کے سارے چہرے کے، ہاتھ دھونے سے ہاتھ کے ساتھ ساتھ ناخنوں کے نیچے کے سر اور کانوں کا مسح کرنے سے سر کے ساتھ ساتھ کانوں کے اور پاؤں دھونے سے

Scanned with CamScanner

پاؤں کے ساتھ ساتھ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں حدیث پاک میں ہے جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا جسم پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ کہے وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہو گا جتنے پر پانی گزرا۔

قرۃ العیون کی ایک طویل روایت میں یہ بھی ہے کہ جس نے نماز کے اہتمام میں غسل اور وضو پر صبر کیا اللہ عزوجل اس کے غسل و وضو کے ٹپکے ہوئے ہر ہر قطرے کے بدلے ایک ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا اور وہ تمام فرشتے تا قیامت اللہ عزوجل کی تسبیح کرتے رہیں گے اور اس کا ثواب اس (یعنی نماز کے لئے غسل و وضو) پر صبر کرنے والے کے لئے ہو گا۔

کاش ہمیں ہر وقت باوضو رہنے کی سعادت نصیب ہو اور سستی آڑے نہ آئے یقیناً نزلہ زکام اور درد سر یا بیماری کے وقت وضو کرنا دشوار ہوتا ہے مگر پھر بھی کوئی ایسے وقت جبکہ وضو کرنا دشوار ہو وضو کرے تو اس کو بحکم حدیث دگنا ثواب ملے گا۔

وضو کی تعلیم و تربیت کا آغاز:

وضو کی تعلیم و تربیت کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سونے کے تخت پر مقدس مکہ کے میدان میں بصد ترک و احتشام ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ نازل ہوئے ان کے پر مارنے پر چشمہ جاری ہوا۔ اس میں جبرئیل علیہ السلام نے وضو فرمایا اور ترتیب کے ساتھ تمام اعضاء کو (جیسا کہ وضو میں ہے) تین تین بار دھویا، پھر کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا کہ محمد ﷺ اٹھیے! اور ایسا ہی وضو فرمایئے جس طرح کہ میں نے کیا ہے تب رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی مانند وضو فرمایا۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے خوشخبری سنائی کہ آپ کی امت کے وہ لوگ جو اس طرح وضو کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہ معاف فرما دے گا اور وضو کرنے والے کا گوشت خون اور روح، دوزخ کے لئے حرام کر دے گا۔ (بحوالہ وعظ سعید ص ۵۹۰)

گویا اسلام میں موجودہ وضو اور اس کا طریقہ و ترتیب بھی منشائے الٰہی کے مطابق ٹھہرا۔

وضو کی دعاؤں سے اعصابی تقویت اور ذہنی تربیت:

وضو کے پانی سے جسم کی صفائی اور برقی روئیں جاری ہونے کی تحقیق ان شاء اللہ اگلے صفحات پر بیان کریں گے۔

اب وضو کے وقت ہر عضو دھوتے وقت کی دعاؤں کے خاص اثرات اور ان مبارک تعلیمات سے وضو کی برکتوں اور اجر و ثواب کو بیان کریں گے۔

وضو کی نیت اور دلی ارادہ کے بعد اگر ان دعاؤں کے مفہوم و معنی کو بھی پیش نظر رکھیں تو دل و دماغ پر صحت مند اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے ساتھ دعائیں پڑھتے ہیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ اے اللہ تو میرے گناہ بخش دے اور میرے مکان میں وسعت و کشادگی دے اور میرے لئے رزق میں برکت دے۔

ذہنی تربیت:

گناہوں سے بخشش مانگنے پر گناہوں سے نفرت و کراہت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور مکان و رزق میں کشادگی سے اظہار عبودیت اور شکر گزاری کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور شکر گزاری پر اللہ تعالیٰ اور زیادہ عطا کرنے کا وعدہ فرماتا ہے۔ جس سے امیدوں میں قوت اور قلب میں اطمینان کی روئیں دوڑنے لگتی ہیں جس سے دورانِ خون پر اچھا اثر پڑتا ہے جو صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔

کلی کرتے وقت:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ.

اے اللہ تلاوت قرآن اور اپنے ذکر و شکر اور تیری حسن عبادت (اچھی طرح دل لگا کر) میں میری مدد فرما۔

Scanned with CamScanner

ذہنی تربیت:

کلی کرتے وقت تلاوت قرآن اور دل لگا کر عبادت کرنے کی طرف رغبت دلائی جا رہی ہے اور غیبت سے بچنے کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔

ناک میں پانی لیتے وقت:

اَللّٰھُمَّ رِحْنِیْ رَائِعَۃَ لجَنَّۃَ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِعَۃِ النَّار. اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سنگھا دوزخ کی بدبو نہ سنگھانا۔

ذہنی تربیت:

ناک دنیا میں صاف ہو رہی ہے تاکہ اس کی قوت تیز ہو اور گندگی دور ہو مگر اسی کے ساتھ عاقبت کی تیاری میں جنت کی خوشبوؤں کی تمنا یاد دلائی جا رہی ہے اور دوزخ کے پیپ اور لہو کی بدبو سے نجات حاصل کرنے کی دعا سے نیکیوں پر ابھارا جا رہا ہے۔

چہرہ دھوتے وقت:

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِ مَضْرِ فِتِكَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہِ اَوْلِیَاءِ لَكَ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہِ اَعدَا اِكَ. اے اللہ میرا چہرہ روشن کر دے تیری معرفت کے نور سے جس دن بعض چہرے نیکیوں کی وجہ سے روشن ہوں گے اور تیرے دشمنوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

ذہنی تربیت:

چہرہ دھونے پر پاک صاف ہو جاتا ہے اور اس پر ایک قسم کی تازگی اور تجلی آ جاتی ہے اس دعا میں اس رونق کو عاقبت سے بھی مربوط کر لیا گیا کیونکہ یہ چہرے تو فانی ہیں مگر عاقبت کی رونق دائمی اور لافانی ہے جس سے تصور آخرت قوی ہو جاتا ہے اور بدکاروں کے سیاہ چہروں سے محفوظ رہنے کی تمنا لازوال کا اظہار بھی ہے جس سے اعصاب کی مقناطیسیت و برقیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

سیدھا ہاتھ دھوتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ لِیَابِیْ بِیَمِنِیْ وَمَا سِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا اے اللہ مجھے میرا اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں عطا کر اور مجھ سے آسان اور سرسری حساب لینا۔

ذہنی تربیت:

نیک لوگوں کے اعمال نامے حساب کے دن ان کے سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بدکاروں کے بائیں ہاتھ میں بلکہ پیچھے کی طرف سے اس لئے پاک شریعت نے نہ صرف ظاہری پاکی پر توجہ کی بلکہ ہر ہر عضو کو گناہوں سے پاک رکھنے کی بھی تعلیم فرمائی اور با حرکت اور باشعور ذہن بنانے کا نسخہ کیمیا اثر بھی استعمال کیا ہاتھ دھوتے وقت ان ہاتھوں سے اچھے اور نیک کام لینے کی دعا اور تمنا یقیناً قبولیت حاصل کرنے کا تصور کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو قبول پسند فرماتا ہے اس عزم و ارادے سے دن میں کئی بار وضو میں اقرار اور تکرار سے خیالات میں پختگی پیدا ہوتی جاتی ہے۔

بایاں (الٹا) ہاتھ دھوتے وقت:

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِی وَلَامِنْ وَرَآءِ ظَھْرِی۔ اے اللہ عزوجل میرا اعمال نامہ میرے بائیں ہاتھ میں یا میری پیٹھ کی طرف سے نہ دیجئے۔

ذہنی تربیت:

یہاں بھی بدکاروں کی طرح بائیں ہاتھ میں اعمال نامے نہ دیئے جانے کی تمنا کا اظہار کیا جا رہا ہے جس سے ذہن بھی بنتا جاتا ہے۔

سر کا مسح کرتے وقت:

بِسْمِ اللّٰہ...... اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتِ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمُ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ ''اے اللہ اس دن جبکہ سوائے تیرے عرش کے اور کہیں سایہ نہ ہوگا میرے سر پر اپنے عرش کا سایہ فرمانا''

ذہنی تربیت:

سر پر مسح (ہاتھ پھیرتے وقت) گویا اس اشارے وحرکت کے دوران اس حشر کے منظر کو یاد دلایا گیا جہاں عرش الٰہی کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا جبکہ اللہ عزوجل کے نافرمان، سوانیزہ آفتاب کی تمازت سے سخت پریشان رہیں گے اس وقت کی ہولناکی کو ذہن میں جگہ دیں تاکہ ہمیں بھی عرش الٰہی کے سایہ میں رہنے کی تمنا سے سرفرازی بخشی جائے۔

کان کے مسح کے وقت:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ وَ يَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔

''اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو حق بات کو کان لگا کر سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں''

گردن کا مسح کرتے وقت:

بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ اے اللہ میری گردن کو آگ سے بچالے۔

ذہنی تربیت:

اس مسح کی حرکت پر ذہنی تربیت یہ ہے اے اللہ میری اس گردن کو دوزخ کی آگ سے بچا جبکہ تیرے نافرمانوں کی گردنوں کو آگ کی زنجیروں سے گھسیٹا جائے گا مسح کی اس ترتیب میں نہ صرف سر اور گردن کے گرد وغبار اور جراثیم کو گیلے ہاتھ بے اثر کردیتے ہیں بلکہ گردن اور حرام مغز Spinal cord اس کی رطوبت اور گردن کو سرد لہروں سے متاثر کر کے ان کی تقویت اور سکون کا سبب ہوتا ہے۔

سیدھا پاؤں دھوتے وقت:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَنْزِيْلُ الْاَقْدَامِ الْمُنَافِقِيْنَ. ترجمہ: اے اللہ میرے قدم پل صراط پر اس وقت قائم رکھ جبکہ منافقین کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

ذہنی تربیت:

روز حساب جب پل صراط پر سے ہر ایک کو گزرنا ہوگا اور جس کے نیچے دوزخ دہکتی ہوگی یا اللہ عزوجل میرے ان قدموں سے اس دنیا میں ایسے کام لے جس کی بدولت میں اس پل صراط پر سے بآسانی گزر سکوں ورنہ منافقوں کو تو دوزخ میں کٹ کٹ کر گرنا ہوگا اوران کے قدم ڈگمگائیں گے گویا پیشگی تیاری کرنی ہے کہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کے وقت آسانیاں عطا فرما۔

بایاں (الٹا) پاؤں دھوتے وقت:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ سَعْيًا مشكُوْرًا وَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرًا. ترجمہ: اے اللہ عزوجل میرے گناہ معاف کر میری کوشش کامیاب فرما اور میری تجارت (کاروبار) بھی تباہ نہ ہوں۔

ذہنی تربیت:

انسان اپنے پاؤں کے ذریعے چلتا پھرتا ہے نیکی یا گناہوں کے کاموں میں اکثر قدم ہی استعمال ہوتے رہتے ہیں اس لیے دعا سکھائی گئی ہے کہ ان قدموں کو گناہوں کے کاموں سے بچا کر کامیابی اور نیکی کی راہ پر گامزن فرمادیجئے اور دنیاوی کاروبار یا تجارت جس کے ذریعہ میں کمارہا ہوں ایسا نفع عنایت فرمائیے جس کو زوال نہ ہو اور میرے ان قدموں کی محنت کو میری تباہی کا باعث نہ بنانا۔

وضو سے فراغت کے بعد:

آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے اندر داخل ہوسکتا ہے۔ جو وضو کے بعد سورہ اخلاص پڑھتا ہے تو منادی ندا کرتا ہے کہ اے رحمٰن عزوجل کی تعریف کرنے والے اٹھ اور جنت میں داخل ہو جا اور وضو کے بعد جو سورہ قدر پڑھتا ہے اس کے چالیس سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

یہ سب کچھ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ. اے اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور بہت پاک وصاف رہنے والے ہیں۔

ذہنی تربیت:

توبہ سے گناہ دھل جاتے ہیں توبہ سے مراد سابقہ گناہوں پر پچھتانا، آئندہ نہ کرنے کا مضبوط ارادہ ہے توبہ کرنے سے اخلاقی گندگی دور ہوتی ہے اور طہارت سے ظاہری صفائی مراد ہے کہ مومن اندر اور باہر سے یعنی جسم کے ساتھ روح کی پاکی کے لئے بھی درخواست کرتا ہے۔

وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے وقت:

اَللّٰھُمَّ اشْفِی شَفَآئِکَ وَدَوَائِی بِدَوَآئِکَ وَاَعْصِمْنِی مِنَ الْوَاھْنِ وَالْاَمْرَاض ترجمہ: "اے اللہ اپنی شفاء سے مجھے اور بہترین علاج فرما اور کمزوری بیماری اور دردوں سے محفوظ رکھ"

ذہنی تربیت:

شفاء سے مراد جسمانی اور اخلاقی دونوں امراض سے حفاظت ہے اور ہر قسم کی کمزوری (اخلاقی وروحانی) اور جسمانی وروحانی تکالیف اور تمام دردوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جارہی ہے۔

ظاہر ہے مندرجہ بالا ترتیب وضو کی ساتھ اعضاء کو دھوتے اور پاک کرتے وقت ذہن کو پاک بنانے والی دعاؤں کا اثر متواتر فہم اور حضوری قلب و دماغ کے ساتھ اس طرح احتیاط سے وضو انجام دینا کہ ایک بال برابر جگہ خشک نہ رہ جائے اور جسم کے کھلے حصوں کو فضا میں موجود جراثیم اور ہر قسم کی آلودگیوں سے ہر دم تازہ وضو سے پاک رکھنے کی فضیلت بنی نوع انسان کو نہ صرف صحت مند اور اعصاب کو چست رکھنے کی ضمانت دیتا ہے بلکہ روح نجاستوں سے پاک کرتے رہنے کی مسلسل تربیت دیتا ہے۔

سائنسی اور طبی فوائد:

وضو حفظانِ صحت کے زریں اصولوں میں سے ہے یہ روزمرہ کی زندگی میں جراثیم کے خلاف ایک بہت بڑی ڈھال ہے بہت سے امراض صرف جراثیموں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں یہ جراثیم ہمیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں ہوا میں، زمین اور ہمارے استعمال کی ہر چیز پر یہ موذی مسلط ہیں۔ جسم انسانی کی حیثیت ایک قلعے کی سی ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری جلد کی ساخت کچھ ایسی تدبیر سے فرمائی ہے کہ جراثیم اس میں سے ہمارے بدن میں داخل نہیں ہو سکتے البتہ جلد پر ہو جانے والے زخم اور منہ اور ناک کے سوراخ پر وقت جراثیم کی زد میں ہیں اللہ عزوجل نے وضو کے ذریعے نہ صرف ان سوراخوں کو بلکہ اپنے جسم کے ہر حصے کو جو عام طور پر کپڑوں میں ڈھکا ہوا نہیں ہوتا اور آسانی سے جراثیم کی آماجگاہ بن سکتا ہے۔ دن میں پانچ بار دھونے کا حکم فرمایا انسانی جسم میں ناک اور منہ ایسے اعضاء ہیں جن کے ذریعے جراثیم سانس اور کھانے کے ساتھ آسانی سے انسانی جسم میں داخل ہو سکتے ہیں لہٰذا گلے کی صفائی کے لئے غرارہ کا حکم دیا۔ اور ناک کو اندر ہڈی تک گیلا کرنے کا حکم دیا بعض اوقات جراثیم ناک میں داخل ہو کر اندر کے بالوں سے چمٹ جاتے ہیں اور اگر دن میں پانچ بار اسے دھونے کا عمل نہ ہو تو ہم صاف ہوا سے بھرپور سانس بھی نہیں لے سکتے۔ اس کے بعد چہرے کو تین بار دھونے کی تلقین فرمائی ہے تاکہ ٹھنڈا پانی مسلسل آنکھوں پر تیرتا رہے اور آنکھیں جملہ امراض سے محفوظ رہیں اسی طرح بازو اور پاؤں کے دھونے میں بھی کئی طبی فوائد پنہاں ہیں جن میں سے ہر ایک کی تفصیل الگ الگ طور پر سیر و قلم کی جارہی ہے۔

ہاتھوں کا دھونا:

دوران وضو سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں کیونکہ ہاتھوں کے بعد کلی کرنی ہے اور اگر ہاتھ ناصاف اور جراثیم آلودہ ہوں گے تو یہی جراثیم منہ کے راستے جسم میں متعدد امراض کا باعث بن جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

الغرض جب ہم وضو کے لئے ہاتھوں کو دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعاعیں ایک ایسا حلقہ بنا لیتی ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے اندر گردش کرنے والا برقی نظام تیز ہو جاتا ہے اور برقی رو جس کے Electricrays ایک حد تک ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اس عمل سے ہاتھ خوبصورت ہو جاتے ہیں صحیح طریقہ پر وضو کرنے سے انگلیوں میں ایسی لچک پیدا ہو جاتی ہے جس سے آدمی کے اندر تخلیقی صلاحیتوں کو کینوس پر منتقل کرنے کی خفیہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔

☆ مختلف چیزوں میں ہاتھ ڈالتے رہنے سے ہاتھوں میں مختلف کیمیاوی اجزاء اور جراثیم لگ جاتے ہیں اگر سارا دن دھوئے جائیں تو جلد ہی ہاتھ ان جلدی امراض میں مبتلا ہو سکتے ہیں، ہاتھوں کے گرمی دانے جلدی سوزش، ایگزیما، پھپھوندی کی بیماریاں جلد کی رنگت تبدیل ہو جانا وغیرہ جب ہم ہاتھ دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں سے شعاعیں نکل کر ایک ایسا حلقہ بناتی ہیں۔ جس سے ہمارا اندرونی نظام متحرک ہو جاتا ہے اور ایک حد تک برقی رو ہمارے ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اس سے ہمارے ہاتھوں میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔

کلی کرنا:

کلی اور غرارہ کرنے سے نمازی ٹانسلز اور گلے کے بے شمار امراض سے بچ جاتا ہے حتیٰ کہ گلے میں بار بار پانی پہنچانا آدمی کو گلے کے کینسر سے بچاتا ہے۔

☆ ہوا کے ذریعے لاتعداد مہلک جراثیم نیز غذا کے اجزاء ہمارے منہ اور دانتوں میں لعاب کے ساتھ چپک جاتے ہیں چنانچہ وضو میں مسواک اور کلیوں کے ذریعے منہ کی بہترین صفائی ہو جاتی ہے اگر منہ کو صاف نہ کیا جائے تو ان امراض کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۔ ایڈز کہ اس کی ابتدائی علامات میں منہ کا پکنا بھی شامل ہے۔ ۲۔ منہ کے کناروں کا پھٹنا، ۳۔ منہ اور ہونٹوں کی تعداد قوبا ۴۔ منہ میں پھپھوندی کی بیماریاں اور چھالے وغیرہ۔

ناک میں پانی ڈالنا:

ناک انسانی جسم میں ایک نہایت اہم اور قابل توجہ عضو ہے ناک کی زبردست صلاحیت یہ ہے کہ آواز میں گہرائی اور سہانا پن پیدا کرتی ہے ذرا انگلیوں سے ناک کے نتھوں کو دبا کر بات کریں آپ کو فرق معلوم ہو جائے گا ناک کے اندر پردے آواز کی خوبصورتی میں ایک مخصوص کردار ادا کرتے ہیں۔

ناک کے سوراخ ہر وقت جراثیم کی زد میں ہیں اور اگر یہی جراثیم دھول، گرد و غبار جو ہر وقت ہماری ناک میں سانس کے ذریعے پہنچتی رہتی ہے اور صبح سے شام تک پہنچتی رہے تو جلد خطرناک امراض بڑھ سکتے ہیں حتیٰ کہ دائمی نزلہ اور ناک کے زخموں کے مریض کے لئے ناک کا غسل مفید ہے۔ اب ہم وضو کی برکت سے دن میں پانچ بار صاف کرتے ہیں لہٰذا ممکن ہی نہیں کہ کسی قسم کا کوئی جراثیم ناک میں پرورش پا سکے اس لیے ناک کی صفائی میں وضو کی اہمیت مسلمہ ہے۔

دماغ کے وائرس (جراثیم) سے بچنے کے لئے ناک میں پانی لینے سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ دماغ کی طرف جس وقت بعض خطرناک امراض کے کرم (خوردبینی جراثیم) سعود کر جاتے ہیں تو بڑی بڑی قوت کی دوائیں ان کو ہلاک کرنے میں بے اثر ثابت ہوتی ہیں مگر حیرت ہے کہ صرف ایک پانی کا قطرہ ان کا یقینی قاتل اور دافع ضرر ثابت ہوتا ہے۔

☆ پھیپھڑوں کو ایسی ہوا درکار ہوتی ہے جو جراثیم دھوئیں اور گرد و غبار سے پاک ہو اور اس میں 80 فیصد رطوبت یعنی تری ہو اور جس کا درجہ حرارت نوے درجہ فارن ہائٹ سے زائد ہو ایسی ہوا فراہم کرنے کے لئے اللہ عزوجل نے ہمیں ناک کی نعمت سے نوازا ہے ہوا کو مرطوب یعنی نم بنانے کے لئے ناک روزانہ تقریباً چوتھائی گیلن نمی پیدا کرتی ہے۔ صفائی اور دیگر سخت کام شخصوں کے بال سرانجام دیتے ہیں ناک کے اندر ایک خوردبین جھاڑو ہے اس جھاڑوں میں غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والے روئیں ہوتے ہیں جو ہوا کے ذریعے داخل ہونے والے جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں نیز ان غیر مرئی رووں کے ذمے ایک اور دفاعی

Scanned with CamScanner

نظام بھی ہے جسے انگریزی میں Lysozuim کہتے ہیں ناک اس کے ذریعے سے آنکھوں کو Infection سے محفوظ رکھتی ہے۔

الحمد للہ عزوجل وضو کرنے والا ناک میں پانی چڑھاتا ہے جس سے جسم کے اس اہم ترین آلے ناک کی صفائی ہو جاتی ہے اور پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رو سے ناک کے اندرونی غیر مرئی روؤں کی کارکردگی کو تقویت پہنچتی ہے اور مسلمان وضو کی برکت سے ناک کے بے شمار امراض سے محفوظ ہو جاتا ہے دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کے لئے ناک کا غسل یعنی ناک میں پانی چڑھانا بے حد مفید ہے۔

چہرہ دھونا:

چہرے کا دھونا بے شمار امراض سے محفوظ رکھتا ہے مثلاً چہرہ کے عضلات میں چمک اور جلد میں نرمی اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے گرد وغبار صاف ہو کر چہرہ بارونق و پرکشش اور بارعب ہو جاتا ہے دورانِ خون کم و بیش ہو کر اعتدال کی شکل پیدا ہو جاتی ہے آنکھ کے عضلات کو تقویت پہنچتی ہے چمک غالب آ جاتی ہے آنکھیں پرکشش خوبصورت اور پرخمار ہو جاتی ہیں چہرے پر تین بار ہاتھ پھیرنے سے دماغ پرسکون ہو جاتا ہے۔

☆ موجودہ دور میں ہر طرف ایٹمی دھماکے ہو رہے ہیں ماہرین بار بار انتباہ کر رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں اور آلودگی کو کم کیا جائے چہرے اور کھلے اعضاء کو دھویا جائے ورنہ یہ کیمیکلز جو دھوئیں، گرد و غبار اور دھول کی شکل میں چہرے پر جمتے رہتے ہیں ان کا واحد علاج صرف اور صرف وضو ہے دھوئیں میں کئی خطرناک کیمیکلز مثلاً سیسہ وغیرہ ہوتے ہیں جو اگر مستقل یا کچھ عرصہ تک جلد پر جمے رہیں تو جلدی امراض اور الرجی کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں چہرہ دھونے سے چہرے پر دانے نہیں نکلتے یا پھر ان کے نکلنے کی شرح کم ہو جاتی ہے ماہرین حسن و صحت اس بات پر متفق ہیں کہ تمام کریمیں، ابٹن اور لوشن چہرے پر داغ چھوڑتے ہیں حسن اور خوبصورتی کے لئے چہرے کا کئی بار دھویا جانا از حد ضروری ہے۔

چہرے کے الرجی کے مریض اگر چہرے کو وضو کے وقت اچھی طرح دھوئیں تو الرجی کے نقصانات کم ہو جاتے ہیں۔ محکمہ ماحولیات کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ الرجی سے بچنے کے لئے چہرے کو بار بار دھویا جائے اور ایسا صرف وضو کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

چہرہ دھونے سے چہرے کا مساج ہو جاتا ہے اور دورانِ خون چہرے کی طرف رواں ہو جاتا ہے مزید یہ کہ جمی ہوئی میل اور گرد اتر جاتی ہے جس سے چہرے کا حسن بڑھ جاتا ہے چہرے کو تین بار دھونے کی حکمت یہ ہے کہ پہلے چہرے پر پانی ڈال کر میل نرم کریں، دوسری بار پانی سے اس کی میل اترے گی اور تیسری بار دھونے سے چہرہ دھل کر صاف و شفاف ہو جائے گا۔

☆ ایک لوہار کو ایک ڈاکٹر کہہ رہا تھا آپ جب بھٹی بند کر کے جائیں تو پہلے آنکھوں پر تین بار چھینٹے مار لیا کریں چھوٹے چھوٹے ذرات صاف ہو جاتے ہیں آئندہ آپ کی آنکھوں کو نقصان نہیں پہنچے گا آنکھوں کے ڈاکٹر آنکھیں آ جانے پر یہی علاج تجویز کرتے ہیں کہ آپ پانی سے دھوئیں بیماری کے بعد جو آپ نے آنکھوں کو دھونا ہی ہے تو بیماری سے قبل ہی دھو لیں تاکہ بیماری کی درد سے بچا جا سکے اور ڈاکٹر کی فیس سے بھی۔

چہرے کی کریمیں اور وضو:

آج کل لوگ چہرے کی جلد کو ملائم اور خوبصورت رکھنے کے لئے بہت سی کریمیں استعمال کرتے ہیں لیکن جو جوان ہے وہ کریم نہ بھی لگائے تو اچھا ہی لگتا ہے اگر آپ کی کریم جلد کو اچھا کرتی ہے تو اسے اپنی بڑھیا سے بڑھیا کریم لائیں اور 90 سالہ بوڑھے کو لگائیں یہ کریم کچھ نہ کر سکے گی کیونکہ اس کا چہرہ جھریوں کی زد میں آ چکا ہے ان جھریوں کا علاج وضو کے پاس ہے۔ جس کے اندر Static Electricity کا ایک توازن موجود ہوتا ہے اور ایک صحت مند جسم کی Physiology کا اس برقی توازن سے گہرا رشتہ ہوتا ہے فضائی حالات اس توازن کو بری طرح متاثر کرتے ہیں نتیجتاً آدمی کئی قسم کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے جلدی امراض چہرے پر جھریاں آ جانا Staticelectricty کے عدم توازن

Scanned with CamScanner

کی وجہ سے ہے یہ آج کل Acupuncture کے ذریعے سے اس کے توازن کو ٹھیک کرتے ہیں بجلی اور پانی مل کر کیا کرتے ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا وضو تمام خطاؤں کو دھو کر دور کر دیتا ہے جسم پر پانی پڑتے ہی وہ Static Electricity پورے جسم میں دوڑ جاتی ہے جلد کی بیماری اور چہرے کی جھریاں دور کرنے میں وضو کا بڑا ہاتھ ہے جلد کے نیچے نزدیک ترین چھوٹے چھوٹے پٹھے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور وقت سے پہلے ہی جھریاں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں ان Wrinkles کا آغاز چہرے سے ہی ہوتا ہے اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ نمازیوں کے چہرے کیوں چمکدار ہوتے ہیں؟ یہ سب وضو کی کارستانی ہے۔ وضو کا معنی ہی پاکیزگی اور خوبصورتی ہے۔

ہمارے ہاں کروڑوں روپیہ کاسمیٹکس پر خرچ کیا جاتا ہے پھر فائدہ صفر، یاد رکھیے دس گنا زیادہ خرچ بھی وضو کی برکات کا مقابلہ نہیں کر سکتا،

☆ امریکن کونسل کی ممبر لیڈی بیچر نے عجیب و غریب انکشاف کیا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں ان کے اسلامی وضو سے چہرہ صاف ہو جاتا ہے اور کئی امراض سے بچ جاتا ہے۔

☆ میڈیکل کے اصول کے مطابق وضو میں چہرہ دھونے سے بھنوئیں پانی سے تر ہو جاتی ہیں اور اگر بھنوؤں میں نمی رہے تو آنکھوں کی ایک ایسی خطرناک مرض سے انسان بچ جاتا ہے جس میں آنکھ کے اندر (رطوبت زجاجیہ) کم یا ختم ہو جاتی ہے اور مریض آہستہ آہستہ بصارت سے محروم ہو جاتا ہے۔

داڑھی کا خلال:

عام جراثیم اور چھوتی امراض کے جراثیم ختم ہو جاتے ہیں اور پانی کے ذریعے بہہ جاتے ہیں اگر داڑھی کا خلال نہ کیا جائے تو جوؤں کا خطرہ لاحق رہتا ہے مزید یہ کہ اگر داڑھی میں پانی رک جائے گا تو وہ گردن کے پٹھوں تھائی رائیڈ گلینڈ اور گلے کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

کہنیوں تک دھونا:

اس عمل سے آدمی کا تعلق براہ راست سینے کے اندر ذخیرہ شدہ روشنیوں سے قائم ہو جاتا ہے اور اس نور کا ہجوم ایک بہاؤ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس طرح ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے عضلات پاک مضبوط اور طاقت ور بن جاتے ہیں۔

☆ کہنی پر تین بڑی رگیں ہیں جن کا تعلق دل، جگر اور دماغ سے ہے اور جسم کا یہ حصہ عموماً ڈھکا رہتا ہے اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو متعدد دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔

وضو کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دماغ کو تقویت پہنچتی ہے اور اس طرح وہ ان کے امراض سے محفوظ رہیں گے۔

وضو میں مسح کرنا:

جب نمازی گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رو نکل کر شہ رگ میں ذخیرہ ہو جاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی کو اپنی گزرگاہ بناتے ہوئے جسم کے پورے اعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے جس کے ذریعے اعصابی نظام کو تقویت ملتی ہے نیز وضو میں مسح کرنے سے لو لگنا اور گردن توڑ بخار کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ سر کے بال آدمی کے اندر انٹینا کا کام کرتے ہیں آدمی کا دماغ اطلاعات کا خزینہ ہے جب تک کسی عمل کے بارے میں اسے سگنل نہ ملیں تو ہمارا کھانا پینا، پیاس، نیند خوشی کے جذبات وغیرہ ان سب کے لئے کوئی اطلاع ہو دماغ کو فراہم ہونا ضروری ہوتا ہے غور فرمائیے کہ وضو میں سر کا مسح کے وقت ہمارا ذہن سر کے پیدا کرنے والے کی ذات میں مذکور ہو جاتا ہے تو سر کا ہر بال ہر کثافت و محرومی اور اللہ عزوجل سے دور کے خلاف اپنے مصدر اطلاعات کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔

اس طرح کہ پاکیزہ تخیلات سے دماغ و ذہن کا متاثر ہونا ضروری ہے، اور انسان کی نیکیوں کی طرف بار بار رجوع رہنے کا موقع ملتا ہے۔

☆ وضو میں گردن کا مسح کرنے سے جسم کو ایک خاص توانائی نصیب ہوتی ہے جس کا تعلق

Scanned with CamScanner

ریڑھ کی ہڈی کے اندر حرام مغز اور تمام انسانی جوڑوں سے ہے جب کوئی نمازی گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رو نکل کر جبل الورید میں ذخیرہ ہو جاتی ہے اور ریڑھ کی جبل الوزید میں ذخیرہ ہو جاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی سے گزرتے ہوئے جسم کے پورے اعصابی نظام کو توانائی بخشتی ہے۔

☆ ماہرین روحانیت نے انسانی جسم کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

ایک حصہ جبل الورید ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے میں تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں یہ شہ رگ سر اور گردن کے درمیان میں واقع ہے گردن کا مسح کرنے سے انسانی جسم کو ایک خاص قسم کی توانائی حاصل ہوتی ہے جس کا تعلق ریڑھ کے اندر حرام مغز اور تمام جسمانی جوڑوں سے ہے جب نمازی گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رو نکل کر رگ جان میں ذخیرہ ہو جاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی کو اپنی گزرگاہ بناتے ہوئے جسم کے پورے اعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے جس کے ذریعے اعصابی نظام کو توانائی ملتی ہے۔

پاؤں کا دھونا:

ہمارے جسم میں پاؤں سب سے زیادہ دھول، مٹی اور جراثیم سے آلودہ ہوتے ہیں اب وضو کی بدولت دن میں پانچ دفعہ پاؤں دھونے اور انگلیوں کے خلال کا موقع ملا ہے تا کہ کسی قسم کا کوئی جرثومہ اٹکا نہ رہ جائے پاؤں کے دھونے کی وجہ سے بے شمار امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے مثلاً ڈپریشن بے چینی اور نیند کی کمی جیسے امراض ختم ہو جاتے ہیں۔

ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ دماغ قبول اطلاعات کا مرکز ہے اور یہ اطلاعات عصبی برقی لہروں کے ذریعہ منتقل ہوتی رہتی ہیں اطلاع کی ہر لہر اپنا وجود رکھتی ہے اور وجود کا مطلب متحرک رہنا ہے قانون قدرت ہے کہ روشنی، ہوا یا پانی، بہاؤ ضروری ہے اور کسی بہاؤ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مظہر بنے اور خرچ ہو اس لئے جب کوئی نمازی پاؤں دھوتا ہے تو زائد روشنیوں (محرکات) کا ہجوم پیروں کے ذریعے ارتھ ہو کر جسم کو اعتدال نصیب ہوتا ہے۔

وضو اور برقی نظام:

سائنسی تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نباتات، جمادات، حیوانات اور انسانی زندگی ایک برقی نظام کے تحت رواں ہے انسانی جسم سے حاصل ہونے والی بجلی ایک ٹارچ یا جیبی ریڈیو چلانے کے لئے کافی ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا کہ کسی درخت کے پتے پر مکھی بیٹھ کر اس کے ریشوں کو جو حرکت دیتی ہے تو اس سے بھی اس کے پتوں میں برقی رو دوڑنے لگتی ہے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کے جسم میں سوئی چبھنے اور گرم سرد پانی میں بھگونے سے ایک ہلکی برقی رو پیدا ہوتی ہے اس کے علاوہ معمولی آواز، روشنی، ذائقہ، بو کے احساسات حتیٰ کہ تصورات سے انسانی جسم میں برقی روئیں پیدا ہوتی ہیں۔

قدرت کا یہ عجیب سربستہ راز ہے کہ انسان کے اندر بجلی پیدا ہوتی رہتی ہے اور پورے جسم میں دورہ کر کے پیروں کے ذریعہ ارتھ ہو جاتی ہے۔

جب بندہ وضو کرتا ہے تو روشنیوں کا بہاؤ تمام راستہ سے ہٹ کر اپنی راہ تبدیل کر لیتا ہے وضو کے ساتھ ہمارے اعضاء سے برقی روئیں نکلنے لگتی ہیں اور اس عمل سے جسمانی اعضاء کو ایک نئی طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔

آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہو گی کہ ایک خاص وقت کا وضو اندرون جسم کے ایک خاص عضو پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر ظہر کے وقت کا اثر خاص طور پر قلب و دماغ پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ اس طرح وضو کا اثر اندرونی اعضا پر بھی ہونے سے جسم کی اکثر اندرونی بیماریوں پر اعصاب کا کنٹرول مضبوط ہوتا جاتا ہے جس کی وجہ سے عضلات بدن میں چستی اور طاقت قائم رہتی ہے جس کو حیاتیاتی توازن کہا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ماہرین نفسیاتی مریضوں کو روزانہ کئی بار وضو کی طرح بدن پر پانی لگواتے ہیں اور اسلام نے پہلے ہی بتا دیا کہ وضو کرو۔

۲۔ خون کے لمفی نظام پر وضو کا اثر:

جسم میں خون کی سرخ جیسے R.B.C اور سفید جیسے .W.BC کو گردش میں رکھنے کے نظام پر اس لمفی مادہ کو بڑا دخل ہے اور اہم فعل یہ ہے کہ حملہ آور جراثیم کے خلاف دوران خون سے مل کر جسم کو محفوظ رکھتا ہے۔ لمفی یہ ہے کہ ایک بے رنگ کیمیائی رطوبت ہے۔ جس کی نوعیت عمل ابھی نا معلوم ہے لیکن جسم میں بیماریوں سے محفوظ رکھنے والی یہ رطوبت وضو سے ضرور تقویت حاصل کرتی ہے۔ جس کے لئے:

۱۔ وضو میں جسم کے چھوٹے چھوٹے حصہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا (جبکہ بال برابر جگہ بھی خشک نہیں رہ پاتی)۔

۲۔ بطور خاص ناک میں پانی لینے کے خاص عمل سے لمفی غدود تحریک پا کر صاف ہوتے ہیں۔

۳۔ گردن کا مسح:

گردن کے دونوں طرف مسح سے جو تحریک پیدا ہوتی ہے اس سے یہ لمفی غدود بے حد متاثر ہوتے ہیں اور ان کی کارکردگی بڑھتی ہے۔ یہ لمفی خلیے گویا طاقتور اور جنگجو دفاعی فوج ہے جو دوران خون کے ذریعہ ہر مقام پر ہر ہر عضو کو دن میں دس مرتبہ چیک کرتے پھرتے ہیں اگر کبھی خطرناک جراثیم (کینسر) وغیرہ جیسے دشمن خلیوں سے کہیں مڈ بھیڑ ہو جائے تو یہ اس کو فوراً تباہ کر دیتے ہیں الحمد للہ یہ کہ وضو کرنے والوں کی عادت سے مسلمان اس عظیم نا معلوم خطروں سے نجات پا لیتے ہیں اس لیے پابندی شریعت اسلامی ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

۴۔ وضو اور مسکونی برقی قوتیں:

ہر جسم میں مخفی یا سکونی برق (بجلی) کی ایک مقرر مقدار جو برقی رواں کے مقابلہ میں Passing Electrcty کے برعکس ہر غدود اور اس کے ہر حصہ میں موجود رہتی ہے۔ جلد کے نیچے پٹھوں میں بے شمار چھوٹے چھوٹے غدود ہیں، جو جلد کے تسلسل اور رونق

وضو کے چار اہم فوائد

۱۔ خون کی شریانوں پر اثرات:

خون شریانوں کے ذریعہ تمام خلیات Cells کے آخری ریشوں اور آخری سروں تک پہنچتا ہے، دوسرا اصول یہ ہے کہ ہر خلیہ Cell تک پہنچتے ہوئے خون کو واپس پھر دل تک لے جاتا بھی ہے اگر اس کے آمد و رفت کے توازن میں فرق آ جائے تو خون کا دباؤ B.P بڑھ جاتا ہے۔

اور اگر Diastolic دل کے پھیلاؤ کے وقت خون کا دباؤ بڑھ جائے تو دل کی دھڑکن اور کھچاؤ بڑھ جاتا ہے جس کی وجہ سے دل کا پٹھا کھچاؤ کے بعد ڈھیلا پڑ جاتا ہے اس طرح دوران خون کا اہم پہلو یہ ہے کہ ان رگوں (شریانوں) کا جو بال سے بھی باریک ہوتے ہیں اگر باریک شاخیں اس لچک کو کم کر دیں تو اس کو تصلب الشرائین کہتے ہیں یا شریانوں کا سخت ہونا کہا جاتا ہے۔

خون کی نالیوں کا سخت یا پھر لچکدار ہو جانا کوئی اچانک واقع ہونے والی خرابی یا بیماری نہیں ہوتی بلکہ طویل عرصہ تک قلب سے دور اعضاء مثلاً ہاتھ، پاؤں زیادہ اثر قبول کرتے ہیں لیکن اسلامی زندگی میں روزمرہ کئی بار وضو میں اعضاء کو دھوتے رہنے سے ان کی نالیوں کو پھیلنے اور سکڑنے کے لئے جو ورزشیں مہیا کی جاتی ہیں ''وضو'' سے خون کی ان نالیوں کو جو ابھی دل سے دور اعضاء میں واقع ہیں پھیلا کر Diaeate کر کے انہیں لچک اور طاقت مہیا کرتا ہے یہ گرم ہوں تو پانی ان نالیوں کو سکڑنے کے عمل سے گزارتا ہے اور سرد ہوں تو یہی پانی انہیں پھیلا کر دل کے بار کو ہلکا کر دیتا ہے۔

وضو اور ہائی بلڈ پریشر:

ایک ماہر امراض کا کہنا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو وضو کراؤ پھر ان کا بلڈ پریشر چیک کرو لازمی کم ہو گا۔ وضو نفسیاتی امراض کے خاتمے کا بھی اچھا نسخہ ہے مغربی

Scanned with CamScanner

اور حسن کو قائم رکھتے ہیں جس کے بغیر چہرہ بارونق اور قبل از وقت بڑھاپا نمودار ہو کر چہرہ اور اعضاء پر جھریاں پڑنے لگتی ہیں خصوصاً موجود میکانی ماحول اور پلاسٹک کی اشیاء کی کثرت طوفانی موسموں کا اثر دھوپ کی شدت غرض مختلف عوارضات سے جلد متاثر ہوتی رہتی ہے لیکن اس کی قدرتی اور آسان تدبیر یہ ہے کہ اپنے چہرہ اور اعضاء کو سڈول اور لچکدار اور بارونق رکھنے کے لئے جیسے اسلام میں وقفہ وقفہ سے مستقل اور بار بار وضو کی تاکید سے نہ صرف اس مخفی برق کو جو جلد کے غدودوں کو تحریک دے کر زندہ اور کارکرد رکھتی ہے اس لیے بڑھاپا دیر میں آتا ہے بلکہ قریب اور اعضاء کے خلیات میں برقی تناؤ سے اس میں سڈول پن اور رونق برقرار رکھتی ہے جس سے آدمی بوڑھا ہونے کے باوجود چست اور کم عمر لگتا ہے جو نمازی ہی ہو سکتا ہے۔

اسلام میں وضو طہارت اور دیگر مقامات کی صفائی والا عمل خود اپنے طور پر طب وصحت کا شاہکار ہے۔

۴۔ وضو اور سفید خلیے:

انسانی خون کے اندر Red blood cell بھی ہوتے ہیں اور سفید خلیے بھی ہوتے ہیں یہ انسانی جسم میں سب سے طاقتور اور جنگجو خلیے جنہیں Lympexytes کہتے ہیں جسم کے دور دراز مقامات تک پہنچتے ہیں اور دن میں ہر جگہ پر دس مرتبہ جاتے ہیں اور راہ میں کسی بیماری کے جراثیم مڈھ بھیڑ ہو جائے تو اس کو فوراً تباہ کر دیتے ہیں سفید خلیوں کو گردش میں رکھنے والا نظام Vessels اس نظام سے دس گنا پتلا ہوتا ہے جو سرخ خلیوں کو گردش میں رکھتا ہے معلوم ہوا کہ سفید خلیوں کا ہر جگہ پہنچنا بہت ضروری ہے تبھی جسم امراض سے محفوظ رہے گا آپ سن کر حیران ہو جائیں گے اس نظام کو وضو مکمل وضو ہی گردش میں رکھ سکتا ہے آپ پوچھ سکتے ہیں وہ کس طرح؟

وضو میں ناک کے اندر تین بار پانی ڈالنے کا حضور ﷺ نے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ چھنگلیا سے صاف کرو اس کی وجہ یہ ہے کہ مدافعتی نظام کو تحریک دینے کے لئے مرکزی مقام

ناک کے پیچھے کی جگہ اور نتھنے ہیں۔ وضو کے اندر گردن کا مسح بھی ہے یعنی گیلے ہاتھ کا پھیرنا اس طرح ہاتھ پھیرنے سے Lymphatic نظام کو تحریک ملتی ہے۔

نماز کے لئے وضو کا لزوم اور اس کے اثرات:

اسلام میں طہارت و پاکی پرہیزگاری اور عبادت کے لئے اوّلین شرط قرار دی گئی طہارت اور وضو سے پاکیزگی حاصل کرنے پر ہمارے جسم کی اندرونی پاکی اور جسمانی صحت پر بھی اثر پڑتا ہے آپ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ ایک خاص وقت کا وضو اندرون جسم کے ایک خاص عضو پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے مثلاً کے طور پر ظہر کے وقت کا وضو کا اثر خاص طور پر قلب و دماغ پر زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔

اس طرح وضو کا اثر اندرونی اعضاء پر بھی ہونے سے جسم کی اکثر اندرونی بیماریوں پر اعصاب کا کنٹرول مضبوط ہوتا جاتا ہے جس کی وجہ سے عضلات بدن میں چستی اور طاقت قائم رہتی ہے جس کو حیاتیاتی توازن کہا جاتا ہے۔

1980ء میں تاس نے ثابت کیا کہ جسم کو چھونے اور ملنے اور مالش کرنے اور سرد پانی سے بھگونے سے ہلکی برقی روئیں پیدا ہو جاتی ہیں حتیٰ کہ سونگھنے اور تصور کرنے سے بھی جسم و دماغ کے اعصاب متاثر ہوتے ہیں۔

وضو سے جسم میں برقی تناؤ بڑھ جاتا ہے ماہر طبیعات نے ثابت کر دیا ہے کہ جسم کے بیرونی اعضاء کو دھونے سے جیسا کہ وضو میں جسم انسانی کے اعصاب سکڑنے اور پھیلنے سے جسم کے اعصابی تار اور ریشے اس طرح ۱۶ میل کا فاصلہ طے کرتے ہیں کہ جن سے جسم کا تناؤ بڑھ جاتا ہے اور اتنی برقی قوت پیدا ہوتی ہے کہ اس سے زیرو بلب روشن کیا جا سکتا ہے۔

جب وضو سے جسم انسانی میں اس قدر برقی اور اعصابی تناؤ پیدا ہوتا ہے تو یہ اندازہ حق بجانب ہوگا کہ نماز جس میں جسم سے ہلکی سی خشیت ولرزانی کے ساتھ جسمانی اعضاء کو مسلسل تحریک کیا جاتا ہے نماز کس قدر اعصابی تناؤ سے برقی قوتوں میں اضافہ کا باعث ہو کر جسم انسانی کو مالا مال کر سکتی ہے جس کا اندازہ ہم کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء اللہ کے

لطف و رغبت نماز سے مل سکتا ہے وہ اس قدر محو لذت نماز ہوتے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی تیر لگتے اور خنجر بھی نکالے جاتے تب بھی محبت الٰہی عزوجل کی محویت کی وجہ سے خبر بھی نہ رہتی جس کی مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی جنگ میں تیر پیوست ہونے پر حالتِ نماز میں تیر نکال لیا جاتا مگر آپ رضی اللہ عنہ کو خبر نہ ہوئی۔

وضو کا مکمل اسلامی طریقہ:

اب فقہ حنفی کے مطابق وضو کا طریقہ پیش کیا جاتا ہے۔

اونچی جگہ کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے نیت کرنا سنت ہے لہٰذا اس طرح سنت کریں کہ میں حکم الٰہی عزوجل بجا لانے اور پاکی حاصل کرنے کے لئے وضو کر رہا ہوں بسم اللہ کہہ لیں کہ یہ بھی سنت ہے۔ اب دونوں ہاتھ تین تین بار پہنچوں تک دھوئیں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال بھی کریں کم از کم تین تین بار دائیں بائیں اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کریں اور ہر بار مسواک کو دھو لیں اب سیدھے ہاتھ کے تین چلو پانی سے اس طرح تین کلیاں کریں کہ ہر بار منہ کے ہر پرزے پر پانی بہ جائے اگر روزہ نہ ہو تو غرغرہ بھی کریں پھر سیدھے ہی ہاتھ کے تین چلو (اب ہر بار آدھا چلو کافی ہے) سے تین بار ناک میں نرم گوشت تک پانی چڑھائیں اور اگر روزہ نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائیں اب الٹے ہاتھ سے ناک صاف کریں اور چھوٹی انگلی سے سوراخوں میں ڈالیں تین بار سارا چہرہ اس طرح دھوئیں کہ جہاں سے عادتاً سر کے بال اگنا شروع ہوتے ہیں وہاں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر جگہ پانی بہ جائے اگر داڑھی ہے اور احرام باندھے ہوئے نہیں ہیں تو اس طرح خلال کریں کہ انگلیوں کو گلے کی طرف سے داخل کر کے سامنے کی طرف نکالیں پھر پہلے سیدھا ہاتھ انگلیوں کے سرے سے دھونا شروع کر کے کہنیوں سمیت تین بار دھوئیں۔ اسی طرح پھر الٹا ہاتھ دھوئیں دونوں ہاتھ آدھے بازو تک دھونا مستحب ہے اکثر لوگ چلو میں پانی لے کر پہنچے سے تین بار چھوڑ دیتے ہیں کہ کہنی تک بہتا چلا جاتا ہے

اس طرح کرنے سے کہنی اور کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اوپر دیئے ہوئے طریقہ پر ہاتھ دھوئیں اب چلو بھر کر کہنی تک پانی بہانے کی حاجت نہیں بلکہ یہ پانی کا اسراف ہے اب سر کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں انگوٹھے اور کلمے کی انگلیوں کو چھوڑ کر دونوں ہاتھ کی تین تین انگلیوں کے سرے ایک دوسرے سے ملا لیں اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر کھینچتے ہوئے گدی تک اس طرح لے جائیں کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر گدی سے ہتھیلیاں کھینچتے ہوئے پیشانی تک لائیں کلمے کی انگلیاں سے کانوں کی اندرونی سطح کا اور انگوٹھوں سے کانوں کی باہری سطح کا مسح کریں اور چھنگلیا (یعنی چھوٹی انگلیاں) کانوں کے سوراخوں میں داخل کریں اور انگلیوں کی پشت سے گردن کے پچھلے حصے کا مسح کریں (بعض لوگ گلے کا اور دھلے ہوئے ہاتھوں کی کہنیوں اور کلائیوں کا مسح کرتے ہیں یہ سنت نہیں ہے) سر کا مسح کرنے سے قبل پانی کی ٹونٹی اچھی طرح بند کر دیں (بلا وجہ نل کھلا چھوڑ دینا یا ادھورا بند کرنا کہ پانی ٹپکتا رہے یہ گناہ ہے) اب پہلے سیدھا پھر الٹا پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک بلکہ مستحب ہے کہ آدھی پنڈلی تک دھوئیں دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے اور مستحب یہ ہے کہ الٹے ہاتھ کی چھنگلیا سے سیدھے پاؤں کی چھنگلیا کا خلال شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کریں اور الٹی ہی ہاتھ کی چھنگلیاں سے الٹے پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کریں اب آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھے، وضو کے بعد سورہ اخلاص اور سورہ قدر بھی پڑھے۔

باب چہارم

نماز اور جدید سائنس

قرآن حکیم میں اقامت صلوٰۃ سے مراد وہ نماز ہے، جسے ادا کرنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے اور فرض بھی اس قسم کا کہ اسے کسی حال میں بھی ملتوی نہیں کیا جا سکتا یہ اتنا اہم فریضہ ہے کہ اسے میدانِ جنگ میں بھی ملتوی نہیں کیا گیا اس حال میں بھی حکم ہے کہ مسلمان فوج دو حصوں میں بٹ جائے ایک گروہ میدان سنبھالے اور دوسرا گروہ نماز ادا کرے جب وہ فارغ ہو جائے تو میدانِ جنگ میں آ جائے اور جو گروہ میدانِ جنگ میں تھا وہ جا کر نماز ادا کرے سورہ النساء میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز ایسا فریضہ ہے جو تلواروں کی چھاؤں اور رزم و پیکار کے ہنگاموں میں بھی معاف نہیں ہوتا۔

اسلام کے ارکان خمسہ میں شہادت، توحید و رسالت کے بعد جس فریضے کی بجا آوری کا حکم قرآن و حدیث میں تاکید کے ساتھ آیا ہے وہ نماز ہی ہے۔

حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے اسلام کی بناء پانچ ارکان پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج بیت اللہ کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری، الصحیح ۱:)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ توحید و رسالت کی شہادت اور اس کی عملی تصدیق کا پہلا قدم نماز ہی ہے توحید و رسالت کی شہادت کا اقرار زبانی شہادت فراہم کرنے سے ہوتا ہے جبکہ اس کی عملی تصدیق و توثیق نماز کے ذریعے ہی مستحق ہوتی ہے اس طرح عمل نماز انسان کو ایمان کے اعلیٰ مدارج کی رفعتوں سے ہمکنار کرتا ہے حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے، ''جس کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں، جس شخص کا وضو نہیں اس کی نماز بھی نہیں''

(ازدی، الجامع الصحیح مسند الامام الربیع، ۱: ۵۴، رقم: ۹۱)

اس ارشاد مبارک کی رو سے خدا کی الوہیت اور جملہ انبیائے کرام کی رسالت پر ایمان کا انحصار اس عملی شہادت پر ہے جو انسان احکام خداوندی کی بجا آوری میں نماز ادا کرنے سے فراہم کرتا ہے۔ لاریب اسی عمل کی مداومت پر ہی اس کے دعویٰ ایمان کی صداقت کا دارومدار ہے اگر کسی عمل میں کوتاہی واقع ہوگئی اور کسی نے ترک نماز کو اپنا شعار بنا لیا تو گویا اس نے اپنے عمل سے اپنے دعوئ ایمان کی نفی و تکذیب کر دی بنابریں تارکِ صلوٰۃ کا ایمان بارگاہ رب العالمین میں نامقبول اور غیر معتبر ٹھہرتا ہے۔

حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا یہ ارشاد پاک اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے ''آدمی اور شرک وکفر کے درمیان حدِ فاصل نماز ہی ہے۔'' (مسلم، الصحیح ۱: ۸۸، رقم: ۸۲)

ایک اور مقام پر یہی بات ان الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمائی گئی ہے۔

''بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فاصلہ ہے'' (نسائی، السنن ۱: ۲۳۲)

کتنی بڑی بدنصیبی ہے، کہ عامۃ المسلمین نے نماز کو محض ایک رسم کا درجہ دے کر اس سے پہلوتہی کو اپنا شعار بنایا ہوا ہے اور وہ اس کے حقیقی تقاضوں کو بجا لانے میں ذرہ بھر متردد اور متفکر نہیں ہوتے۔

نبی اکرم ﷺ نے صریحاً نماز ہی کو مسلمان اور کافر کے درمیان فارق و تمیز قرار دیا ہے۔ ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے (گویا) کھلا کفر کیا'' ایک اور مقام پر اسی مفہوم کی توضیح اسی طرح فرمائی گئی ہے۔

''ہمارے ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پس جس نے نماز کو ترک کیا (گویا) اس نے کفر کیا (عہد سے منہ موڑ لیا)

ان ارشاداتِ گرامی سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نماز ترک کر دیتا ہے وہ خدا اور رسول کے ہاں اپنے دعوئ ایمان میں اس بناء پر کاذب ٹھہرتا ہے کہ کافر تو سرے سے کسی ایسے عہد کا مکلّف اور مومن ہونے کا دعویدار ہی نہیں تھا اس کے برعکس توحید و رسالت پر ایمان لانے کا مدعی اگر بالفعل اپنے اس عہد پر کاربند نہ رہا جو اس نے ایمان کا اقرار کرتے

ہوئے کیا تھا اور عملاً وہ اس عہد سے منحرف ہو گیا تو گویا اس نے اپنے عمل سے ہی اپنے دعویٰ کی تکذیب کر دی اور اس بناء پر شارع اسلام کے نزدیک وہ بمنزلہ کافر کے ہے۔اس سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ شہادت توحید و رسالت کی عملی توثیق و تصدیق نماز کے ذریعے ہی مستحق ہوتی ہے اور ترک نماز اسلام کی کھلم کھلا تکذیب اور کفر کے مترادف ہے۔

نماز دین کے لئے بمنزلہ ستون کے ہے جیسا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا "ہر شے (عمارت) کے کچھ ستون ہوتے ہیں دین کا ستون نماز ہے جبکہ نماز کا ستون خشوع و خضوع ہے اور تم میں سے اللہ عزوجل کے ہاں بہتر وہ ہے جو متقی ہے۔

(الازدی، الجامع الصحیح، مسند الامام الربیع) (١:٢٠٦ رقم ٢٨٥)

طبی اور سائنسی لحاظ سے نماز ایک بہترین ورزش ہے۔ سستی کاہلی اور بے عملی کے اس دور میں صرف نماز ہی ایک ایسی ورزش ہے کہ اگر اس کو صحیح طرز پر پڑھا جائے تو دنیا کے تمام دکھوں کا مداوا بن سکتی ہے۔

نماز کی ورزشیں جہاں بیرونی اعضاء کی خوشنمائی و خوبصورتی کا ذریعہ ہیں وہاں اندرونی اعضاء مثلاً دل، گردے، جگر، پھیپھڑے، دماغ، آنتیں، معدہ، ریڑھ کی ہڈی، گردن، سینہ اور تمام قسم کے گلینڈز کی نشوونما کرتی ہے بلکہ جسم کو سڈول اور خوبصورت بناتی ہے۔

یہ ورزشیں ایسی ہیں جن سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور آدمی غیر معمولی طاقت کا مالک بن جاتا ہے۔ایسی بھی ہیں جن سے چہرے کے نقش و نگار خوبصورت اور حسین نظر آتے ہیں۔

ورزش نظام میں ہر عمر کے لئے علیحدہ ورزشیں ہیں بڑوں کے لئے علیحدہ چھوٹوں کے لئے علیحدہ حتیٰ کہ عورتوں اور مردوں کے لئے ورزشی نظام منفرد ہیں لیکن نماز ایک ایسی ورزش ہے جو ہر عمر اور ہر جنس کے لئے یکساں موزوں اور فائدہ مند ہے۔

نماز کی فرضیت اور اہمیت

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اسلامی نظام العبادات میں اس کی حیثیت و اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں کم و

بیش سات سو مقامات پر اقامت صلوٰۃ کا ذکر ہوا ہے جن میں سے اسی مقامات پر صریح حکم وارد ہوا ہے۔

اسلام کے ارکان خمسہ میں شہادت توحید و رسالت کے بعد جس فریضے کی بجا آوری کا حکم قرآن و سنت میں بہ نفس قطعی تاکید کے ساتھ آیا ہے وہ نماز ہی ہے حضور تاجدار رسالت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج بیت اللہ کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

صلوٰۃ کا لغوی مفہوم:

نماز کی فرضیت و اہمیت سے پہلے لغوی اعتبار سے لفظ صلوٰۃ کے معنی کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔

لفظِ صلوٰۃ عربی لغت میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن محاورہ عرب کی رو سے وہ معنی جو اصطلاح سے قریب تر ہے ذکر و انقیاد اور دعا و عبادت کا ہے اس اعتبار سے ذاتِ باری تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں اس کے بے پایاں جود و کرم اور فعل و رحمت کے لئے کمال خشوع و خضوع کے ساتھ سراپا طلب و التجا ہے رہے اور اس کے حق بندگی کو بجا لانے کو صلوٰۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے بنظر غائر دیکھا جائے تو کائناتِ ارضی و سماوی کی ہر مخلوق اپنے اپنے حسب حال بارگاہِ خداوندی میں صلوٰۃ اور تسبیح و تحمید میں مصروف نظر آتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ عزوجل ہی کی تسبیح کرتے ہیں اور پرندے (بھی فضاؤں میں) پر پھیلائے ہوئے (اس کی تسبیح کرتے ہیں) ہر ایک (اللہ کے حضور) اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے۔ (القرآن النور، ٢٤:٤١)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ توحید و رسالت کی شہادت اور اس کی عملی تصدیق کا پہلا

قدم نماز ہی ہے توحید و رسالت کی شہادت کا اقرار زبانی شہادت فراہم کرنے سے ہوتا ہے جب کہ اس کی عملی تصدیق و توثیق نماز کے ذریعے ہی مستحق ہوتی ہے اس طرح عملی نماز انسان کو ایمان کے اعلیٰ مدارج کی رفعتوں سے ہمکنار کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے نماز کی اسی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''جس شخص کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس شخص کا وضو نہیں اس کی نماز بھی نہیں۔

(ازدی، الجامع الصحیح مسند الامام الربیع) (۱:۵۴ رقم ۱۱!)

اس ارشاد مبارک کی رو سے خدا کی الوہیت اور جملہ انبیائے کرام کی رسالت پر ایمان کا انحصار اس عملی شہادت پر ہے جو انسان احکامِ خداوندی کی بجا آوری میں نماز ادا کرنے سے فراہم کرتا ہے۔ لاریب اسی عمل کی مداومت پر ہی اس کے دعویٰ ایمان کی صداقت کا دارومدار ہے اگر اسی عمل میں کوتاہی واقع ہو گئی اور کسی نے ترکِ نماز کو اپنا شکار بنالیا تو گویا اس نے اپنے عمل سے اپنے دعویٰ ایمان کی نفی و تکذیب کر دی۔

ارکانِ اسلام میں سے یہ خصوصیت و امتیاز صرف نماز ہی کو حاصل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب ختم المرسلین ﷺ تک تمام انبیائے کرام کے ادوار میں ہر امت اور ہر ملت پر یہ یکساں طور پر فرض رہی ہے اور سلسلہ انبیاء کا کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں گزرا جس کی شریعت میں نماز کو قطعیت کے ساتھ فرضیت کا درجہ حاصل نہ رہا ہو یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ شریعت محمدیہ ﷺ کی تعلیمات میں بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں تخصیص کے ساتھ امت مصطفوی ﷺ پر فرض کیا گیا جبکہ پہلے انبیاء کی شریعتوں میں یہ فرض نہیں تھے اسی طرح متعدد چیزیں پہلی شریعتوں میں فرض تھیں جنہیں شریعت محمدیہ ﷺ نے منسوخ کر دیا لیکن نماز اپنی منفرد حیثیت میں ہر رسول اور ہر نبی کی تعلیمات کا جزو رہی ہے اور کسی بھی زمانے میں کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں کیا گیا جس نے اپنی شریعت میں نماز کو برقرار نہ رکھا ہو چنانچہ ترکِ نماز یا نماز کے عدم وجوب کا کوئی تصور کسی بھی سابقہ شریعت میں موجود نہیں۔ نماز زمانی و مکانی اعتبار سے نظام العبادات کا جزد

لانیفک رہی ہے چنانچہ ہر برگزیدہ نبی اعلیٰ مقامات پر فائز ہونے اور قرب و وصال کی نعمتوں سے سرفراز ہونے کے باوجود بارگاہ خداوندی میں نماز کے ثمرات اور فیوض سے متمتع ہونے کا زیادہ سے زیادہ خواں اور متمنی نظر آتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ اسلام بارگاہِ ایزدی میں عرض پرواز ہوتے ہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآء

(القرآن ابراهيم ١٤:٤٠)

اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنادے اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرمالے۔

قرآن حکیم نے حضرت شعیب علیہ اسلام کے ساتھ ان کی قوم کی مخاصمت وعناد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

ترجمہ: وہ بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان (معبودوں) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں'' (القرآن حود ۱۱!۸۷)

اس سے مترشح ہوا کہ حضرت شعیب علیہ اسلام کا شعار حیات بھی نماز تھی ایک اور مقام پر قرآن پاک میں مذکور ہے کہ حضرت لقمان علیہ اسلام اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

''اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ (خود بھی اللہ عزوجل کی بندگی کا پابند رہ) اور دوسروں کو بھی اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کام سے منع کیا کر اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر''

حضرت موسیٰ علیہ سلام کو دیا جانے والا نماز کا حکم قرآن حکیم میں بایں الفاظ مذکور ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي (القرآن طه ٢٠: ١٤)

''اور میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو''

Scanned with CamScanner

نماز کا فلسفہ معراج

راہ طریقت میں روحانی سفر کا نقطۂ آغاز جو ہر سالک کے لئے اصل الاصول اوّلین ضابطے اور عمومی کلیے کا حکم رکھتا ہے ثابت قدمی، استقامت اور عزم صمیم سے کتاب و سنت پر مبنی احکام الٰہیہ کی پیروی ہے جسے اہل تصوف ''در کتاب و سنت'' کی ملازمت سے تعبیر کرتے ہیں یوں تو قرآن و سنت سے ماخوذ شریعت مطہرہ کا ہر حکم اہل طریقت کے لئے واجب الاطاعت ہے اور سب احکام الٰہی کی اطاعت و پیروی واجب ہے تاہم راہ صفا کے سالک کے لئے عزم باندھنے سے پہلے جس قدر اہمیت نماز کو حاصل ہے وہ کسی اور عمل کو نہیں اور جتنے روحانی فیوض و برکات اور فوائد و ثمرات تنہا عمل نماز کے اندر پوشیدہ ہیں وہ کسی اور عمل کے اندر نہیں۔

قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے اسی (۸۰) سے زیادہ مقامات پر نماز کا حکم بڑی صراحت کے ساتھ صادر فرمایا ہے لیکن ایک مقام پر حکم نماز کا ذکر انتہائی حکمت آموز پیرایہ اور اچھوتے انداز سے کیا گیا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ (القرآن، الاسراء ۱۷:۱۸)

''آپ سورج ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز قائم فرمایا کریں''

قرآن مجید میں اور جتنے بھی مقامات پر حکم نماز وارد ہوا ہے وہ اکثر و بیشتر اقیموا الصلوۃ کے الفاظ میں ہے جو عربی قواعد کے مطابق امر صیغہ جمع ''تم نماز قائم کرو'' کے معنی کا حامل ہے یعنی نماز ادا کرنے کا حکم اجتماعی سطح پر جمیع امت کے لئے ہے لیکن متذکرہ صدر آیۂ کریمہ میں نماز کا حکم دیتے ہوئے امر صیغہ واحد استعمال کیا گیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ حکم نماز کے باب میں باری تعالیٰ کی طرف سے براہ راست حضور نبی اکرم ﷺ سے خطاب فرمایا گیا ہے کہ اے میرے حبیب ﷺ تو نماز قائم کر گویا نماز کا پہلا سبق سرور دو عالم ﷺ کو دیا گیا۔ اس آیۂ مقدسہ میں دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ اوقات نماز کا حکم لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ ''غروب آفتاب سے

رات کے چھا جانے تک کے الفاظ میں مذکور ہے جس میں مغرب اور عشاء کی دو نمازوں کی طرف اشارہ ہے یہاں ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز کا آغاز غروب آفتاب سے کرنے میں کیا حکمت کارفرما تھی عقلی و منطقی استدلال کی رو سے اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اسلامی قمری تقویم میں دن کا آغاز طلوع آفتاب سے نہیں بلکہ غروب آفتاب سے ہوتا ہے اس لئے نمازوں کے نظام الاوقات کا آغاز اختلاف لیل و نہار کی مناسبت سے غروب آفتاب کے وقت سے کیا گیا ہے۔

الصلوۃ معراج المؤمنین:

جملہ عبادات میں نماز ہی تنہا ایسا عمل ہے جسے آقائے دو جہاں ﷺ نے اہل ایمان کی معراج قرار دیا ہے اس جمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی نماز سے بے پناہ شغف اور رغبت تھی اس کا ذکر حدیث مبارکہ کے ان الفاظ سے بخوبی مترشح ہے۔

وجعلت قرة عيني في الصلوة (مسند امام احمد ۳: ۱۲۸، ۲۸۵)

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ (شفا، ۱:۱۳۰)

نماز کو آنکھ کی ٹھنڈک قرار دینا ایک بلیغ اور پر معنی استعارہ ہے عام روز مرہ بول چال میں کوئی اپنی اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک گردانتا ہے اور کوئی دنیا کی کسی اور پیاری چیز کو مرغوب جانتا ہے لیکن ہمارے آقا ﷺ نے اپنے لئے سب سے زیادہ محبوب اور راحت آفریں چیز نماز کو قرار دیا ہے اس مضمون پر متعدد روایات دلالت کرتی ہیں کہ گاہے گاہے حضور سرور کائنات ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے شفقت آئینہ انداز اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا کرتے تھے یا بلال ارحنا بالصلوۃ (مسند احمد بن حنبل، ۵)

''اے بلال (اذان پڑھ) نماز کے ساتھ ہمیں راحت پہنچائیے''

اس سے یہ حقیقت بڑی واضح ہے کہ حقیقی کیف و سرور، فرحت و انبساط اور روحانی لذت حاصل کرنے کا نماز سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ یہی سبب ہے کہ نماز کو آقائے دو

جہاں ﷺ نے مومنوں کی معراج قرار دیا ہے، معراج بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص کبریٰ میں سے ہے آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی جس میں نماز کو اہل ایمان کے لئے معراج فرمایا گیا ہے معنویت کے اعتبار سے بے شمار حکمتوں کا حامل ہے۔

لطائف خمسہ اور ان کی معراج:

علماء ربانی اور عرفائے کاملین نے نماز کے تصور معراج کو ان لطائف خمسہ کے حوالے سے اجاگر کیا ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت انسان کو ودیعت کیے گئے ہیں لیکن ان کی حقیقت ہر ایک پر منکشف نہیں اور اس کا ادراک ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ پانچ لطائف بالترتیب لطیفہ قلب، لطیفہ روح لطیفہ سر لطیفہ خفی اور لطیفہ اخفی ہیں جب حضور تاجدار مدینہ کو معراج سے سرفراز فرمایا گیا تو یہ پانچوں لطائف بھی معراج سے ہمکنار ہوئے اس معراج کی نوعیت و کیفیت کے بارے میں اتنا جان لینا کافی ہے کہ ہر لطیفے کا اپنا مقام سے بلند ہو کر اگلے لطیفے کے مقام تک بلند ہو کر اگلے لطیفے کے مقام تک رسائی حاصل کر لینا اس کی معراج تھا۔

حضور ﷺ کے نفس کاملہ کی معراج:

حضور نبی کریم ﷺ کے نفس کاملہ کو بھی معراج سے سرفراز فرمایا گیا ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ کا نفس پہلے نفس کاملہ کے قیام پر تھا تو پھر اسے معراج کے ذریعے کون سے اگلے مقام تک پہنچانا مقصود تھا۔ علماء وعرفاء کاملین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جب آنحضور ﷺ کی شریعت کو معراج ہوئی تو آپ ﷺ کا نفس کاملہ مقام قلب پر فائز کر دیا گیا جس کے بعد آپ ﷺ کا قلب اطہر ذات باری تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مہبط اور مصدر کلام ربانی ہو گیا۔

حضور ﷺ کے نفس کاملہ کی معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ کے پانچوں لطیفے (لطائف خمسہ) بھی معراج سے بہرہ ور ہوئے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

آنحضرت ﷺ کے لطیفہ قلب کو معراج نصیب ہوئی تو اسے لطیفہ روح کے مقام

تک رسائی حاصل ہو گئی یعنی معراج کے ذریعے آپ ﷺ کے قلب انور کو وہ منزل عطا ہوئی جس پر آپ ﷺ کی روح پاک متمکن تھی اس سے آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ عشق الٰہی کا گنجینہ بن گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے قلب مبارک کا حال اس بحر بے کراں کا سا ہو گیا جس میں عشق حقیقی کی موجیں ہمہ وقت متلاطم رہتی ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے لطیفہ روح کو معراج ہوئی تو اسے لطیفہ سر کے مقام تک رسائی حاصل ہو گئی جو باری تعالیٰ کے مقام مظہریت اور اس کی ذات وصفات کا مظہر و عکاس ہے اس معراج کے توسط سے آپ ﷺ کو مظہریت حق کے رنگ میں اس طرح رنگ دیا گیا کہ آپ ﷺ کی روح پاک ذات وصفات الٰہیہ کا مظہر اتم بن گئی لطیفہ سر کی معراج اس کے لطیفہ خفی تک عروج کا ذریعہ تھا چونکہ لطیفہ خفی کا مقام قرب ذات الٰہیہ کے جلوؤں سے معمور ہے اس لیے تاجدار مدینہ ﷺ کے لطیفہ سر کو معراج کرا کے تجلیات الٰہیہ کے جلوؤں سے معمور ہے اس لئے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے لطیفہ سر کو معراج کرا کے تجلیات الٰہیہ سے مستفیض ہونے کے قابل کر دیا گیا پھر آپ ﷺ کو قرب و وصال کی وہ منزل نصیب ہوئی کہ آپ ﷺ قاب قوسین کے مقام سے سرفراز ہو گئے جہاں محب و محبوب کے درمیان حسب ارشاد ربانی صرف دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (القرآن النجم، ۹:۵۳)

''پھر (یہاں تک بڑھے) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا''

مقام قاب قوسین پر حضور نبی اکرم ﷺ کو قرب کا وہ درجہ نصیب ہوا کہ اس سے زیادہ قرب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس کے ذریعے آپ ﷺ کے لطیفہ خفی کو معراج ہوئی جسے خفی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی حقیقت و جاہیت عالم بشریت اور عالم روحانیت کے کسی فرد پر آشکار نہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک قول اس مقام کے بارے میں بایں الفاظ منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے معرفت کے سمندر میں غوطہ لگایا تا کہ حقیقت مصطفوی ﷺ

تک کچھ رسائی حاصل کرسکوں کہ اچانک میں نے اپنے اور حقیقت مصطفوی ﷺ کے درمیان ایک ہزار نور کے پردوں کو حائل پایا۔ میں اگر پہلے پردے کے قریب جانے کی بھی جسارت کرتا تو یوں جل جاتا جس طرح بال آگ میں ڈالنے سے راکھ ہو جاتا ہے''

لطیفہ خفی کے بعد آپ ﷺ کے لطیفہ اخفی کو معراج نصیب ہوئی جس کے ذریعہ سرکار دو جہاں ﷺ کو ذات حق کے بے حجاب دیدار اور کلام کی نعمت سے نوازا گیا قرآن حکیم اس کا تذکرہ انتہائی بلیغ اور دلنشین انداز میں یوں فرماتا ہے۔

مَاذَا الْبَصَرَ وَمَا طَغٰی (القرآن النجم، ۱۷:۵۳)

''نہ نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھی''

اس مقام پر سارے حجابات مرتفع کر دیئے گئے اور صاحب معراج ﷺ اور حق تعالیٰ کے مابین کوئی پردہ حائل نہ رہا۔ پھر وہ عالم تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہیں ذات باری تعالیٰ کے بے حجابانہ دیدار اور گوش مبارک محبوبانہ کلام سے محظوظ ہو رہے تھے اس کیفیت کو قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے۔

انہ هو السمیع البصیر (القرآن، اسراء ۱۱:۱۷)

بے شک وہی خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔

معراج اور تحفہ نماز

معراج مصطفیٰ ﷺ تکمیل کو پہنچ چکی تو وہ لمحہ آیا جب حضور تاجدار رسالت ﷺ کو عالم لاہوت وملکوت سے عالم ارضی کی طرف مراجعت فرمانا تھی۔ محبوب حقیقی سے انتہائی قرب و وصال کے بعد جدائی کا تصور فطری طور پر حضور ﷺ کے لئے اضطراب کا باعث بنا۔ وصل کی لذتوں اور حلاوتوں سے سرشار ہونے کے بعد آنے والے ہجر و فراق کے لمحات کا طبع مبارک پر گراں گزرنا ایک فطرتی بات تھی اس لیے آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں التجا کی کہ اے باری تعالیٰ ان قرب و وصال کو نعمتوں کی محرومی کا کچھ مداوا ہونا چاہیئے۔ تو جواب ملا کہ اے محبوب ﷺ ہم ان کیفیات لازال سے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہتے

اس لیے آپ ﷺ کو الوداع کہتے ہوئے ہم ایک ایسا تحفہ عطا کر رہے ہیں جو عالم دنیا میں ہجر و فراق اور اضطراب کو وصل محبوب کے راحت و سکون میں بدل دے گا یہ تحفہ تیری امت کے لئے بھی ہے کہ اگر وہ معراج کی کیف و سرور آگیں لذات سے آشنا ہونا چاہے گی تو اسے بھی یہ کیفیت نماز کے ذریعے نصیب ہو جائے گی لیکن اس معراج المومنین تک رسائی حاصل کرنے کے لئے محنت اور تگ و دو کرنا پڑے گی کہ یہ مقام سعی پیہم کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔

معراج المومنین کی مصداق نماز بندہ و خالق کے درمیان ایسا تعلق بندگی استوار کرنے کا موجب بنتی ہے جس کے سب حجابات اٹھ جاتے ہیں اور قرب و وصال کی لذتیں نصیب ہونے لگتی ہیں اس قیام پر عاشق ربانی کو نماز کے علاوہ اور کسی چیز میں قرار نہیں ملتا۔ یہ مقام ہر اللہ کا بندہ حاصل کرسکتا ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ نماز کو کمال خشوع و خضوع اور استغراق و محویت کی کیفیت میں ڈوب کر ادا کیا جائے کہ اس طرح یہی نماز بندے کے لئے معراج کا پیش خیمہ بن جائے گی۔

نماز اور حجابات کا اٹھنا

نماز کی بدولت بندہ و خالق کے درمیان حجابات کیسے اٹھا دیئے جاتے ہیں اس مضمون پر ایک حدیث مبارکہ دلالت کرتی ہے جب بندہ کمال یکسوئی، محویت و استغراق سے نماز ادا کرتا ہے تو وہ خدا کی یاد میں اتنا مگن ہوتا ہے کہ اسے دنیا و ماسوا کی ہر چیز بھول جاتی ہے باری تعالیٰ اپنے اس بندے پر ناز کرنے لگتے ہیں اور فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان سب پردے اٹھا دیئے جائیں تا کہ وہ بندہ جس نے میری نماز کا حق ادا کر دیا ہے، میری نعمتوں سے بہرہ ور ہو جائے۔

اس کے برعکس جب اللہ عزوجل کا بندہ نماز میں یاد الٰہی میں مستغرق ہونے کی بجائے غیر اللہ کی یاد کا اسیر بن جاتا ہے تو فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ چونکہ وہ بندہ میری یاد سے غافل ہو کر دنیا و مافیہا کی محبت میں محو ہو گیا میرے اور اس کے درمیان پردے حائل کر دو

اس سے ظاہر ہوا کہ نماز میں اللہ عزوجل اور بندے کے درمیان تعلق عبودیت یکسوئی انہماک واستغراق اور محویت سے استوار ہوتا ہے اور یاد الٰہی میں اضافہ کے ساتھ پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ ان کیفیات کا فقدان اس تعلق کو کمزور کر دیتا ہے۔

اللہ عزوجل کے برگزیدہ اور صالح بندوں کے معمولات بندگی کے باب میں بیان کیا جاتا ہے تو جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خشیت الٰہی سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، چہرہ متغیر ہو جاتا اور رنگ زرد پڑ جاتا وہ اس عاشق زار کی طرح جو وصل محبوب کے انتظار میں گھڑیاں گن گن کر گزارتا ہے ایک گونہ وارفتگی اور سوز و گداز کا پیکر بن جائے اور وصل محبوب کا لمحہ ان کے لئے سرشاری اور جذب و مستی کی کیفیت کا حامل بن کر آتا۔

معراج کے درجے پر فائز نماز کی پہچان یہ ہے کہ اس میں داخل ہوتے ہی قلب وجان تغیر آشنا ہو جاتے ہیں اور خشیت ایزدی سے ان کا انگ انگ لرز جاتا ہے اور محویت و استغراق کے عالم میں وہ دنیا و ماسوا سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔

ہمارے آقا ﷺ کی نماز اور عبادت گزاریوں کے احوال جو احادیث مبارکہ کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حالتِ نماز میں آپ ﷺ کے روئے انور پر زردی کے آثار ظاہر ہو جاتے او بطن مبارک میں عشق الٰہی کی آگ بھڑکنے سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی دیگ جوش مار رہی ہو۔

حضرت عبداللہ بن سحر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ کی نماز کی کیفیات یوں بیان کی گئی ہیں''

میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا درآنحالیکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے بطن مبارک سے عشق الٰہی کی آگ بھڑکنے کی ایسی آواز آ رہی تھی جیسے دیگ پکنے کی آتی ہے''

حضور ﷺ کی شب زندہ داریوں کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہاں فرماتی ہیں کہ رات میری آنکھ کھلتی اور میں آقائے دو جہاں ﷺ کو بستر پر نہ پاتی تو

اندھیرے میں ٹٹولنے لگتی گھر کے کسی گوشے میں کوئی چیز میرے قدموں سے چھو جاتی تو مجھے پتہ چلتا کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ حالتِ نماز میں ہیں آپ ﷺ کا سجدہ اتنا طویل ہوتا کہ بعض اوقات مجھے گمان گزرتا کہ کہیں آپ ﷺ کی روح پاک قفس عنصری سے پرواز تو نہیں کر گئی۔

ایک روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے، کہ ایک رات میں نے حضور تاجدار رسالت ﷺ کو بستر پر نہ پایا میں نے آپ ﷺ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے قدم مبارک سے لگا جبکہ آپ سجدے میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ ۱: ۱۹۲)

حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ کا عبادت سے شغف اور ذوق اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ تنہائیوں میں بحالت سجود و قیام اپنی امت کی مغفرت کی دعائیں مانگتے بعض اوقات آپ ﷺ کا قیام اتنا طویل ہوتا کہ قدم مبارک متورم ہو جاتے۔

☆ نماز کس قدر اعصابی تناؤ سے برقی قوتوں میں اضافہ کا باعث ہو کر جسم انسانی کو مالا مال کر سکتی ہے جس کا اندازہ ہم کو صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے لطف و رغبت نماز سے مل سکتا ہے کہ وہ اس قدر محو لذت نماز ہوتے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی، تیر لگتے اور خنجر بھی نکالے جاتے تب بھی محبت الٰہی کی محویت کی وجہ سے خبر بھی نہ رہتی۔ جس کی مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی جنگ میں تیر پیوست ہونے پر حالتِ نماز میں تیر نکال لیا جاتا مگر آپ کو خبر بھی نہ ہوتی۔

☆ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ وہ با خدا بزرگ تھے جن کا زہد و تقویٰ کمال کو پہنچا ہوا تھا ان کے شب و روز نماز، تسبیح و تہلیل اور ذکر الٰہی میں بسر ہوتے تھے ان کی زندگی کا سورج نصب النہار سے ڈھل گیا تو بڑھاپے میں بڑھتے ہوئے ضعف و کمزوری کی وجہ سے کھڑے کھڑے ان کی ٹانگیں لڑکھڑانے لگتیں لیکن اس حال میں بھی ان کے معمولات عبادت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا سخت جاڑے کی ایک رات تھی حضرت مصلے پر کھڑے اپنی

سفید داڑھی کو ہاتھ سے بار بار کھینچتے اور روہانسی آواز میں گڑگڑا کر دعائیں مانگتے تھے کہ اے مولا! مالک بن دینار کے بڑھاپے پر رحم فرما۔

ان کے سیرت نگار لکھتے ہیں کہ انہوں نے ساری رات اسی طرح گزار دی اور گریہ وزاری اور مناجات کی کیفیت فجر تک برقرار رہی۔ پیرانہ سالی میں خشیت وخوف الٰہی کا یہ عالم تھا کہ کوئی لمحہ بھی محبوب حقیقی کی یاد سے خالی نہ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی حال میں واصل بحق ہو گئے۔

☆ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے ایک عارفہ کاملہ کو دیکھا کہ حالتِ نماز ہیں ان پر اس درجہ محویت اور استغراق وانہماک کی کیفیت طاری تھی کہ ایک بچھو نے چالیس مرتبہ انہیں ڈنگ مارا لیکن باوجود سخت تکلیف واذیت کے انہوں نے اسی حال میں نماز مکمل کی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اباجان! آپ نے ناحق اتنی تکلیف برداشت کی آپ بچھو کو اپنے ہاتھ سے ہٹا دیتے تو اس تکلیف سے بچ سکتے تھے اس عارفہ نے جواب دیا بیٹا ابھی تم چھوٹے ہو۔ جب بڑے ہو گے تو تمہاری سمجھ میں یہ بات آ جائے گی کہ جب کوئی اللہ عزوجل کے کام میں لگا ہو تو اسے اپنے حال کی خبر نہیں ہوتی۔

☆ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے دوسرے بزرگان دین کے احوال میں اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ انہوں نے فرض عبادت کے علاوہ زندگی بھر کثرت سے نوافل اور وظائف کی ادائیگی کو تواتر کے ساتھ اپنا معمول بنائے رکھا یہاں تک کہ ان پر بڑھاپا وارد ہو گیا اور قوائے جسمانی مضمحل ہو گئے لیکن باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے انہوں نے اپنے معمولات بندگی کو ترک کرنا گوارہ نہ کیا بلکہ آخری دم تک نفس کو مشقت میں ڈال کر مجاہدے اور ریاضت کی راہ کو اپنائے رکھا اگر کوئی انہیں پوچھتا ''حضرت! اس عمر میں اپنی جان کو ناقابل برداشت مشقت میں کیوں ڈالے ہوئے ہیں؟

اور یہ نفلی عبادتیں ترک کیوں نہیں کر دیتے؟ تو جواب دیتے کہ ہمیں یہ مقام جس مجاہدے کی بدولت نصیب ہوا۔ اسے عمر کے اس حصے میں چھوڑتے ہوئے ہمیں حیا آتی ہے ذکر اور عبادت میں مداومت ہمیشہ اللہ عزوجل کے بندوں کا شیوہ رہا۔

☆ یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری ہے کہ بندگان حق، اولیائے عظام اور عرفائے کاملین کے یہ معمولات عبادت ان کی طرف سے خود عائد کردہ اضافات نہیں تھے بلکہ آقائے دو جہاں ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تبع تابعین بزرگوں کے معمولات سے پوری طرح ہم آہنگ اور مطابقت رکھنے والے تھے۔ حضرت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زندگیاں آنحضور ﷺ کے اسوۂ کاملہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھیں اور ان کے احوال حیات پر آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کی چھاپ نمایاں نظر آتی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت کے باب میں منقول ہے کہ جب قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے وہ کسی مقام پر آتے جس میں کسی حوالے سے عذابِ آخرت کا ذکر ہوتا تو ان پر نشے کی حالت طاری ہو جاتی جو کئی دن برقرار رہتی اور احباب عیادت کے لئے ان کے گھر آتے۔ نفلی عبادت تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں اس بارے میں ایک حدیث قدسی منقول ہے جس میں اللہ رب العزت اپنے عبادت گزار بندے کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے۔

''میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے اس قدر قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ عطا کرتا ہوں''

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق ۲: ۹۶۳)

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ کثرت وتواتر کے ساتھ نوافل کی ادائیگی بندے

کو اس مقامِ محبوبیت پر فائز کر دیتی ہے کہ اس سے صادر ہونے والے تمام افعال ذاتِ باری تعالیٰ سے منسوب ہونے لگتے ہیں اور وہ بندہ اپنے رب کی امان میں آ کر ہر گناہ سے محفوظ کر دیا جاتا ہے جو اس سے بصارت سماعت، اور دیگر اعضاء جوارح کے راستے صادر ہو سکتے ہیں۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ طریقت کی راہ کا کوئی سالک اپنا روحانی سفر، بغیر نماز کے نہ کبھی طے کر سکا ہے اور نہ کبھی طے کر سکے گا۔ اس پر مستزاد اہل طریقت بلا استثنیٰ نمازِ تہجد کی پابندی کو زندگی بھر اپنا شعار رکھتے چلے آئے ہیں بلکہ بعض بزرگ ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے نمازِ تہجد کے علاوہ اپنے اوپر پانچ سو سے لے کر ڈیڑھ ہزار رکعت تک نوافل کو لازم کیا ہوا تھا اور یہ ان کا زندگی بھر معمول رہا۔ اہل صفا کے لئے نماز پنجگانہ کے بعد تہجد کی پابندی فرض کا درجہ رکھتی ہے ہمارے بعض اسلاف کے احوال میں مذکور ہے کہ جب وہ صبح ایک دوسرے سے ملتے تو اگر کسی کی نماز تہجد قضا ہو گئی ہوتی تو وہ پہچان جاتے اور اظہار تاسف کے طور پر کہتے کہ آج تم پر کیا افتاد پڑی کہ رات اہل اللہ کی مجلس سے غائب تھے۔

افسوس صد افسوس کہ آج دینی اقدار اس قدر روبہ زوال ہیں کہ ہمارے بعض نام نہاد صوفی اور طریقت کے نام نہاد دعوے دار نماز تہجد کی پابندی کو چنداں ضروری نہیں سمجھتے۔ شومئی قسمت سے ہم نے اپنے ہاں جس قسم کے تصوف کو رواج دے رکھا ہے وہ محض ڈھونگ اور طریقت کے نام پر ذاتی کاروبار چمکانے اور دنیاوی مال و متاع جمع کرنے کا ذریعہ ہے۔

نماز اور ابواب جنت کا کھلنا

حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جب کوئی بندہ نماز میں داخل ہوتا ہے اور اسے پورے تقاضوں کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس پر یہ آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں اس کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے یہاں اس کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

بابُ المعرفۃ (پہلا دروازہ):

نماز میں داخل ہوتے ہی جب بندہ کلمات ثناء اپنی زبان سے ادا کرتا ہے تو اس پر پہلا دروازہ ”باب معرفت“ کھول دیا جاتا ہے جس سے اسے معرفت الٰہی کا خزانہ عطا کر دیا جاتا ہے۔

باب الذکر (دوسرا دروازہ):

جب بندہ زبان سے تسمیہ کلمات (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) ادا کرتا ہے تو جنت کا دوسرا دروازہ جو باب الذکر سے موسوم ہے کھل جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بندہ ذکر الٰہی کی نعمتوں کا حق دار بن جاتا ہے۔

باب الشکر (تیسرا دروازہ):

بندہ جب ”الحمد للہ رب العالمین“ کے کلمات پر پہنچتا ہے تو اس کا دل احساس تشکر و امتنان سے مغلوب ہو جاتا ہے اور وہ بارگاہ ایزدی میں اس بات کا اعتراف و اقرار رکھتا ہے کہ وہ ذات بے ہمتا ہی تمام تعریفوں کی سزاوار ہے تو اس بندے پر باب الشکر کھول دیا جاتا ہے۔

باب الرجاء (چوتھا دروازہ):

جب بندہ الحمد کے بعد ”الرحمٰن الرحیم“ کے کلمات زبان پر لاتا ہے تو باری تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرا بندہ میری بے پایاں رحمتوں کا ذکر کر رہا ہے اس لیے اس پر باب الرجاء کھول دیا جائے۔

باب الخوف (پانچواں دروازہ):

جب بندہ قلب و روح کی گہرائیوں میں ڈوب کر مالک یوم الدین کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے تو گویا وہ خود کو ایک ملزم کی طرح سب سے بڑے بادشاہ کے دربار میں پیش کر دیتا ہے خوف خدا سے لرزہ براندام ہو کر جب وہ احساسِ جرم سے مغلوب ہو جاتا ہے تو رحمت پروردگار فرشتوں کو ندا دیتی ہے کہ میرے اس بندے پر ”باب الخوف“ کھول دیا جائے تا کہ خشیت الٰہی کی وجہ سے وہ میری رحمتوں سے نوازا جا سکے۔

Scanned with CamScanner

باب الاخلاص (چھٹا دروازہ):

ایاک نعبدو ایاک نستعین کہہ کر جب بندہ خدا کی بندگی کا اقرار کرتا ہوا اس سے استعانت کا طلب گار ہوتا ہے تو اس پر باب الاخلاص کھول دیا جاتا ہے جس سے اسے خالق حقیقی کی معرفت میں اخلاص نصیب ہو جاتا ہے۔

باب الدعاء (ساتواں دروازہ):

جب بندہ اھدنا الصراط المستقیم پر پہنچ کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سیدھی راہ پر چلنے کی ہدایت کا خواستگار ہوتا ہے تو فرشتوں کو جنت کا ساتواں دروازہ باب الدعاء کھول دینے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

باب الاقتداء (آٹھواں دروازہ):

آخر میں جب بندہ ''ولا الضالین'' تک پہنچتا ہے اور منعم حقیقی سے اس کے انعام یافتہ بندوں کے زمرے میں شریک ہونے کا طلب گار ہوتا ہے اور ان لوگوں سے بریت کا اظہار کرتا ہے جو ضلالت و گمراہی کی وجہ سے اس کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے تو فرشتوں کو جنت کے آخری دروازے ''باب الاقتداء'' کو کھولنے کا حکم دے دیا جاتا ہے اور اس طرح اس کی نماز معراج کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

نماز کے عظیم الشان فوائد

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا نماز دین کے لئے ستون کا درجہ رکھتی ہے اور اس کی ادائیگی سے دس برکات حاصل ہوتی ہیں۔

۱۔ دنیا اور آخرت میں چہرہ منور رہتا ہے۔
۲۔ قلبی و روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے۔
۳۔ قبر منور ہو جاتی ہے۔
۴۔ میدان عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔

۵۔ جسم امراض سے محفوظ رہتا ہے۔
۶۔ دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔
۷۔ بہشت میں حور و غلماں ملتے ہیں۔
۸۔ دوزخ کی آگ اور روز محشر کی تمازت آفتاب سے نجات مل جاتی ہے۔
۹۔ خدائے قدوس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
۱۰۔ جنت میں خدا تعالیٰ کے دیدار کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ و بن العاص سے روایت ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

''جو شخص نماز کی حفاظت کرے گا تو یہ اس کے لئے قیامت میں روشنی اور برہان بنے گی اور جو نماز کی محافظت نہیں کرے گا تو اس کے لئے روشنی، نجات اور برہان نہیں ہو گی اور وہ قیامت کے روز قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کی معیت میں ہو گا۔

(مشکوۃ بحوالہ مسند احمد دارمی، بیہقی)

حضرت سیدنا حسن ؓ کی روایت ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز پڑھنے والے کے لئے تین سعادتیں مخصوص ہیں۔ اول یہ کہ اس کے پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کی مانگ تک آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ اس کے قدموں سے لے کر فضائے آسمانی تک فرشتے اس کی محافظت کرتے رہتے ہیں تیسرا یہ کہ ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اگر اسے خدا کے ساتھ اپنا معلوم ہو جائے تو یہ نماز میں اس قدر مستغرق ہو جائے تو پھر اسے چھوڑ کر کسی اور جانب متوجہ ہی نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز کی استواری سے ہی دین اور دنیا بدل سکتی ہے تاجدار انبیاء حبیب کبریا ﷺ نے جب دعوت حق و صداقت کا آغاز کیا اور آپ ﷺ کا ساتھ دینے کے لئے چند پرستاران حق آگے بڑھے تو صورت حال یہ تھی کہ یہ لوگ ہر طرف سے اعدائے اسلام کے نرغہ میں محصور تھے صرف مکہ ہی نہیں پورا عرب ان کے خون کا پیاسا تھا

ان کا ظاہری کوئی مددگار نہ تھا ان لوگوں کی لاچاری و درماندگی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اس وقت رب ذوالجلال نے انہیں ان کے مرض کسمپرسی کا جو علاج بتایا وہ کیا تھا؟ یہی کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (نماز قائم کرو) وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ نماز اور ثابت قدمی کے ذریعے خدا کی مدد طلب کرو) اور جب ان تقدس مآب انسانوں نے حکیم مطلق کے اس نسخہ پر عمل کیا تو اس کے نتائج یہی تھے کہ وہ دنیا پر چھا گئے طبی نقطہ نظر سے غور کیجئے تو بھی نماز کے بہت سے فوائد ہیں جو شخص بھی نماز ادا کرے اسے نماز کی خاطر پاک و صاف رہنا پڑتا ہے پانچوں وقت وضو کرتا ہے، لباس صاف رکھتا ہے، غلاظت کی چھینٹ تک سے بچتا ہے جب خود صاف رہتا ہے تو اسے گھر سامان، برتن غرضیکہ سب کچھ صاف رکھنا پڑتا ہے اس طرح یقیناً ان کی صحت اچھی رہتی ہے۔

☆ نماز غلطیوں، خطاؤں اور گناہوں کو دھو دیتی ہے بندے کو پاک صاف کر دیتی ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ! یہ تو بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر جاری ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گا؟

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایسے شخص کے جسم پر کچھ بھی میل باقی نہیں رہ سکتا تو رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا یہ مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے نمازی کی خطاؤں کو مٹاتا رہتا ہے۔ (مشکوۃ ص ۵۷)

☆ مجالس سینہ میں ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے جا رہے تھے آپ نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک جانور سفید رنگ کا دریا کے کنارے پر دلدل اور کیچڑ میں لت پت ہوتا ہے پھر وہ کیچڑ سے نکل کر گہرے پانی میں غوطہ لگاتا ہے تو بالکل صاف ہو جاتا ہے وہ جانور پھر کیچڑ میں آیا اور خوب لت پت ہوا پھر نکلا اور گہرے پانی میں جا کر غوطہ لگایا تو وہ بالکل پاک صاف ہو گیا اور اس نے پانچ مرتبہ یوں ہی کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ جانور کیا کرتا ہے جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے اللہ

عزوجل کے نبی علیہ السلام! یہ جانور آپ کو حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کی شان و عظمت بتاتا ہے یہ کیچڑ امت کے گناہوں کی مثال ہے اور دریا کا صاف پانی نماز کی مثال ہے یہ گناہوں میں لت پت ہوں گے اور پھر نماز پڑھیں گے تو بالکل صاف ہو جائیں گے دن بھر میں پانچ مرتبہ یوں ہی ہوتا رہے گا۔ (احسن المواعظ ص ۱۵۶)

☆ ایک شخص دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے گناہ (صغیرہ) سرزد ہو گیا ہے لہٰذا اس گناہ کی سزا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہ مجھ پر قائم کیجئے یہ سن کر نبی رحمت شفیع امت ﷺ خاموش ہو گئے پھر نماز قائم ہوئی اور جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص پھر کھڑے ہو گئے اور اپنا معاملہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پڑھی ہے تو فرمایا جا اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ نماز کی برکت سے معاف کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت پاک نازل فرمائی جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

"اے بندے تو نماز کو رات دن میں قائم رکھ کہ نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں اور جب اس نے یہ حکم سنا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ صرف میرے لئے ہے تو فرمایا نہیں یہ حکم میری ساری امت کے لئے ہے۔ (مشکوۃ ص ۵۸)

☆ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر نکلے جبکہ موسم خزاں تھا، باہر گئے تو ایک درخت نظر آیا نبی اکرم ﷺ نے اس درخت کی دو ٹہنیوں کو پکڑ کر حرکت دی تو پتے نیچے گر گئے پھر فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ ﷺ فرمایا جب مومن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں (مشکوۃ ص ۵۸)

☆ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نیکیوں میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا نماز اس نے پھر عرض کی حضور اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا نماز! تیسری بار

عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا نماز پھر چوتھی بار یہی عرض کیا تو فرمایا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (ترغیب و ترہیب ص ۲۴۷)

☆ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب زواجر میں یہ حدیث نقل کی ہے جو شخص ہمیشہ پانچ وقت کی نماز باجماعت پڑھتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو پانچ انعامات عنایت فرمائے گا اوّل موت کی سختی سے بچائے گا، دوسرا قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گا، تیسرا حشر کے دن ایسا شخص نہایت امن کے ساتھ رہے گا، تا کہ اعمال اس کو داہنے ہاتھ میں ملے گا چوتھا پلصراط سے تیز اڑنے والے پرندے کی طرح گزر جائے گا پانچواں جنت میں بلا حساب و کتاب داخل ہوگا۔

مختلف اوقات کی نمازوں کی فضیلت و خصوصیت

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے مختلف مقامات پر فرداً فرداً پانچ وقتہ نمازوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

فجر و عشاء کی دو نمازوں کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

(بخاری الصحیح، ۱:۲۱۰، رقم ۵۴۸)، (مسلم الصحیح، ۱:۴۴۰، رقم ۶۳۵)

ان دو نمازوں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ فجر کے وقت انسان پر غلبہ ہوتا ہے ہوا کے خوشگوار اور خواب آور جھونکے اسے تھپکیاں دے کر خواب شیریں کی آغوش میں لے جاتے ہیں اور وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر گہری نیند کے مزے لینے لگتا ہے ان لمحات میں نیند سے بیداری نفس انسان پر بہت شاق گزرتی ہے اور شیطان ہر حربے سے اسے غفلت کی نیند میں پڑا رہنے پر اکساتا رہتا ہے ایک بندہ خدا میٹھی نیند اور آرام کو تج کر کے بستر سے نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو شیطان کی ساری محنت اکارت جاتی ہے۔

دوسرا عشاء کا وقت ہے جب انسان سارے دن کی تھکن چور کھانا کھاتے ہیں بستر

راحت پر دراز ہونا چاہتا ہے اور شیطان گونا گوں حیلوں بہانوں سے اسے عشاء کی نماز پڑھنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بندہ خدا نفسانی خواہشات اور شیطانی تزویراتی حربوں کے باوجود دن بھر کی تھکان اور کسلمندی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں نماز کے لئے حاضر ہو کر شیطان کے سارے عزائم خاک میں ملا دیتا ہے تاجدار رسالت ﷺ کا ان دو اوقات کے عبادت گزار بندوں کو جنت کی بشارت دینا اس حکمت کی بناء پر ہے کہ جو شخص فجر اور عشاء کی نمازوں کی ادائیگی کو اپنا معمول بنا لیتا ہے اس کے لئے باقی تین نمازوں کو ادا کرنا گراں نہیں ہوتا بلکہ ان کی پابندی اس پر نسبتاً سہل اور آسان ہو جاتی ہے اس کے برعکس ان دو نمازوں سے پہلو تہی کرنے والوں کو تاجدار مدینہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد مبارک میں منافقین گردانا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ''منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے بڑھ کر کوئی نماز بھاری نہیں۔ (بخاری، الصحیح، ۱: ۲۳۴، رقم ۶۲۶)

یہ ارشاد نبوی ﷺ ہمیں خود احتسابی اور محاسبہ نفس کی دعوت دیتا ہے کہ ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ کہیں ہم ان دو نمازوں کی ادائیگی میں تساہل اور غفلت کی بناء پر اپنا شمار منافقوں کے زمرے میں تو نہیں کرا رہے اس لئے کہ جو ان دو نمازوں کی پابندی کو اپنا شعار بنا لے گا۔ وہ زندگی بھر کبھی نفاق کے قریب نہیں پھڑک سکتا۔ قرآن مجید نمازوں میں غفلت اور سستی برتنے والوں کو بھی منافق قرار دیتا ہے اس لئے کہ ظاہراً نماز تو منافق بھی پڑھتے ہیں مگر ان کا دل نماز میں نہیں لگتا اور وہ اس طرح ادا کرتے ہیں گویا بادل نخواستہ بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہوں۔

اس تمام تر گفتگو کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ جہاں ترکِ نماز انسان کو ایمان کے دائرے سے نکال کر کفر کی سرحد تک لے جانے کا موجب ہے وہاں نماز میں تغافل و تساہل اسے حالت ایمان سے خارج کر کے منافقت کی حدود میں داخل کر دیتا ہے۔

منافقین کی نماز کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى (النساء ۴:۱۴۲)

''اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں''

تساہل، غفلت اور سستی کے باعث نماز میں خشوع وخضوع کا فقدان بندے کے دل کو رب کعبہ کی عبادت میں لگن نہیں رہنے دیتا۔ نتیجتاً اسے وہ لذت وحلاوت اور استغراق و انہماک کی ایک گونہ کیفیت نصیب نہیں ہوتی اور اس کی نماز بے حضور رہتی ہے تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ ایسی نام نہاد نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے اندر سے سیاہ رنگ کی کوئی چیز بددعا کرتی ہوئی باہر نکلتی ہے کہ اے بندے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے خدا تجھے بھی اس طرح ضائع کرے نمازِ عصر کی فضیلت کے باب میں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک لائق صد اعتناء وتوجہ ہے۔

من ترك صلوة العصر فقد حبط عمله

سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی

(بخاری، الصحیح، ۱: ۲۰۳ رقم: ۵۲۷) (نسائی، السنن ۱: ۲۳۶، رقم ۴۷۴)

قرآن حکیم میں اس نماز (عصر) کی محافظت کی تلقین بایں الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (القرآن البقرہ ۲: ۲۳۸)

تاجدار مدینہ ﷺ کے درج ذیل ارشاد مبارک میں فجر اور عصر کی نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے والوں کو نارِ دوزخ سے رہائی کی بشارت عطا فرمائی گئی ہے۔

''جس نے سورج کے طلوع ہونے سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے قبل یعنی فجر اور عصر کی نماز ادا کی وہ ہرگز آگ (دوزخ) میں داخل نہ ہوگا'' (مسلم، الصحیح، ۱: ۴۴۰)

بے نمازی کی سزائیں

جو لوگ دنیا میں اس صحت وتندرستی کی حالت میں اللہ عزوجل کو سجدہ نہیں کرتے یعنی (نماز نہیں پڑھتے) وہ قیامت کے دن بھی اللہ عزوجل کو سجدہ نہیں کرسکیں گے کیونکہ ان کی پشت تانبے کی تختی کی طرح اکڑ جائے گی قرآن پاک میں ہے۔

''قیامت کے دن لوگ سجدہ کرنے کے لئے بلائے جائیں گے مگر وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے۔ ان کی آنکھیں شرم کے مارے نیچی ہوں گی اور ان پر ذلت سوار ہوگی یہ لوگ آج کیسے سجدہ کرسکتے ہیں حالانکہ جب یہ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے تو تندرست ہونے کے باوجود سجدہ نہیں کیا کرتے تھے'' (سورۃ قلم آیت ۴۲ تا ۴۳)

نماز میں سستی کرنے والے کو قبر اس طرح دبائے گی کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں گے اور اس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی اور اس پر ایک گنجا سانپ مسلط کردیا جائے گا نیز قیامت کے روز اس کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔

سر کچلنے کی سزا:

سرکار مدینہ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا آج رات دو شخص یعنی جبرائیل علیہ السلام اور میکائل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے ارضِ مقدسہ پر لے آئے میں نے دیکھا کہ ایک شخص لیٹا ہے اور اس کے سرہانے ایک شخص پتھر اٹھائے کھڑا ہے اور پے در پے پتھر سے اس کا سر کچل رہا ہے نیز بار کچلنے کے بعد سر پھر ٹھیک ہوجاتا ہے۔ میں نے ان فرشتوں سے کہا سبحان اللہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا آگے تشریف لے چلئے (مزید مناظر دکھانے کے بعد) فرشتوں نے عرض کیا کہ پہلا شخص جو آپ ﷺ نے دیکھا یہ وہ تھا جس نے قرآن یاد کر کے بھلا دیا تھا۔ اور فرض نمازوں کے وقت سو جانے کا عادی تھا اس کے یہ برتاؤ قیامت تک ہوگا۔ (بخاری شریف سے مختصراً)

ہولناک کنواں:

جہنم میں ایک غیّ نامی وادی ہے اس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے اس میں ایک ہولناک کنواں ہے جس کا نام ہب ہب ہے جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے اللہ عزوجل اس کنویں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے یہ ہولناک کنواں بے نمازیوں، زانیوں، شرابیوں، سود خوروں اور ماں باپ کو تکلیف دینے والوں کے لئے ہے۔

نیز جہنم میں ایک لملم وادی ہے اس میں اونٹ کی گردن کی طرح موٹے موٹے سانپ

Scanned with CamScanner

ہیں ہر سانپ کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے جب یہ سانپ بے نمازی کو ڈسے گا تو اس کا زہر اس کے جسم میں ستر سال تک جوش مارتا رہے گا۔

قیامت کے نور سے محرومی:

تاجدار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان نماز کی پابندی نہ کرے تو قیامت کے دن نہ اس کے لئے کوئی نور ہوگا نہ بخشش کی سند ہوگی نہ ذریعہ نجات ہوگا بلکہ ایسے شخص کا حشر قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸)

قارون بنی اسرائیل کا ایک امیر وکبیر آدمی تھا۔ اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا کزن تھا۔ حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کہا، اس نے انکار کر دیا، دوسرے الفاظ میں خدا کے حکم سے انکار کر دیا کیونکہ زکوٰۃ کے لئے (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے اسے کہا تھا، اس کے انکار پر اللہ تعالیٰ نے اس کے مال و دولت کے ہمراہ اس کو بھی زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔

فرعون ایک کافر بادشاہ تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور جس کی خدائی کا دعویٰ ختم کرنے کے لئے اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا۔ ابی بن خلف مشرکین مکہ میں سے اسلام کا شدید دشمن اور تامرانِ مکہ میں سے تھا۔

مولانا ابن حجر مکی زواجر، عبد الرحمٰن صفوری نزہۃ المجالس میں اور شیخ احمد قشنی مجالس سینہ میں رقم کرتے ہیں کہ بے نمازی کا قیامت کے دن ان کے ساتھ حشر کیا جائے گا کیونکہ ان چاروں نے خدا کی عظمت کا انکار کیا، اور بے نمازی بھی خدا کی عظمت کا انکار کرتا ہے اکثر نماز چھوڑنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت اور سلطنت مل جاتی ہے تو اس کے دماغ میں فرعونیت پیدا ہو جاتی ہے اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور اعلیٰ خیال کرنے لگتا ہے اور سلطنت کے کاموں میں یوں منہمک ہو جاتا ہے کہ نماز پڑھنے کا اسے احساس تک نہیں ہوتا۔

فرعون بھی سلطنت پا کر خدا عزوجل کو بھول بیٹھا تھا اس لئے سلطنت کا کاروبار چلانے

والا بے نمازی فرعون کے ساتھ جائے گا۔

اکثر دیکھنے میں آیا اور مشاہدے کی بات ہے کہ جس شخص کے پاس مال و دولت ہو، وہ نماز سے غافل ہو جاتا ہے مال و دولت کی وجہ سے نماز چھوڑنے والے کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا نماز چھوڑنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انسان وزارت یعنی ملازمت اور مصاحت کی کوشش کرتا ہے اس کی وجہ سے نماز میں سستی کرتا ہے۔ ملازمت کو برقرار رکھنے کے لئے نماز کو چھوڑنے والا شخص قیامت میں ہامان کے ساتھ ہوگا اور تجارت میں محو رہ کر نماز چھوڑنے والے کا حشر ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

زنا اور قتل سے زیادہ گناہ:

حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا ایک عورت نے خواہشاتِ نفسانی سے مغلوب ہو کر زنا کا ارتکاب کر لیا، زنا سے حمل ٹھہر گیا۔ اور معینہ مدت کے بعد ایک بچہ پیدا ہوا جس کو اس نے قتل کر دیا بعد میں اس کو گناہ کا احساس ہوا وہ عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یوں عرض پرداز ہوئی۔

یا نبی اللہ! مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ جس سے میں توبہ کرنا چاہتی ہوں آپ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میری سفارش کریں کہ میرا وہ گناہ معاف کر دے موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ آپ کا گناہ کیا ہے؟ عورت نے عرض کی کہ مجھ سے زنا ہو گیا تھا جس سے میں حاملہ ہوگئی اور اس سے جو بچہ پیدا ہوا تھا اس کو میں نے قتل کر دیا، موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ سنا تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا اے عورت! یہاں سے نکل جا کہیں تیری نحوست سے آسمان شعلہ زن نہ ہو جائے عورت شرمندہ ہو کر واپس لوٹ آئی۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یا نبی اللہ! اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ آپ نے ایک توبہ کرنے والی کو کیوں نکال دیا؟ کیا آپ نے اس سے زیادہ گناہ گار شخص کو دیکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اس سے زیادہ برا اور گناہ گار کون ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا اس سے زیادہ گناہ گار شخص وہ ہے جس نے قصداً نماز کو ترک کر دیا۔

Scanned with CamScanner

پیارے اسلامی بھائیو! غور طلب بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں صرف دو نمازیں فرض تھیں اور جب ان دو نمازوں کا تارک زانیہ وقاتلہ عورت سے زیادہ برا ٹھہرا، ہم پر تو پانچ نمازیں فرض ہیں اب ان کے تارک تو اور بھی زیادہ بدتر ہوں گے۔

اہل وعیال سے محرومی:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی نمازِ عصر فوت ہو جائے، گویا وہ اپنے اہل وعیال سے محروم ہو گیا۔ (مشکوۃ ص ۶۰)

یوں تو نماز کے فوت ہونے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً سخت بیماری، کمزوری اور لاغری لیکن ان وجوہات میں بھی نماز معاف نہیں۔

لیکن عام طور پر نماز کے فوت ہونے کی دو وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ کہ انسان اپنی اولاد کے نان ونفقہ میں اس حد تک مصروف ہو جاتا ہے کہ نماز کی طرف دھیان ہی نہیں رہتا اور نماز فوت ہو جاتی ہے اور ہم مسلمان نماز کے فوت ہو جانے کا کوئی افسوس نہیں کرتے حالانکہ یہ اتنی افسوس کی بات ہے کہ اتنا افسوس بال بچوں کی ہلاکت اور مال و دولت کا بھی نہیں ہوتا لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ بال بچوں کی پرورش بھی تو از حد ضروری ہے میرے برادر ذرا سوچیں کہ جس خدا عزوجل نے آپ کو اولاد جیسی نعمت سے نوازا ہے کیا وہ ان کی حفاظت اور نگہبانی نہیں کر سکتا، یقیناً کر سکتا ہے بشرطیکہ آپ خود کو اس کے دربار میں پیش کر دیں بہر کیف صبح سے لے کر شام تک صرف بال بچوں اور کاروبار میں ہی وقت صرف کر دیں اور اللہ اکبر کی آواز یعنی اذان کے وقت اس کے دربار میں حاضر نہ ہوں تو یہ سراسر خسارے والی بات ہے اصل بات یہ ہے کہ بے نمازی کو نماز چھوڑنے کے لئے کوئی بہانہ چاہیئے۔

اللہ عزوجل ہم سب کو ایسے شیطانی بہانوں سے بچنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین یاد رکھیئے بے نمازی کی نحوست اس کے گھر والوں اور ہمسایوں میں سے ستر آدمیوں کو پہنچتی ہے۔

(درۃ الناصحین ص ۱۳۸)

نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کا نسخہ:

ایک شکایت عام ہے کہ نماز میں داخل ہوتے ہی ایسے وسوسے اور خیالات آنے لگتے ہیں جن سے توجہ پراگندہ اور منتشر ہو جاتی ہے اور نماز میں یکسوئی نصیب نہیں ہوتی لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ اس صورتِ حال کا ازالہ کیسے کیا جائے؟

نماز میں شیطانی خیالات اور وسوسوں سے بچنے کا ایک تیر بہدف اور موثر نسخہ پیش کیا جاتا ہے جس پر عمل کرنے سے کافی حد تک نماز میں یکسوئی حاصل کی جا سکتی ہے وہ یہ کہ نماز کے معانی ذہن نشین کر لئے جائیں اور اس کا مفہوم لفظاً لفظاً ازبر کر لیا جائے نماز میں داخل ہو کر ہر لفظ کے معنی پر غور کیا جائے مثلاً جیسے ہی لفظ ''سبحان'' زبان سے ادا ہو خدا کی بڑائی پاکیزگی اور تقدس کا تصور دل و دماغ میں گھر کر جائے اور نمازی پر یہ خیال حاوی ہو جائے کہ وہ سب سے بڑے بادشاہ کے دربار میں دست بستہ حاضر ہے جو ہر عیب اور نقص سے اس طرح پاک ہے کہ اس سے زیادہ پاکیزگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا جب نماز میں اس کی کبریائی کا ذکر آئے تو آسمانی اور دنیوی کائنات کی ہر شے سے اسے بڑا جانے اور ساری مخلوق اس کی عظمت کے آگے بے مایہ ہیچ اور حقیر نظر آنے لگے جب اس کی رحمت کا ذکر آئے تو پوری کائنات کے گوشے گوشے کو اس کی رحمت واسعہ محیط دکھائی دے اور تمام ملائکہ، جن وانس اس کی رحمت کے سوالی نظر آئیں حاصل کلام یہ ہے کہ نماز میں اللہ کی جس جس صفت کا بیان زبان پر آئے اس کی معنویت کا نقش دل پر بیٹھ جائے اگر نماز اس کے معنوں کے ساتھ ان کیفیات میں ڈوب کر پڑھی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ بندہ خیالات کی پراگندگی، ذہنی انتشار اور شیطانی وسوسوں سے نجات نہ پا جائے۔

نماز کے ظاہری آداب وشرائط

پہلا ادب وشرائط: (۱) طہارت:

نماز کا سب سے پہلا ادب پاکیزگی و طہارت ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ حالتِ نماز میں داخل ہونے سے پہلے جسم، جگہ اور لباس اچھی طرح سے پاک وصاف ہوں

Scanned with CamScanner

کیونکہ اس کے بغیر نماز کی ادائیگی کے شرعی تقاضے پورے نہیں کئے جا سکتے۔

دوسرا ادب (۲) ستر:

نماز کا دوسرا ادب ''ستر'' ہے یعنی جسم کے مخصوص حصے لباس سے ڈھکے ہوئے ہوں، فقہی اصطلاح میں اسے ''ستر عورت'' کہا جاتا ہے کتب فقہ میں مرد اور عورت کے جسم کے ان مخصوص حصوں کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے جن کا ڈھانپنا نمازی کے لئے از روئے شرع فرض قرار دیا گیا ہے ستر پوری طرح ملحوظ نہ رکھنے کی صورت میں نماز نہیں ہو گی۔

تیسری شرائط (۳) پابندی وقت:

نماز کا تیسرا ادب اسے وقت کی مقررہ حد کے اندر ادا کرنا ہے نماز ادا کرنے کی دو حدیں ہیں ایک شروع کرنے کی ابتدائی حد اور دوسری ختم کرنے کی آخری حد۔

اگر ان دو حدود کے اندر نماز ادا کی جائے تو وہ ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ مثلاً ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اگر آپ نے اس سے قبل نماز ادا کر لی تو وہ ظہر کی نماز تصور نہیں ہوگی اسی طرح نماز ظہر کی آخری حد اس وقت تک ہے جب تک سایہ سوا دو ہاتھ دراز ہو جائے اس کے بعد چونکہ نمازِ عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اس لیے ظہر کی نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ نماز عصر کا آخری حد غروب آفتاب سے قبل تک ہے۔ اسی طرح نماز مغرب غروبِ آفتاب کے بعد ہو گی پہلے نہیں اس کی بھی ایک آخری حد ہے جس کے گزر جانے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو طلوع فجر سے پہلے تک رہتا ہے۔

نماز پنجگانہ کے اوقات کی مقررہ حدود کی پابندی ہر مسلمان پر فرض کر دی گئی ہے نماز کے بارے میں پابندی اوقات سے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے'' (القرآن، النساء ۴:۱۰۳)

لہٰذا وہ نماز جو اوقاتِ مقررہ کے بعد ادا کی جائے گی، قضا نماز تصور ہوگی۔

چوتھی شرائط...... استقبال قبلہ:

چوتھا ادب نماز میں داخل ہونے سے پہلے اپنے آپ کو قبلہ رخ کھڑا کر لینا ہے۔

حالتِ نماز میں کھڑے ہونے سے پہلے چہرے اور پورے جسم کا قبلہ رخ کر لینا ضروری ہے تاہم حالتِ سفر میں اگر سمت قبلہ کا تعین کرنا ممکن نہ ہو تو انسان کو مجبوری کی بناء پر اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس صورت میں کسی بھی سمت رخ کر کے کھڑا ہونے سے نماز ادا ہو جائے گی۔

پانچویں شرائط نیت:

نماز کی پانچویں شرط زبان یا دل سے نماز کی نیت ہے نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں اس کو الفاظ میں بیان کرنا لازم نہیں کیونکہ نیت بہر حال دل کی کیفیت کا نام ہے۔

نماز کے ان ظاہری آداب کی پابندی کے بغیر شرعی اعتبار سے نماز مکمل نہیں ہوتی نماز بلا امتیاز ہر اس شخص پر فرض ہے جو شریعت کی نظر میں مکلف ہے۔

شرائط نماز اور جدید سائنس:

نماز ایک مکمل زندگی، بندگی، حیات اور ضیاء دارین ہے اسلام نے اس کو پڑھنے یعنی اس نماز کے عمل کو شروع کرنے سے قبل کچھ شرائط مقرر کی ہیں ان میں فرائض نماز، سنن نماز، واجبات نماز مستحبات نماز، مکروہات نماز، مفسدات نماز وغیرہ احکامات اسلامی تعلیمات میں ملتے ہیں۔ یعنی جس طرح کسی بھی ورزش شروع کرنے سے قبل اس کی تیاری کی جاتی ہے یا اس ورزش کی معلومات کر کے پھر اس عمل کو کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح چونکہ نماز ایک مکمل اور متوازن ورزش ہے اس لیے اس عمل کو شروع کرنے سے قبل اس کا علم ضروری ہے۔ چونکہ نماز علاج ہے دکھی لوگوں کا اس لئے اس شفائی عمل کو شروع کرنے سے قبل اس کا علم ضروری ہے وہ شرائط ہیں۔

جس طرح ایک شفائی دوا کی تیاری کے لئے جڑی بوٹیوں یا کیمیکل پھر اس کی تیاری کے اوزار اور اس کے ماہرین اس کا طریقہ، بالکل یہی چیزیں نماز کا بھی حصہ ہیں۔ چونکہ نماز کی ادائیگی ایک مکمل ہے اس لئے اس کے لئے ایسی جگہ جہاں کسی مرض کے جراثیم نہ ہوں کیونکہ بعض اوقات وہ جگہ جسے ہم ناپاک سمجھتے ہیں وہاں پیتھالوجی کے مطابق چھوتی

امراض کے جراثیم ہوتے ہیں کیونکہ گوبر میں تشنج آنتوں کے کیڑوں کے انڈے، ہیضہ اور ٹائیفائیڈ کے جراثیم ہوتے ہیں لیکن یہ تحقیقات تو اب ہوئی ہیں لیکن اسلام نے صدیوں پہلے اس سے آگاہ کر دیا تھا بالکل یہی کیفیت بدن کے پاک ہونے کی ہے کیونکہ جب مسلمان نمازی مسجد میں نماز کے لئے جائے گا تو اگر اس کے کپڑے اور بدن صاف نہ ہوئے تو اس سے مندرجہ ذیل نقصانات پھیلنے کے خطرات ہیں۔

نمازی کا بدن اگر صاف نہ ہوا اور اس کے بدن پر بے شمار قسم کے جراثیمی مارنے لگے ہوئے ہوں گے۔ تو یہی نماز دوسرے نمازیوں کے لئے ان چھوتی امراض کے پھیلانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ پھر اگر نا صاف کپڑوں اور ناپاک و ناصاف بدن نمازی جس جگہ بیٹھے گا تو وہاں یہ امراض کے پھیلانے کا ذریعہ بن جائے گا۔

مشہور سرجن بلکہ سرجری کے باوا کا قول ہے کہ ہم نے عمل تطہیر اسلام سے سیکھا ہے ایک بہترین معاشرے کے لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ اس میں اپنے رہنے والے تمام افراد آپس میں محبت، الفت اور ہمدردی سے ملیں اور رہیں یہ بات مشاہدے میں ہے کہ ناصاف بدن اور کپڑوں میں ملبوس شخص سے ہر آدمی گریز کرتا ہے اسلام نے نماز کے ذریعے سے آدمی کو معاشرے میں رہنے اور عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا ہے کہ وہ صاف اور پاک رہے تا کہ ہر شخص اس سے محبت کرے۔

انسان کی فطرت میں عزت اور وقار کے ساتھ رہنا لکھا ہے اگر یہی انسان اسلامی تعلیمات طہارت سے گریز کرے گا تو یہ طرح طرح کے نفسیاتی امراض میں مبتلا رہے گا جن میں سے سب سے بڑا مرض احساس کمتری کا مرض ہے اور اس مرض کی ابتداء ہوتے ہی یہ دیگر بے شمار نفسیاتی امراض میں مبتلا ہوتا چلا جائے گا۔

نماز کے باطنی آداب

نماز پڑھنے کے لئے قرآن میں جابجا اقامت الصلوۃ یعنی نماز قائم کرنے کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی صرف نماز پڑھنے کے ہی نہیں بلکہ اس کے

آداب و ارکان یعنی اطمینان، اعتدال، باطنی خشوع و خضوع کو ملحوظ رکھنا ہوتا ہے جس کے بغیر نماز ناقص ہو جاتی ہے۔

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص وضو کر کے پورے آداب اور کمال یکسوئی کے ساتھ بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتا ہے تو نماز اس کے حق میں دعا کرتی ہے کہ جس طرح تو نے میری حفاظت کی اللہ تعالیٰ اسی طرح تیری حفاظت کرے پھر وہ دعا آسمانوں کی طرف پرواز کرتی ہوئی عرش الٰہی کے کنگرے تھام کر کے اس نمازی کی بخشش و مغفرت کے لئے اللہ عزوجل سے سفارش کرتی ہے اس کے برعکس جو کوئی شخص اس حالت میں داخل نماز ہوتا ہے کہ اس کی زبان تو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہے لیکن اس کا دل دنیاوی معاملات میں الجھا ہوا ہو تو وہ نماز زبان حال سے اس شخص کے لئے بددعا کرتی ہے کہ اے بندے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح ضائع کرے وہ نماز پھر غلیظ کپڑے میں لپیٹ کر اس بندے کے منہ پر ماردی جاتی ہے اور اسے تاریکیوں میں پھینک دیا جاتا ہے جبکہ آداب کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز نورِ ایزدی کے جلوس میں عرشِ معلیٰ کی طرف پرواز کرتی ہے۔

نماز کی محافظت کا طریقہ:

نماز میں یک گونہ لذت و حلاوت کی کیفیت کا حصول اور اس کی محافظت صرف ایک ہی طریقے سے ممکن ہے وہ یہ کہ جو سوز و گداز، رقتِ قلب، گریہ و زاری اور لذت و حلاوت کسی ایک نماز میں نصیب ہو جائے جہاں تک ممکن ہو اس کیفیت اور جذب و حال کی محافظت کی کوشش کی جائے اور لوحِ دل پر اس کی یاد اس طرح نقش ہو جائے کہ اسے محو کرنا ممکن نہ رہے پھر اگلی نماز اسی کیفیت سوز و مستی میں سرشار ہو کر ادا کی جائے اور اس پر مداومت کے لئے رب کے حضور مسلسل گریہ و زاری اور دعا و التجا کو جاری رکھا جائے یہاں تک کہ لذت و کیفیات اور سرشاری کی وہ متاعِ گراں دوبارہ نصیب ہو جائے۔ پچھلے حال کی محافظت کے لئے ہمہ تن محو رہنا باطنی احوال کی اصلاح کا موجب بنتا ہے فطری طور پر

Scanned with CamScanner

انسان کا حال ہمیشہ یکساں نہیں رہتا کبھی انہماک واستغراق کسی خوش نصیب کو محنت وکاوش کے بغیر حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی مسلسل سعی وکاوش سے بھی یہ دولت ہاتھ نہیں آتی کوئی لمحہ خوبی قسمت سے ایسا آ جاتا ہے جو نشاط وآ گہی، لذت وحلاوت اور سرور وانبساط سے مالا مال کر جاتا ہے اور کبھی سالہا سال تک اس کے لئے دیدہ و دل رہتے ہیں اور وہ نعمت میسر نہیں آتی یہ صرف ہماری ہی حالت نہیں بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی جن کا ایمان اور روحانی مقام ہم سے بدر جہا تھا گاہے گاہے اس صورتِ حال سے دوچار ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ کچھ اصحابِ رسول ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب ہم آپ کی صحبت سے فیضیاب ہو کر گھر لوٹتے ہیں تو وہ ذوق وسرور، کیف ونشاط اور لذت وانبساط کی کیفیت جو ہمیں آپ کی مجلس میں نصیب ہوتی ہے باقی نہی رہتی کیا ہماری یہ حالت منافقت کی آئینہ دار تو نہیں؟ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اپنا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا "اے میرے جانثارو! وہ حال جو تمہیں میری مجلس میں نصیب ہوتا ہے اس کی محافظت ومداوت تمہارے شعار بن جائے تو پھر فرشتے آسمان سے تمہاری تعظیم وتکریم کے لئے تمہارے آگے پیچھے دائیں بائیں تم سے مصافحہ کرنے قطار اندر قطار زمین پر اتر آئیں۔" (صحیح مسلم. ۲۳۵۵)

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ان الفاظ میں اس طرح انتہائی دل نشین انداز سے اس نکتے کی توضیح کر دی کہ تغیر حال بتقاضائے بشریت ایک فطری اور طبعی امر ہے جس سے کسی کو مضر نہیں اور اگر اس تغیر حال سے مستثنیٰ ہے تو وہ اللہ عزوجل کا برگزیدہ نبی ہے جو ہر حال میں مخلوق کی طرف متوجہ رہتے ہوئے بھی توجہ الی الخالق سے لمحہ بھر کے لئے غافل نہیں ہوتا۔

حال کی محافظت کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ فرشتے بھی تمہارے ہم رکاب ہو کر سلامی کے لئے حاضر ہونے لگیں، اس امر کا غماز ہے کہ فی نفسہ محافظت قابل عمل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے انہیں اس بات

کی تسلی بھی دی کہ حال کا متغیر رہنا منافقت بلکہ بشری تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر اپنے احوال کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ہمارے ظاہر و باطن، قول وفعل اور دیگر معاملات زندگی میں تضاد کذب بیانی، نفاق اور فریب دہی کا عمل دخل تو نہیں ہے کہیں لاشعوری طور پر غیبت کے مرتکب ہو کر ہم قرآن حکیم کے الفاظ میں اپنے مسلمان بھائی کا مردہ گوشت تو نہیں کھا رہے۔ ہماری خود تنقیدی پر مبنی سوچ اور خود احتسابی کا رویہ ہماری نفسانی کمزوریوں کے بہت سے گوشے بے نقاب کرنے میں ممد ثابت ہوگا۔ اور بہت سے تضادات کو ہم پر واضح کر دے گا اور ہم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ ہمارے زبانی دعوے اور عمل کے درمیان کس حد تک عدم مطابقت پائی جاتی ہے یہ محاسبہ نفس اگر انسان کے ارادے دین کارفرما ہو جائے اور یہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے تو اس کی بہت سی متاحتیں از خود مفقود ہو جائیں گی۔

۲۔ استقبال قبلہ کا باطنی ادب:

نماز کے ظاہری ادب کا تقاضا نماز میں انسان کا اپنے چہرے کو جسم سمیت قبلہ رُخ رکھنا یعنی حالت نماز میں چہرہ اور دیگر اعضاء کعبہ کی جانب متوجہ کر لئے جائیں ایسا کئے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی استقبال قبلہ کا باطنی ادب یہ ہے کہ بندے کا دل ہر آن اور ہر ساعت رب کعبہ کی طرف جھکا رہے اور تمام تر قلبی و باطنی توجہات کا مرکز ومحور ذاتِ خداوندی رہے۔ ظاہری ادب جہاں جانب کعبہ یک سمتی کا متقاضی ہے وہاں اس کے باطنی ادب کا تقاضا ماسوا اللہ سے بے نماز ہو کر اپنی باطنی توجہات کا سراسر ذاتِ باری تعالیٰ کی جانب مرکوز کر دینا ہے۔ رب العزت جہتوں اور سمتوں سے پاک ہے، لہٰذا قلبی توجہ کو کلیتاً اس کی طرف منعطف اور مرتکز کر لینا وہ باطنی ادب ہے جو محافظت حال سے متصل اگلا قدم ہے پھر جس طرح نماز ظاہری حالت میں قبلہ رخ ہوئے بغیر ادا نہیں ہو سکتی اس طرح قلب وروح اور باطن کو ربِ کعبہ کی طرف متوجہ کئے بغیر نماز نامکمل اور بے روح رہتی ہے جب تک ہر ساعت اور ہر آن دل اسی کی یاد میں سرشار نہ ہو۔ نماز کے اس باطنی ادب کی تکمیل نہیں ہو پاتی۔

قرآن حکیم میں اس باطنی ادب کا ذکر یوں ہوا ہے۔

(یہ وہ لوگ ہیں کہ) ان کے نرم بچھونوں سے ان کے پہلو جدا رہتے ہیں (اور تہجد میں) اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور (اس کی رحمت) سے امید کرتے ہوئے پکارتے ہیں'' (القرآن، الم السجدہ ۳۲/۱۶)

اس آیت کریمہ میں ان نفوس قدسیہ کا تذکرہ ہے جن کے پہلو رات کی خلوت میں بھی ان کے بستروں سے جدا رہتے ہیں اور امید و بیم اور خوف و رجاء کے عالم میں ہر گھڑی وہ اپنے رب کی یاد کو حرزِ جاں بنائے رہتے ہیں یہ کیفیت عشق کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ یہ عشق و محبت اور جنون کی باتیں عقل و فرد کے پیمانے پر نہیں کی جا سکتیں، عشق اور جنون کے اپنے آداب ہوتے ہیں جن کی تفہیم کے بغیر یہ مضمون سمجھ میں نہیں آ سکتا محبوب سے تعلق یگانہ استوار کرنے میں بیم و رجاء پہلو بہ پہلو رہتے ہیں عاشق کو اس بات کا خوف ہمہ وقت دامن گیر رہتا ہے کہ مبادا کسی لمحے بالا رادہ یا بے ارادہ کوئی قدم ایسا اٹھ جائے جو محبوب کی طبع نازک پر ناگوار گزرے گویا اس کے لئے غیر شعوری طور پر محبوب کی بے ادبی کا تصور بھی سوہان روح بن جاتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر لحظہ محبوب کی خوشنودی اور رضا کی اُمید دل کو ڈھارس دیتی ہے اور ہر آن دل کے شبستانوں میں آس و امید کے چراغ روشن رہتے ہیں، چشم امید اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کی طرف لگی رہتی ہے۔

۳۔ نیت کا باطنی ادب:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے نیت کے بغیر نماز عام حرکات و سکنات کا مجموعہ تو ہو سکتی ہے لیکن اسے نماز قرار نہیں دیا جا سکتا نیت قلبی کیفیت کی آئینہ دار ہوتی ہے جس کا باطنی ادب مشاہدہ جمال محبوب اور اس کی حضوری کی تڑپ و لگن ہے جو کہ طالب حق کی آخری منزل ہے یہی اضطراب و بے قراری اس منزل کی طرف عاشق کو سرگرم سفر رکھتی ہے جو اس کا منتہائے مقصود تھا حقیقت میں یہی وہ قیام ہے جس کے لئے اس نے اتنے جتن کئے اور طریقت کے کٹھن سفر کی اتنی صعوبتیں جھیلیں اور اسے کتنی جاں گسل آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔

قرآن مجید اس مقام کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

يدعون ربهم بالغدوة والعشى (الانعام: ۵۲)

''جو صبح شام اپنے رب کو صرف اس کی رضا چاہتے ہوئے پکارتے ہیں۔

عشاق حق صبح و شام اور رات گئے عبادت میں صرف اس لئے مشغول و منہمک رہتے ہیں کہ وہ محبوب کے رخ زیبا کے طلبگار ہوتے ہیں ان کا مدعا اور منتہائے مقصود فقط محبوب کی ایک جھلک دیکھنا ہوتا ہے اور وہ ہمہ وقت اس کے جمال کے بے حجاب نظارہ کرنے کے آرزو مند رہتے ہیں، ہجر و فراق کے صدمے وہ صرف اس لئے جھیلتے ہیں کہ انہیں وہ ساعت سعید نصیب ہو جائے جو بارگاہ محبوب میں حاضری کا مژدہ جانفزا لئے آتی یہی ان کی معراج ہے اور اسی کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان، عرفاء و صوفیاء اور اللہ کے برگزیدہ اور صالح بندے آرزو مند اور طلب گار رہے یہی عشاق حق کی منزل مقصود تھی پریشانیوں اور محرومیوں کا مداوا جمال محبوب کو بے نقاب دیکھنے سے ہی ہوتا ہے۔ اور اسی کے لئے وہ تڑپتے اور پھڑکتے رہے ان کی بیماری کا علاج سوائے دیدارِ محبوب کے اور کچھ نہیں۔

تحویل قبلہ کی حکمتیں

جیسا کہ پچھلے صفحات میں بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ نماز کی حالت میں قبلہ رو ہونا داخل ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کعبہ مکرمہ کی چند خصوصیات کا اظہار کیا جائے۔

۱۔ کعبہ کا مرکزیت حاصل ہونے کا تاریخی و تمدنی، جغرافیائی اور بین الاقوامی ثبوت یہ ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ جس کی طرف تمام عالم کے مسلمان اپنا رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں مکہ مکرمہ میں واقع ہے لغات کی کتابوں میں مکہ ناف زمین کو کہا گیا ہے انسان کے جسم میں ناف بھی تقریباً وسط میں ہوا کرتی ہے چونکہ مکہ مکرمہ میں تین آباد براعظموں ایشیا یورپ اور افریقہ کے وسط میں واقع ہے اس لئے یہ نام حقیقت بن گیا ہے۔

۲۔ کرہ ارض کی آباد دنیا کا اوسط شمال اور جنوب میں عرض بلد اور طول بلد کے لحاظ سے ۲۰ درجہ قرار پاتا ہے اور مکہ مکرمہ ساڑھے اکیس درجہ پر واقع ہے اس لئے تقریباً وسط ہو سکتا ہے

اسلام کو چونکہ امت وسط کہا گیا ہے اس لئے اس کا مرکز (کعبہ) کو جغرافیائی اعتبار سے بھی وسط دنیا میں رکھا گیا ہے تا کہ مرکزیت کا مقام حاصل رہے۔

۳۔ کعبہ کی طرف رخ کرتے ہی اس کے معمار حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی مبارک زندگی نظروں کے سامنے آجاتی ہے اور کلمہ پاک کی سر بلندی کے لئے ان کی قربانیوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔اس کے ساتھ ہی ہادی برحق محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے گلزار ابراہیمی کو اپنے خون سے سینچ کر حیات تازہ بخشی ہے تو پھر نمازیوں میں خشوع وخضوع کی لہریں موجزن ہو جاتی ہیں اور نمازیں بے سرور نہیں رہتیں۔

۴۔ ظاہری یکجہتی اختیار کرنا باطنی توجہ کو یکجا کرنے میں مددگار رہتی ہے اس لئے نماز میں استقبال قبلہ کا لزوم عائد کیا گیا ہے۔

۵۔ جب کوئی کسی کے گھر کا رخ کرتا ہے تو اس کا مقصود مکین سے بھی شرف حاصل کرتا ہے اس کے آداب وخلاص وتحائف مالک ہی کے لئے ہوا کرتے ہیں اس لئے بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنا گویا یا رب کعبہ ہی کو پانا مقصود ہوا کرتا ہے۔

۴۔ اسلام نے کعبہ شریف کو خدا پرستوں کا قبلہ قرار دیا اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کا محتاج نہیں۔وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میرے حکم کی اطاعت کون کرتا ہے اور خلاف ورزی کون کرتا ہے؟ خدا تعالیٰ کو صرف اپنے حکم کی اطاعت منظور ہے اور حکم کی مخالفت سے نفرت فرما کر اس پر تیری لعنت کرتا ہے۔

۷۔ جسمانی عبادت کی خوبصورتی اتفاق واتحاد کی صورت میں ہوتی ہے اسلام کی نظر اتفاق باہمی اور قوتِ اتحاد پر بھی ہے۔اتفاق باہمی اور قوتِ اتحاد کی صورت بغیر ایک طرف متوجہ ہونے کے نہیں ہو سکتی اس فرض کو نماز کی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اتحاد باہمی کو یہاں بھی ملحوظ رکھا تا کہ دنیا کے مسلمانوں کی یکجہتی سے اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ یہ یک دل ہو کر معبود یکتا کی عبادت کر رہے ہیں اور ان کا جس طرح خدا ایک ہے قبلہ بھی ایک ہے عبادت کو اتفاق اور یگانگت کی صورت میں لانے کے لئے جہتِ کعبہ کو لازم کیا گیا ہے۔

نماز کا تمام عبادات سے افضل ہونے کی حکمتیں

۱۔ نماز کی حالت میں کوئی دنیاوی کام نہیں کیا جا سکا کیونکہ اس میں سارے اعضاء پر مکمل کنٹرول ہوتا ہے جبکہ دوسری عبادت میں دنیاوی کام بھی ہو سکتے ہیں حج میں تجارت اور روزہ میں دنیاوی کاروبار ہو سکتے ہیں۔

۲۔ نماز تمام فرشتوں کی عبادات کا مجموعہ ہے کہ کوئی فرشتہ رکوع میں ہے کوئی فرشتہ قیام میں ہے کوئی فرشتہ سجدہ میں ہے۔

۳۔ نماز سب پر فرض ہے، زکوۃ غریب پر فرض نہیں، حج غریب پر فرض نہیں اور روزہ مسافر پر فرض نہیں لہٰذا یہ عبادت عام ہے۔

۴۔ نماز روزانہ ادا کی جاتی ہے جبکہ روزے سال میں ایک بار، زکوۃ سال میں ایک بار حج عمر میں ایک بار۔

۵۔ نماز سارے ظاہری باطنی اعضاء سے ادا ہوتی ہے روزہ صرف منہ اور پیٹ ہے لہٰذا یہ ہر عضو کی عبادت ہے نمازیں عبودیت کی پوری شان بدرجہ اتم واکمل پائی جاتی ہے۔یعنی جس میں ہمارا دل، ہماری زبان، ہماری آنکھ، ہمارے کان اور ہمارے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضائے جسمانی اپنے اپنے طبعی فرائض کو پورے اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ بجالائیں اور ہمارے تمام ظاہری قویٰ شریک عبادت ہوں یہ شان عبودیت باقی لدکان میں سے صرف نماز میں پائی جاتی ہے اس لئے نماز تمام عبادات سے افضل ہے۔

۶۔ نماز میں جہاد کا انداز بھی ہے دیکھو نمازی نے جب وضو کیا تو گویا اس نے زرہ پہن لی اور جماعت جب کھڑی ہوئی تو امام کی حالت سپہ سالار کی سی ہوگئی اور قوم کی حالت لشکر کے مثل سمجھو کہ صف باندھ کر کھڑی ہے مقام جنگ گویا محراب ہے سب لوگ امام کی اقتداء میں قدم جمائے ہوئے ہیں۔اور نصرت و فتح کے طالب ہیں جہاد میں جب فتح نصیب ہوتی ہے تو مالِ غنیمت تقسیم ہوتا ہے اور نماز میں امام جب سلام پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فضل تقسیم کرتا ہے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ نتیجہ یہ نکلا کہ جس مومن مخلص نے نماز ادا کی اس نے

Scanned with CamScanner

زکوٰۃ بھی ادا کی اگرچہ اس کے پاس مال نہ تھا اور اس نے حج بھی کیا گو اس کو استطاعت نہ تھی اور اس نے روزہ بھی رکھا گو اس کو قدرت نہ تھی اور اس نے جہاد بھی کیا گو اس کو قوت سے سروکار نہ تھا لہٰذا نماز جامع عبادت ہے جو اپنے اندر تمام ارکان کی کسی نہ کسی حد تک ظاہری و باطنی شان رکھتی ہے اب سمجھو کہ نماز کیا چیز ہے اور اس میں کیا کیا راز و نیاز ہیں لہٰذا ہمیں نماز کو کبھی بھی ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

پنج وقتہ نمازیں فرض ہونے کی حکمتیں

۱۔ دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد مسلمانوں پر پانچ مصیبتیں آتی ہیں اوّل موت، دوسری قبر، تیسری حشر کا میدان، چوتھی پل صراط، پانچویں جنت کا دروازہ بند ہونا خدا تعالیٰ نے ان مصیبتوں کے رفع کرنے کے لئے پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔

۲۔ دن اور رات میں پانچ حالتیں ہیں صبح، دوپہر، سہ پہر، شام، رات چنانچہ نمازیں بھی پانچ رکھی گئیں تاکہ دن رات کی ہر حالت کی ابتداء اللہ عزوجل کے ذکر سے ہو فجر کی نماز (صبح) بیداری کے وقت ظہر کا وقت ایسا ہے کہ کاروبار سے فارغ ہو کر دوپہر کے کھانے کے بعد نماز ادا کرو، پھر آرام کر کے سہ پہر کے وقت نماز عصر ادا کر کے کاروبار میں لگ جاؤ شام کے وقت مغرب کی نماز ادا کی جاتی ہے اور رات کے وقت عشاء کی نماز ادا کر کے سو جائے کیونکہ معلوم نہیں کہ پھر صبح ہو یا نہ ہو جیسا کہ کسی نے کہا سونے والے اللہ اللہ کر کے سو کیا خبر تیری صبح ہو یا نہ ہو (حسن نماز ص ۳۴۲)

۳۔ نزہتہ المجالس میں پانچ نمازوں کی خصوصیت کی وجہ یہ لکھی ہے کہ (۱) فجر اور عشاء کا وقت قبر اور قیامت کی تاریکی کے مشابہ ہے جس نے نماز عشاء پڑھی اس کی قبر میں نور کیا جائے گا اور فجر کے بدلے دوزخ اور نفاق سے براءت ہے۔ ظہر کے وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے جس نے یہ نماز پڑھی وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ نہیں، عصر کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں گندم کا دانہ کھایا اور جس نے یہ نماز پڑھی اس پر جہنم کو حرام کیا جاتا ہے، مغرب کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی جس نے یہ

نماز پڑھی وہ خدا سے مانگے گا اسے عطا کیا جائے گا۔

۴۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انسان کو پانچ ظاہری اور پانچ باطنی حسیں دی گئی ہیں اس لئے ان پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ غیاث اللغات میں ہے کہ حواس خمسہ ظاہری پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ شامہ (سونگھنا) باصرہ (دیکھنا) سامعہ (سننا) لامسہ (چھونا) اور ذائقہ چکھنا۔ حواس باطنی بھی پانچ ہیں یعنی حسیں مشترک (وہ حس جو سب میں مشترک ہے) (شعور) خیال، واہمہ (وہم) حافظ (یاد رکھنا) متصرفہ (روحانی قوت سے تصرف کرنا)

انسان کی پیدائشی حالت بھی پانچ ہیں (نطفہ، علقہ، مضغہ، عظما، لحما) انسان کی حالتیں بھی پانچ ہیں یعنی بیٹھنا، سونا، لیٹنا، جاگنا، اور اٹھنا ان سب کے شکرانے میں پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں یہ کہا جاتا ہے کہ پانچ نمازوں سے انسان کی پانچ وقتوں پر اللہ عزوجل کی طرف سے حفاظت کی جاتی ہے اور وہ پانچ وقت ہیں (۱) موت کی سختی، (۲) قبر کا عذاب (۳) حشر کی وحشت (۴) پل صراط سے گزرنے کا وقت (۵) اور جنت میں بغیر حساب کے داخلہ ملنا۔

۵۔ شریعت میں پاک کرنے والے پانچ غسل تھے۔ جنابت کا غسل، حیض کا غسل، نفاس کا غسل، اسلام لانے کا غسل شرطیکہ حالتِ جنابت میں مسلمان ہوا۔ پانچویں میت کا غسل، ظاہر کی ناپاکیوں سے موت زندگی میں یہ پانچ غسل پاک کرنے والے مقرر ہوئے مگر سب سے بڑی ناپاکی گناہوں کی ہوتی ہے اور جو گناہ ظاہر میں ہوتا ہے وہ بالضرور ظاہر کے ان پانچ حواسوں کی مدد سے ہوتا ہے لہٰذا یہ پانچ نمازیں جو درحقیقت پانچ غسل ہیں مقرر کئے گئے تاکہ نماز پڑھنے والے سب طرح کے گناہوں سے پاک ہو جائیں۔

بخاری شریف میں ہے تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مثال یہ ایک نہر کی ہے جو ہر مسلمان کے گھر کے آگے ہی جا رہی ہے، پھر جو شخص یہ پانچ نمازیں پڑھے گویا اس نے پانچ دفعہ نہر میں غسل کیا، جس طرح ہر روز پانچ دفعہ نہانے والے کے بدن پر میل باقی نہ رہے گا اسی طرح نماز پڑھنے والے کے گناہ باقی نہ رہیں گے۔

Scanned with CamScanner

۶۔ انسان میں ظاہر کے حواس پانچ ہیں۔ آنکھ، ناک، کان، زبان اور گرمی سردی کی پہچان ان پانچ حواس کے شکریہ میں یہ نمازیں فرض ہوئیں ہر ایک حواس کے مقابلہ میں ایک نماز مقرر ہوئی۔ پانچ حواس ہیں اس لئے پانچ نمازیں مقرر ہوئیں۔ (احسن المواعظ ۱۳۱)

۷۔ انسان کی حیات میں پانچ حالتیں ہیں۔ لیٹنا، بیٹھنا، سونا، کھڑا ہونا ان پانچوں حالتوں میں رحمتِ الٰہی کا اور نعمت مولا کا بندوں پر مہینہ برستا ہے ہر ایک حالت میں بے شمار نعمتیں ہیں ایک ایک حالت انسان کی مجموعہ ہے خدا کی نعمتوں کا جن کی تفصیل بڑی مشکل ہے پھر ہر ایک نعمت کا الگ الگ شکر کرنا اور بھی زیادہ مشکل کام ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے پانچوں حالتوں کی ساری نعمتوں کا شکریہ ان پانچوں نمازوں میں رکھا اور یہ پانچ نمازیں فرض کر دیں جس مسلمان نے یہ نمازیں پڑھ لیں اس نے اپنی نزدیک حالت کا اور خدا تعالیٰ کی ہر ایک نعمت کا شکریہ ادا کر دیا۔ (حوالہ سابق)

۸۔ شب معراج اولاً پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی تھی جن میں 45 وقت کی معافی ہوگئی رب تعالیٰ کے ہاں نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

من جاء باالصنة فله عشرا مثالها. (القرآن)

لہٰذا اب نمازیں پڑھنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہیں۔

پنجوقتہ نمازیں فرض ہونے کی حکمتیں

نماز پنجوقتہ کی پابندی سے پابندی اوقات اور ادائے فرض کا احساس پیدا ہوتا ہے روزانہ پانچ مرتبہ ذرا ذرا سی دیر کے لئے ٹھیک وقت پر دنیوی کاروبار چھوڑ کر اپنا فرض عبودیت ادا کرنے کے لئے دربارِ خداوندی میں حاضری دینا ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں کو اس بات کا سبق دیتی ہے کہ اپنے تمام دنیاوی کاموں میں وقت کی پابندی اوز ادائے فرض کا احساس کریں یہ ایک ظاہری امر ہے کہ جس طرح تغیر اوقات (اوقات کے بدلنے) کا اثر انسان کے جسم پر پڑتا ہے ایسا ہی اس کی روحانیت پر بھی ایک مخصوص اثر پڑھتا ہے ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہی کہ جو پانچ وقت ہماری نماز کے لئے اسلام نے مقرر

کئے ہیں ان سے بہتر روحانیت پر اثر ڈالنے کے لئے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت نہیں۔

مومن کی ہر حالت اللہ عزوجل کے ذکر سے شروع ہونی چاہیئے جس کی ابتداء اچھی ہو امید ہے کہ انتہا بھی اچھی ہوگی۔

۱۔ فجر کا وقت:

صبح کے وقت جب تمام فضا میں سکوت طاری ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز بزبانِ حال اپنے خالق و مالک کی حمد و ثنا کے گیت گاتی ہے اور پرندے اپنے میٹھے اور سریلے راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں انسان کی روح خود بخود اپنے پیدا کرنے والے کی طرف کھینچتی ہے اور اس میں ایک عجیب کیفیت و سرور پیدا ہو جاتا ہے چونکہ اس وقت ایک نورانی منظر سے روح پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے اس سے خالق کائنات نے حکم دیا کہ انسان اس وقت ذکر الٰہی میں مصروف ہو اور روحانی غذا حاصل کرے۔

۲۔ اے لوگو قیامت میں تم اپنے رب کی زیارت سے شرف کئے جاؤ گے لیکن دیدار الٰہی کے حاصل کرنے کا مجرب عمل اگر تم سے ہو سکے تو صبح کی نماز ہے اسے کبھی نہ چھوڑنا اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں نہ رات ہوگی نہ دن (بخاری شریف)

۳۔ رات بھر انسان کے پاس دو فرشتے رہتے ہیں جو کہ عین عصر کی نماز میں آئے تھے اب رات رہ کر عین صبح کی نماز کے وقت جاتے ہیں آسمان پر پہنچنے کے بعد رب تعالیٰ ان سے سوال کرتا ہے کہ بتاؤ تم جب گئے تھے بندے کیا کرتے تھے؟ اور جب تم آئے ہو تو بندے کیا کرتے تھے؟

ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم گئے تو انہیں نماز پڑھتے دیکھا اور جب آئے تب نماز میں مشغول چھوڑا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان ہی نمازیوں کو تم نے مفسد اور خون ریز کہا تھا اے ملائکہ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا پس ملائکہ کے قول **(اتجعل فيها من يفسد فيها)** کے لئے صبح کے وقت نماز مقرر ہوئی (حسن نماز ۴۴۴)

۴۔ پہلی امتوں کی عمر زیادہ عبادت بہت زیادہ اس امت کی عمر کم بھارت تھوڑی پھر ثواب میں اس امت کو اور امتوں پر شرف اس لیے بطفیل سیّد المرسلین ﷺ ان کی نیند کو بھی عبادت میں شامل کرنے کے لئے یوں ارشاد فرمایا جس نے عشاء کی نماز پڑھ کر آدھی رات کا ثواب حاصل کیا تھا اگر وہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھے ساری رات کی عبادت کا عابد ہوگا۔

آدھی رات کی عبادت تو عشاء کی نماز میں پوری ہوئی آدھی رات باقی تھی وہ صبح کی نماز پڑھوا کر پوری کردی اب نمازی مفت میں قائم الیل ساری رات کا عابد ہوگیا۔ (احسن المواعظ)

۵۔ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں آئے تو رات کی کالی صورت دیکھ کر ڈر کر ساری رات خوف سے روتے رہے صبح ہوئی تو آپ کی وحشت دور ہوئی آپ نے اس کے شکریہ میں دو رکعتیں پڑھیں حق تعالیٰ نے اس امت پر وہی نماز فرض کردی یہ امت پہلی گھاٹی کالی قبر کے اندھیرے کا پہلے سے فدیہ دیتی ہے۔ شکریہ بعد میں ہوتا ہے، فدیہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام رات کی تکلیف اٹھا چکے تھے یہ امت قبر کے اندھیرے کی بالکل تکلیف نہ اٹھائے گی۔ (نماز و دعا) جس نے فجر کی نماز وقت پر پڑھی خدا اس کو دوزخ اور نفاق سے براءت عنایت کرے گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۱۸)

۲۔ظہر کا وقت

۱۔ ظہر کے وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پس جس نے اس وقت نماز پڑھی وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل آیا گویا آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۱۸)

۲۔ ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ کی آگ بھڑکائی جاتی ہے اس جوش وخروش میں دوزخ سے آواز نکلتی ہے قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون (القرآن)

مسلمان نمازی لوگوں نے نجات پائی خدا کے حکم سے، دوزخ خود اپنے منہ سے اقرار کرتی ہے کہ نمازی میرے اندر نہ آئے گا وہ بالکل مجھ سے دور رہے گا اب ضرور ہوا کہ اس وقت میں خدا تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی امت کو نماز کا حکم فرمائے اور نماز پڑھوا کر دوزخ سے بچائے اس لئے ظہر کے وقت نماز فرض ہوئی حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص ظہر کی

نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کرے گا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔

(احسن المواعظ ۱۳۳)

۳۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک دن کچھ یہودی لوگوں نے سرکار ابد قرار شافع روز شمار ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں اور ان نمازوں کے یہ خاص وقت مقرر کئے یہ کیوں کئے اس میں کیا حکمت ہے؟ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کے وقت کے تعین کا یہ سبب ہے کہ اس وقت یہ ملائکہ آسمان پر اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں بندوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے بندوں پر ظہر کی نماز فرض فرمادی تاکہ ان نمازوں کو ملائکہ کا ساتھ میسر ہو جائے اور جو دعائیں وہ کریں وہ قبول ہوں اور ان کے عمل فوراً آسمان پر چڑھ جائیں اے یہود یہ حکمت ظہر کی نماز کی ہے۔ (مجالس سینہ) (احسن المواعظ ص ۱۷۵)

چوتھی حکمت:

دنیا میں سورج بہت روشن کرہ ہے غیر پرست لوگ اسے پوجتے ہیں سورج کے طلوع ہونے سے قبل اس کی پوجا شروع ہو جاتی ہے اور سورج بھی دوپہر تک روشن ہوتا چڑھتا چلا آتا ہے مگر دوپہر کے وقت ڈھلنے لگتا ہے اور وہ غرہ (چمکنا) باطل ہو جاتا ہے اس کا ڈھلنا اس کے باطل ہونے کی نشانی ہے جب سورج ڈھل گیا تو خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگو صبح سے دوپہر تک باطل خدا یعنی سورج کو غیر پرستوں نے پوجا اے ہمارے پوجنے والو! تم کہاں سوتے ہو؟ ہمیشہ سے ہمیشہ تک ایک ہی حال پر قائم و دائم رہنے والے خدا کی عبادت کرو ظہر کی نماز پڑھو۔ کفار پر سورج پرستی سے غضب نازل ہوا تم پر نماز کی وجہ سے رحمت نازل ہوگی۔ (نماز و دعا ص ۶۶) (احسن المواعظ ۱۳۴)

پانچویں حکمت:

نور کے تڑکے خدا کی یاد سے فارغ ہو کر نمازی اپنے دنیاوی کاروبار میں لگ جاتا ہے

Scanned with CamScanner

اور بارہ ایک بجے تک اس طرح مشغول رہتا ہے کہ اسے ضرورت ہوتی ہے کہ تھوڑی سی دیر کے لئے اپنا کام چھوڑ کر آرام کر لے تا کہ آدھے دن کی تکلیف دور ہو جائے اس موقع پر اسلام ظہر کے وقت حکم دیتا ہے کہ اس آرام سے پہلے وہ صرف دس پندرہ منٹ کے لئے اپنے معبود حقیقی کا شکریہ ادا کر لے اور چونکہ وہ صبح سے دنیاوی کاروبار میں مشغول ہے اس لئے اپنی روحانی غذا و ضرورت سے بھی محروم رہے۔

چھٹی حکمت:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز سے باہر نکلے تو چھوٹی سی عمر میں معبود حقیقی کی تلاش تھی رات کے وقت تارے ملاحظہ کئے تو کہا یہ میرے معبود ہیں؟ مگر جب وہ چھپنے لگے تو فرمایا کہ یہ تارے خدا نہیں ہو سکتے اتنے میں چاند نکلا آپ نے چاند کو بھی دیکھ کر فرمایا کہ شاید میرا خدا یہ ہے صبح کے قریب چاند بھی غروب ہوا آپ نے فرمایا بھلا چھپنے والا کب خدا ہو سکتا ہے۔ جب دن نکلا تو آج پہلا ہی دن ہے جو آپ نے سورج کو مشرق سے نکلتا دیکھا نہایت خوش ہو کر فرمایا لو اب خدا مل گیا یہ سورج ضرور خدا ہے اور بہت بڑا خدا ہے مگر جب وہ ڈھلنے لگا اور زرد ہونے لگا تو فوراً آپ نے اس سے بھی احتراز کیا اور یہ فرمایا: لئن لم یهدنی ربی لا کونن من القوم الضالین! ترجمہ: اگر مجھے میرا مولا ہدایت نہ کرے گا تو میں بالضرور غیر پرست بن جاؤں گا پھر فوراً ہی خدائے حقیقی معبود برحق کی طرف توجہ فرمائی، اللہ عزوجل کو یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہت پسند آئی۔ پھر پسندیدہ بات چاہتی مخلوق کو عنایت فرمائی عین سورج کے ڈھلنے کے وقت امت محمدیہ ﷺ پر ظہر کی نماز جو مؤخذانہ عبادت تھی فرض کر دی تا کہ ظہر کی نماز پڑھنے والوں کا حشر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ ہو ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ قیامت میں وہی لوگ ہوں گے جو ان کی پیروی کریں گے۔

ساتویں حکمت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام حکمِ الٰہی عزوجل سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح

کرنے کے لئے مکہ معظمہ سے منیٰ تک لے گئے قریب دوپہر کے آپ نے اسماعیل علیہ السلام کو باندھ کر ذبح کرنے کے لئے لٹایا اس وقت خلیل علیہ السلام کو چار فکر تھے۔ ایک بڑا فکر حکم الٰہی کا پورے طور سے ادا کرنا کہ بڑا مشکل کام تھا جو محض اسی کے فضل سے ادا ہوا۔ دوسرا فکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کہ کیا تھوڑی عمر میں ذبح ہونا منظور کر لیا تیسرا فکر یہ تھا کہ والدہ اسماعیل علیہ السلام کو کیا جواب دوں گا؟ چوتھا فکر یہ تھا کہ اب حاجرہ تنہا جنگل میں رہ کر کس طرح عمر بسر کرے گی؟ مگر جب اللہ تعالیٰ نے یہ سارے غم غلط کر دیئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچایا، دنبہ قربانی کے لئے بھیجا اس عرصہ میں سورج ڈھل گیا ظہر کا وقت آ گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان چار غموں کے رفع ہونے کے شکریہ میں چار رکعتیں ادا کیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آپ کی اس وقت کی عبادت پسند فرمائی بجنسہ اسی وقت اسی طرح کی چار رکعتیں امتِ محمدیہ ﷺ پر فرض فرمائیں تا کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی امت کے نمازیوں کو ابراہیم علیہ السلام سے نسبت اور آپ کی اطاعت اور پیروی کا تعلق پیدا ہو کر اس امت کا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ حشر ہو جائے۔ (نماز، ج ۱، ص ۴۵)

۳۔ عصر کا وقت:

پہلی حکمت:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر ان کے افعال کی نگہبانی کرنے والے، باتوں کو لکھنے والے فرشتے کراماً کاتبین مقرر کئے پھر رات کے فرشتے اور ہیں دن کے فرشتے اور۔ دن کے فرشتے عصر کے وقت جاتے ہیں اور رات کے وقت آتے ہیں رات کے سارے فرشتے عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جب دن کے فرشتے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عصر کے بعد حاضر ہوتے ہیں تب اللہ عزوجل ان سے سوال کرتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ عصر کی نماز پڑھتے تھے ارشاد فرمایا کہ تم انہیں خون ریز اور مفسد کہتے تھے پھر اب تم ہی کہتے ہو کہ وہ نماز پڑھتے تھے ملائکہ نے دو کلموں سے آدم کو جہاں بھر کے گناہوں موجب ٹھہرایا اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز عطا فرما کر تمام

Scanned with CamScanner

جہاں کے گناہوں سے بندوں کو پاک صاف کر دیا اور جس طرح ملائکہ نے آسمان پر آدم کو مفسد اور خون ریز کہا تھا عصر کی نماز پڑھوا کر سارے آسمان کے ملائکہ سے عصر کی نماز پڑھنے والوں کو عابد، زاہد، نمازی کہلوا دیا ان ہی معترض فرشتوں سے ہی ہمارے لیے مغفرت کی دعا کروادی۔

کعب بن احبار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! جب چار رکعتیں عصر کے وقت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ادا کرے گی چودہ طبق کے ملائکہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں گے کوئی ایک فرشتہ بھی دعا کرنے سے باقی نہ رہے گا اور جس کے لئے ملائکہ دعا کریں گے ہم اسے عذاب نہ دیں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کیا شانِ رحمٰن ہے۔ جس گروہ نے بنی آدم کو گنہگار کہا اور ان پر طعن کیا تھا، گنہگاروں کے لئے اس قوم سے دعائے مغفرت کرائی پھر ان گنہگاروں کو اپنے فضل سے فرشتوں کی دعا کا بہانہ رکھ کر بخش دیا۔ (نماز و دعا ص ۴۸)

دوسری حکمت:

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان پر قبر کے سوالات مقرر کیے ہیں یہ انتہائی مشکل اور سخت وقت ہے بڑی بے بسی اور بے کسی کا موقع ہے جب خدا تعالیٰ کو یہ مشکل اپنے بندوں پر آسان فرمانی منظور ہوئی تو یہ عصر کی نماز ان پر فرض فرمائی نیز قبر میں خواہ رات ہو یا دن صبح ہو یا شام۔ جب مردہ سوال و جواب کے لئے زندہ کیا جاتا ہے تو اسے یہ نظر آتا ہے کہ گویا عصر کا وقت ہے اور سورج چھپنے کے لئے تیار ہے اور افسوس کہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اب نکیرین نہایت کرخت آواز سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ یہاں بندہ نماز کا عاشق نماز کے غم میں ایسا منہمک ہے کہ اسے نکیرین کے سوال کی مطلق پرواہ نہیں کرتا نماز کے ترک ہونے سے خدا تعالیٰ کے غصہ سے ڈر رہا ہے پھر جو خدا سے ڈرا اسے غیر کا ڈر کیا؟ پس خدا نے عصر کی نماز اس حکمت کے لئے فرض کی ہے کہ بندہ مومن اس وقت

نماز کا عادی رہے اور قبر کے سوال کے وقت نماز کو یاد کرے اور اس کا دل ادھر متوجہ ہو جائے اور اس شغل کے سبب منکر نکیر کی آواز نغمہ سے بھی زیادہ نرم ہو جائے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بہت دفعہ دنیا میں بھی ایسا ہو چکا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نہایت مرغوب شے کے شغل میں مشغول ہوتا ہے تو اسے توپ کے چلنے کی بھی خبر نہیں ہوتی اسی طرح قبر میں بھی ہو تو کیا تعجب ہے۔ (احسن المواعظ ص ۱۳۷)

تیسری حکمت:

حضرت یونس علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے چار اندھیروں میں قید کیا اوّل دریا کا اندھیرا دوئم مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، سوم اس مچھلی کو ایک اور مچھلی نے نگل لیا تھا اس کے پیٹ کا اندھیرا، چہارم رات کا اندھیرا، جب حضرت یونس علیہ السلام نے ان اندھیروں سے گھبرا کر مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں سجدہ کیا اور لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین سجدہ میں پڑھا اور مچھلی کو حکم ہوا کہ بہت جلد یونس علیہ السلام کو زمین پر نکال دے حکم الٰہی عزوجل سنتے ہی مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے اگل ڈالا تو یہ عصر کا وقت تھا حضرت یونس علیہ السلام نے ان چار اندھیروں سے نجات پانے کے شکریہ میں چار رکعتیں پڑھیں خدا تعالیٰ کو یہ نماز پسند آئی وہ چاروں رکعتیں اسی وقت میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض فرما دیں حضرت یونس علیہ السلام نے ان چاروں اندھیروں سے نجات پائی، عصر کی نماز پڑھنے والے بری موت، برے خاتمہ، قبر کے اندھیرے، پل صراط کے اندھیرے سے، قیامت کے اندھیرے سے نجات پائیں گے۔

(احسن المواعظ ص ۱۳۶)

چوتھی حکمت:

عصر کا وقت اہل دنیا کی بے حد مشغولیت کا ہے ہر ایک شخص دنیا کے کاروبار دوکان، بازار، سیر وغیرہ کاموں میں مشغول ہوتا ہے۔ کفار کی طرح مسلمان بھی دنیا کی محبت اور کاروبار میں مشغول ہو گئے تھے مگر اللہ عزوجل کی توفیق نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کفار سے

Scanned with CamScanner

مسلمانوں کو الگ کرنے کی غرض سے عصر کی نماز کا حکم دیا اور پھر اسی نماز کی حفاظت کا نہایت تاکیدی حکم فرمایا۔ **حافظوا علی الصلوت والصلوة الوسطی**. لوگو! نمازوں کی محافظت کرو مگر عصر کی نماز کے لئے خاص اہتمام کیا کرو۔

کیونکہ جس طرح تم دنیا میں عصر کی نماز کے لئے کفار سے الگ ہو کر مسجدوں میں آ گئے اسی طرح جب کافر اور مسلمان حشر میں ایک جگہ جمع ہوں گے یکا یک حکم ہوگا، **وامتازوا الیوم ایھا المجرمون** اے کافرو، گنہگارو! مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ جس طرح لوگ دنیا میں تم سے الگ ہوئے۔'' عصر کی نماز کے لئے اسی طرح آج یہ تم سے الگ ہوں گے جنت میں جانے کے لئے مسلمان دنیا میں دنیا کو چھوڑ کر مسجدوں میں گئے کفار بدستور دنیا میں مشغول، ہنستے بولتے خوش ہوتے رہے آج مسلمان کفار کو روتا چھوڑ کر جنت میں جائیں گے پس عصر کی نماز میں یہ حکمت اور راز مخفی ہے۔ مسلمانو! اس کی بڑی حفاظت کرو۔ (احسن المواعظ ۱۳۸)

پانچویں حکمت:

نور کے تڑکے خدا تعالیٰ کی یاد سے فارغ ہو کر نمازی اپنے دنیاوی کاروبار میں لگ جاتا ہے بارہ ایک بجے تک کاروبار میں مشغول رہنے کے بعد پھر خدا تعالیٰ کی یاد نمازِ ظہر کی صورت میں کرتا ہے پھر کاروبار میں لگ جاتا ہے عصر کے وقت دنیاوی کاروبار کے بعد روحانی غذا دی جاتی ہے تاکہ اس کے دن بھر کے مشاغل کی ابتداء اور انتہا ذکر الٰہی پر ہو اور اس میں سرمایہ داری اور مادہ پرستی کے جراثیم پیدا نہ ہونے پائیں۔

۴۔ مغرب کا وقت:

پہلی حکمت:

مغرب کے وقت خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی پس جس نے اس وقت نماز پڑھی وہ خدا سے جو کچھ مانگے گا اسے عطا ہوگا۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۱۸)

دوسری حکمت:

مغرب کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ اور آپ کی توبہ قبول ہوئی حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت شکریہ کی نماز پڑھی اللہ تعالیٰ نے بھی یہ امتِ محمدیہ ﷺ کے لئے نماز کا وقت مقرر فرمایا جو شخص مغرب کی نماز پڑھے گا تمام دن کے گناہوں سے پاک ہو جائے گا جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی۔ (نماز و دعا ص ۵۱)

تیسری حکمت:

کیسا بڑا روشن دن ختم ہوا، سورج غروب ہوا، کالی رات آئی جو مخزن ہے موذیات اور بلاؤں کا، ایک اندھیرا ہزاروں آفتیں۔ ادھر رات ہوئی بظاہر حفاظت کے سارے ذریعے گم ہوئے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام ساری دنیا زہر ہلاہل اور سم قاتل ہے ایک فقط ہمارے نام میں شفاء ہے اس لئے لازم ہوا کہ شام ہوتے ہی نماز پڑھی جائے کہ اس نام کی برکت سے ساری رات موذیات سے محفوظ ہو جائیں کیونکہ نماز میں سجدہ ہے سجدہ میں بندہ اپنے رب تعالیٰ سے نہایت قریب ہوتا ہے دوست کا قرب حاصل کر کے دشمن کے خوف سے مامون ہو گئے دوست نے مغرب کی نماز پڑھ کر دوست کو اپنا کر لیا پھر دشمن کی ہر طرح کی اذیت سے امن ہوا۔ (احسن المواعظ ص ۱۳۹)

چوتھی حکمت:

بعض جاہلوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا اور آپ کی والدہ کو خدا کی بی بی بنایا (معاذ اللہ)

جب یہ قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سنا تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا باری تعالیٰ تو جانتا ہی ہے کہ میں نے اپنی قوم سے یہ کہا ہے ''میں اللہ عزوجل کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور وہ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میں سخت بیزار ہوں حکم ہوا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام تم اس معاملے میں بالکل بری اور پاک ہو تمہارے ذمہ کچھ وبال نہیں یہ حکم سن کر عیسیٰ علیہ السلام نے مغرب کے وقت دو رکعتیں شکریہ میں

Scanned with CamScanner

پڑھیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو دونوں الزاموں سے بری کیا تھا، ایک رکعت مریم علیہ اسلام نے پڑھی کیونکہ بی بی مریم علیہ اسلام پر خدا کی بیوی ہونے کا الزام تھا جب خدا تعالیٰ نے مریم علیہ السلام کی بریت منظور کر لی تو آپ نے ایک رکعت پڑھی خدا تعالیٰ نے یہ تینوں رکعتیں جو دراصل بریت نامہ تھا اپنی پیاری مخلوق تاجدار مدینہ ﷺ کی امت کو عنایت کیں اس کے پڑھنے والوں کی ہر ایک گناہ سے توبہ اور مغفرت قبول ہوگی۔

(احسن المواعظ ص ۱۳۸)

پانچویں حکمت:

حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس یا ایک اور روایت کے مطابق اسی سال تک حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں غمگین رہے مگر خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ قاصد لایا آپ کے چہرہ پر ڈالا خدا تعالیٰ نے اس کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی بینائی روشن کی اور آپ کا سارا غم غلط ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کے شکریہ میں تین تین رکعتیں پڑھیں ایک بصارت کے واپس آنے کا شکریہ دوسری رکعت حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ سلامت ہونے کا شکریہ وہ نماز حق تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر فرض فرمائی اور امت مسلمہ پر بھی فرض کی۔

کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان مغرب کی نماز پڑھتا ہے دروازے آسمان کے کھل جاتے ہیں اور جو دعا کرتا وہ قبول ہوتی ہے جو حاجت طلب کرتا ہے وہ ملتی ہے پس جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی مراد مغرب کے وقت پوری ہوئی اسی طرح جو مغرب کی نماز پڑھے گا اس کی مرادیں بھی اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا۔

(احسن المواعظ ص ۱۳۹)

چھٹی حکمت:

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی شام کو تین رکعت کا حکم ہوا تھا اور ہمیں بھی تین رکعت کا حکم ہے تاکہ قیامت کا حساب آسان ہو، آگ سے نجات ہو اور بڑی گھبراہٹ سے پناہ ملے۔

وقتِ عشاء:

حکمتِ اوّل:

عشاء کے وقت کا اندھیرا قبر اور قیامت کے اندھیرے کی صورت ہے والصلوٰۃ نور ترجمہ اور نماز نور ہے، علاج اور دفعیہ مرض کے ضد اور مخالف کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے ایسے اندھیرے کے وقت میں عشاء کی نماز فرض ہوئی تاکہ اس عبادت اور نماز کا نور دفع کر دے قبر کے اندھیرے کو پس جو عشاء کی نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے قبر میں نورِ کامل عطا کرے گا۔

حدیث پاک میں آیا ہے خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے اے نبی ﷺ اپنی امت کو خوشخبری سنا دو کہ جو بندہ اندھیرے میں نماز کے لئے مسجد میں جائے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پورا نور عنایت فرما کر سامنے بلائے گا۔ (احسن الموعظ)

حکمت دوئم:

عشاء اور صبح کا وقت قبر اور قیامت کی تاریکی کے مشابہ ہے جس نے عشاء اپنے وقت پر پڑھی یا اس کے پڑھنے کے لئے چلا خدا تعالیٰ اس کو قبر میں اور قیامت میں نور عنایت کرے گا۔ (نزہۃ المجالس ۲۱۸)

حکمت سوئم:

سونے سے پہلے عشاء کے وقت یادِ خداوندی کرنی پڑتی ہے کہ رات بھر روحانیت کا اثر رہے اور اس طرح دن رات کی تمام زندگی دائرہ عبدیت میں آ جائے۔

حکمت چہارم:

سوتے وقت جاگنے کی انتہا ہے نیند جو ایک طرح کی موت ہے شروع ہو رہی ہے نماز پڑھ کر سوئے شائد یہ آخری نیند ہو کہ اس کے بعد قیامت ہی کو جاگے۔ (اسرار الاحکام ص ۲۸۳)

حکمت پنجم:

حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام دن چار غموں میں مبتلا رہے اپنی جان کا سمندر سے سالم

پار اتر جانا۔ پھر سارے لشکر بنی اسرائیل کا پار ہونا، پھر فرعون کے ہاتھوں سے نجات پانا اور فرعون اور لشکرِ فرعون کا غارت ہونا عشاء کے وقت اللہ تعالیٰ نے ان چار غموں سے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی موسیٰ علیہ السلام بھی پار اتر گئے بنی اسرائیل بھی پار اترے۔ فرعون کے ہاتھ سے نجات پائی اور آئندہ کے لئے فرعون اور اس کا لشکر سامنے غارت کیا گیا۔

واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون ترجمہ: سب کے سامنے فرعون کو مع لشکر کے غرق کر دیا عشاء کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار غموں کے رفع ہونے کے شکریہ میں چار رکعتیں پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ وہی چار رکعتیں حضور تاجدار ﷺ کی امت کے لئے فرض کر دیں ان سے بھی یہ چار رکعتیں پڑھوا کر چار غموں سے نجات بخشی برے فاقہ کے غم سے، قبر کے غم سے، قیامت کے غم سے، دوزخ کے غم سے سب سے نجات دی۔ (احسن المواعظ ص ۱۴۱)

حکمت ششم:

قرآن مجید کا ارشاد ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت و یرسل الاخری۔

اللہ عزوجل مرنے والوں کی روحیں قبض فرماتا ہے جس کی موت نہیں وہ سوتے وقت مرنے کی صورت ہوتا ہے پھر جس کی اجل آئی وہ سوتے سوتے مر گیا جس کی زندگی تھی وہ اٹھ بیٹھا۔ معلوم ہوا سوتے سوتے بھی موت آتی ہے حدیثِ پاک کا یہ حکم ہے کہ جو جس عمل میں جس خیال میں مرے گا قیامت میں وہی عمل کرتا ہوا اٹھے گا ایک شخص احرام کی حالت میں اونٹ سے گر کر مرا آپ ﷺ نے فرمایا فانه یبعث یوم القیامة علیھا یہ بندہ قیامت کے دن اسی طرح لبیک کہتا ہوا اٹھے گا اس حکمت کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی امت کو عشاء کی نماز کا حکم فرمایا اپنے رسول سے بھی یہ ہدایت کرائی لا سمر بعد العشاء ترجمہ: (عشاء کی نماز کے بعد باتیں نہ کرو) سو جاؤ شاید اگر کسی کی آج موت مقدر میں ہو تو اس کا آخری عمل نماز ہو، نماز پڑھ کر مرے، قیامت کے دن نماز پڑھتا اٹھے۔ (احسن المواعظ ص ۱۴۱)

اوقاتِ نماز اور جدید سائنس

انسان طبعی طور پر محرک جسم ہے یہ جامد اور ساکت اجسام کی ضد ہے اس لئے اس کی صحت تندرستی اور بقا تحریک میں ہے اور نماز بار بار اسی تحریک کا نام ہے قدرت نے اس کے معمولاتِ زندگی اور اس کو ازل سے ابد تک جانتے اور پہنچانتے ہوئے نماز میں اس کے لئے اوقات اور وقفے مقرر کیے ہیں۔

نماز فجر:

نماز فجر اس وقت ہوتی ہے جب رات ڈوبنے کو ہوتی ہے اور اس وقت آدھی رات کے سکون اور آرام کے بعد اٹھتا ہے سائنس اور حفظانِ صحت کا اصول ہے کہ کسی بھی ورزش کو کرنے کے لئے (آہستہ آہستہ اپنی رفتار، قوت اور لچک میں اضافہ کیا جائے حتیٰ کہ دوڑنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ اس میں پہلے آہستہ آہستہ دوڑیں پھر تیز پھر اور تیز اور پھر سبک رفتار بن جائیں۔

اب اگر انسان صبح اٹھتے ہی سترہ رکعات کی نماز پڑھے تو اس کی جسمانی صحت بہت جلد ختم ہو جائے گی اور وہ بہت ہی جلد اعصاب اور بے طاقتی کا مریض بن جائے گا۔ اور پھر رات سونے کے بعد صبح اٹھتے ہی پیٹ خالی ہوتا ہے اور خالی پیٹ اور اس وقت جب اعضاء رات بھر سکون میں رہے ہوں اور پھر فوراً انہیں تحریک دی جائے دونوں حالتوں میں سخت محنت اور زیادہ اٹھک بیٹھک بہت مضر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے صبح کی نماز بہت مختصر رکھی ہے۔

صبح کی نمازِ کا بنیادی مقصد انسان کو طہارت اور صفائی کی طرف مائل کرنا ہے اگر اس نے نماز کا وضو نہ کیا اور مسواک نہ کیا اور صبح کا ناشتہ کر لیا تو رات بھر جراثیم منہ میں پھلتے پھولتے رہے اور (Bacteria) کی ایک خاص قسم رات ہوتے وقت منہ میں پیدا ہو جاتی ہے اگر وہ غذا، لعاب یا پانی کے ذریعے اندر چلی جائے تو معدے کی سوزش اور آنتوں کی ورم اور السر کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

نمازِ ظہر:

صبح سے دوپہر تک آدمی کسب معاش کے لئے رسائی و کوشاں رہتا ہے اسی دوران گرد و غبار، دھول اور مٹی سے اس کا واسطہ پڑتا ہے بعض اوقات اپنے زہریلے کیمیکل ہوا کے ذریعے کھلے اعضاء چہرے اور ہاتھوں پر لگ جاتے ہیں جو اگر زیادہ دیر رہیں تو انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں تو ایسی کیفیت میں جب آدمی وضو کرتا ہے تو اس پر سے تمام کثافتیں اور تھکان دور ہو جاتی ہے اور اس پر سرور اور کیف کی ایک دنیا روشن ہو جاتی ہے۔

سورج کی تمازت ختم ہو کر جو زوال سے شروع ہوتی ہے تو زمین کے اندر سے ایک گیس خارج ہوتی ہے یہ گیس اس قدر زہریلی ہوتی ہے کہ اگر آدمی کے اوپر اثر انداز ہو جائے تو وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہے دماغی نظام اس قدر درہم برہم ہو جاتا ہے کہ آدمی پاگل پن کا گمان کرنے لگتا ہے جب کوئی بندہ ذہنی طور پر عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے تو اسے نماز کی نورانی لہریں اس خطرناک گیس سے محفوظ رکھتی ہیں۔ اب نورانی لہروں سے یہ زہریلی گیس بے اثر ہو جاتی ہے۔

نمازِ عصر:

زمین دو طرح سے چل رہی ہے ایک گردش محوری اور دوسری طولانی زوال کے بعد زمین کی گردش میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ یہ گردش کم ہوتی چلی جاتی ہے اور عصر کے وقت تک یہ گردش اتنی کم ہو جاتی ہے کہ حواس پر دباؤ پڑنے لگتا ہے انسان، حیوان، چرند، پرند سب کے اوپر دن کے حواس کی بجائے رات کے حواس کا دروازہ کھلنا شروع ہو جاتا ہے اور شعور مغلوب ہو جاتا ہے ہر ذی شعور انسان اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ عصر کے وقت اس کے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جس کو وہ تکان، بے چینی اور اضمحلال کا نام دیتا ہے یہ تکان اور اضمحلال شعوری حواس پر لاشعوری حواس کی گرفت کا نتیجہ ہوتا ہے عصر کی نماز شعور کو اس حد تک مضمحل ہونے سے روک دیتی ہے جس سے دماغ پر ضراب اثرات مرتب ہوں وضو اور عصر کی نماز قائم کرنے والے بندے کے شعور میں اتنی طاقت آ جاتی

ہے کہ وہ لاشعوری نظام کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور اپنی روح سے قریب ہو جاتا ہے دماغ روحانی تحریکات قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

نمازِ عصر کے بعد اوراد کی وجہ:

نماز عصر کے بعد کچھ دیر ذکر تسبیح کی جاتی ہے جو کہ شرعی حکم ہے اور پھر دعا کی جاتی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان اذکار اور وظائف کی نورانی شعائیں اور لہریں اس خطرناک اثر پر غالب آ جاتی ہیں جو زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔

اولیاء کا معمول:

اولیاء کرام کے معمولات میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ عصر سے مغرب تک مسلسل ذکر واذکار اور وظائف میں مشغول رہتے ہیں اس کی سائنسی وجہ یہی ہے جو سابقہ بیان ہو گئی ہے کہ زمین کی گردش محوری اور طولانی کے اثرات سے وہ حضرات ذکر اذکار کے ذریعے محفوظ رہتے ہیں۔

نمازِ مغرب اور روحانی لہریں:

آدمی بالفعل اس بات کا شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے اور کاروبار سے اس کی اور اس کے بچوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ شکر کے جذبات سے وہ مسرور اور خوش و خرم اور پر کیف ہو جاتا ہے اس کے اندر خالقِ کائنات کی وہ صفات متحرک ہو جاتی ہیں۔ جن کے ذریعے کائنات کی تخلیق ہوئی ہے جب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ پرسکون ذہن کے ساتھ محوِ گفتگو ہوتا ہے تو اس کے اندر کی روشنیاں (لہریں) بچوں میں براہ راست منتقل ہوتی ہیں اور ان روشنیوں سے اولاد کے دل میں ماں باپ کا احترام اور وقار قائم ہوتا ہے بچے غیر ارادی طور پر ماں باپ کی عادات کو تیزی کے ساتھ اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور ان کے اندر ماں باپ کی محبت اور عشق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے مختصر یہ کہ مغرب کی نماز صحیح طور پر اور پابندی کے ساتھ ادا کرنے والے بندے کی اولاد سعادتمند اور ماں باپ کی خادم ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

نماز عشاء:

انسان طبعی طور پر لالچی ہے اور جب وہ کاروبار دنیا سے فارغ ہو کر گھر آتا ہے تو وہ کھانا کھاتا ہے اور لذت وحرص میں کھانا زیادہ کھالیتا ہے اب اگر وہ اس کھانے کے بعد لیٹ جائے تو مہلک امراض میں بتلا ہو جائے گا اب اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک اور فائدہ بھی دیا ہے کہ سارا دن کا تھکا ہوا ذہن لے کر اگر نیند کرے گا تو بے سکون ہوگا اس کو سکون نماز کے اندر ملے گا۔

تو یوں کھانے اور سکون کا تمام نظام نماز کے ذریعے حل ہو جاتا ہے اور پھر جب یہ نماز پڑھتے پڑھتے سوئے گا تو جس طرح صبح اٹھتے ہی فجر کی نماز کی ورزش کی تو اسی طرح سوتے وقت عشاء کی نماز کی مکمل ورزش اس کو سکون اور آرام کی نیند سلائے گی۔

اب تو ماہرین سونے سے قبل ہلکی ورزش پر زور دیتے ہیں اور خود ماہرین کا کہنا ہی کہ نماز سے بڑھ کر سوتے وقت کی کوئی بہتر ورزش نہیں۔

باب پنجم

ارکانِ نماز اور جدید سائنس

نماز میں کھڑے ہونے کا طریقہ:

باوضو قبلہ رو اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ رہے۔اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا۔

نماز میں زیادہ یا کم پاؤں کھولنا اور جدید سائنس:

جدید تحقیق کے مطابق اگر شرعی حکم سے زیادہ پاؤں کھولے جائیں تو اس کا نقصان خصیتین پر پڑتا ہے اور جسم کے توازن میں خرابی ہوتی ہے پاؤں کے جوڑوں پر بھی زیادہ پاؤں کے کھولنے کا اثر ظاہر ہوتا ہے جس سے قدموں کی ایڑھی اور بیرونی سطح پر دباؤ پڑتا ہے اس لیے جہاں پاؤں کے جوڑ متاثر ہوتے ہیں وہاں جوڑوں کی ہیت بدلنے کے مرض کا خطرہ رہتا ہے جس میں ایڑھی کے جوڑ پھر جاتے ہیں۔

نماز میں تکبیر تحریمہ کا طریقہ:

دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائیں کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی ہوں نہ خوب کھلی بلکہ اپنی حالت پر رکھیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں نظر سجدہ کی جگہ پر ہو اب اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لائیں۔

تکبیر تحریمہ کہنے کی حکمتیں:

۱۔ اللہ اکبر کے معنی ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور ساری نماز کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے ہر فعل سے اللہ عزوجل کی بڑائی کے مقابلہ میں اپنی عاجزی اور بیچارگی کا مظاہرہ کرے اس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے نماز شروع کرنے سے پہلے بندہ کو بتلا دیا کہ تجھے اپنی ساری

نماز اس عنوان کے تحت ادا کرنی ہوگی۔

۲۔ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ فوراً اللہ عزوجل کی حضوری میں پہنچتا ہے پھر اگر اس نمازی کا خیال نماز میں کہیں اور چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ناسمجھ میں تیرے سامنے تھا تو مجھے چھوڑ کر کہاں گیا۔ کیا مجھ سے بھی اچھا اور کوئی نظر آیا؟ سب کو چھوڑ کر میری طرف آ۔ مجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے۔

۳۔ نماز شہنشاہ مطلق کے دربار کی خاص حاضری کا وقت ہے تاکہ اس خاص وقت میں اپنی درخواست پیش کر سکے دنیاوی بادشاہوں کے دربار میں پہنچ کر جب ان سے کوئی عرض کرنی ہو تو بادشاہ کو اس کے سب سے بڑے القاب کے ساتھ پکارا کرتے ہیں اور کچھ تعریف کے بعد اپنی درخواست پیش کرتے ہیں اس لئے اللہ عزوجل کے دربار کی خاص حاضری کے لئے اس کے سب سے بڑے القاب اے اللہ تو سب سے بڑا ہے نہ تیرے مقابلے میں کوئی بادشاہ ہو سکتا ہے نہ کوئی حاکم ہو سکتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی حکمتیں:

۱۔ نماز میں اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ اوپر کو اس لیے اٹھائے جاتے ہیں تاکہ قول اور فعل دونوں میں مطابقت پیدا ہو جائے زبان سے اللہ عزوجل کی بڑائی بیان کرتا ہے اور ہاتھوں سے اپنے پروردگار کے مثل یا برابر ہونے کی لاعلمی بیان کر کے اپنے کانوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیتا ہے اور زبانِ حال سے یہ کہتا ہے کہ میرے رب سے بڑا کوئی بھی نہیں ہے۔

۲۔ جس طرح کوئی شخص دریا میں غرق ہونے کے وقت اپنے ہاتھ اوپر اٹھایا کرتا ہے کہ شاید کوئی چیز ہاتھ میں آ جائے یا کوئی ہاتھ پکڑے اور جان بچ جائے اسی طرح جب بندہ زبان سے اللہ اکبر کہتا ہے اور ساتھ ہی اپنی معصیت اور گناہ کے دریا کا خیال کر کے اوپر کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے کہ اے مولا میں تو ڈوبا لیکن اگر تیری دستگیری ہو جائے اور تو میرا ہاتھ پکڑے تو اس گناہوں کے دریا میں ڈوبنے سے بچ جاؤں گویا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ بندہ اللہ عزوجل کے سامنے اپنی بے چارگی اور بے بسی کا اقرار کرتا ہے۔ (احسن المواعظ ص ۱۵۱)

تکبیر تحریمہ کہنا اور جدید سائنس:

نمازی جب ہاتھ اٹھا کر سر کے دونوں کانوں کی لو کے قریب لے جاتا ہے اور ایک مخصوص برقی رو نہایت رگ کنڈنسر بنا کر دماغ میں جاتی ہے اور دماغ کے اندر خلیوں کو چارج دیتی ہے جس کو شعور نے نظر انداز کر دیا تھا یہ خلئے چارج ہوتے ہیں تو دماغ میں روشنی کا ایک جھماکا ہوتا ہے اور اس جھماکے سے تمام اعصاب متاثر ہو کر اس خانے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں جس میں روحانی صلاحیتیں مخفی ہیں ساتھ ہی ساتھ ہاتھ کے اندر ایک تیز برقی رو دماغ میں سے منتقل ہو جاتی ہے جب کانوں سے ہاتھ ہٹا کر ناف کی طرف لے جاتے ہیں اور پھر باندھتے ہیں تو ہاتھوں کے کنڈنسر سے ناف میں بجلی کا ذخیرہ ہو جاتا ہے زیر ناف باندھنے سے جنسی نظام میں تعدیل اور جسم کے لئے موزوں اور ضروری تحریک پیدا ہو جاتی ہے ان لہروں کے امتزاج سے ایک خاص اثر ہوتا ہے جو ناف کے ذریعے نظام اعصاب تک پہنچتا ہے جس سے گردے اور غدہ فوق الکلیہ قوی ہوتے ہیں۔

نماز میں قیام کا طریقہ:

دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ سیدھی ہتھیلی کی گدی الٹی ہتھیلی کے سرے پر اور بیچ کی تین انگلیاں الٹی کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا یعنی (چھوٹے انگلی) کلائی کے اغل بغل۔

نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کی حکمتیں:

انسان اپنے گناہوں کے باعث اللہ عزوجل کا مجرم ہے اور نماز بمنزلہ درخواست کے ہے جو اس مجرم نے رب العالمین کی عدالت عالیہ میں معافی کے لئے پیش کی اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو یہ درخواست بذریعہ وکیل (پیش امام) کے اور اگر تنہا بغیر جماعت کے پڑھتا ہے تو یہ درخواست خود ہی عدالت عالیہ الٰہیہ میں پیش کرتا ہے لہٰذا چونکہ اس وقت اجلاس عالیہ قائم ہے مالک الملک شہنشاہ اعظم عدالت عالیہ میں گویا جلوہ افروز ہے اور مجرم کا مقدمہ پیش ہے ایسی حالت میں مجرم کا فرض ہے کہ وہ ہاتھ باندھے نیچے نظر

Scanned with CamScanner

کہ غفور الرحیم کے سامنے کھڑے ہوتا کہ اس کی عاجزانہ صورت کو دیکھ کر ارحم الراحمین کو رحم آ جائے اور جہنم کے عذاب سے اس کی جان بخشی ہو جائے۔ (احسن المواعظ ص ۱۵۰)

نماز میں قیام اور جدید سائنس:

نماز میں قیام سے دل کا بار ہلکا ہو جاتا ہے کیونکہ وزن دونوں پاؤں پر متوازن پڑتا ہے۔

☆ ریڑھ کی ہڈی سیدھی رہتی ہے۔

☆ آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی رہنے کی وجہ سے خیالات قابو میں رہتے ہیں اور دل کی یکسوئی سہل ہو جاتی ہے جس سے قوت فیصلہ اور قوت مدافعت نیز دماغ اور اعصاب میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔

☆ حالتِ قیامت میں سجدہ گاہ پر نظر رکھنے سے قرآن کے مخارج صحیح نکلتے ہیں جس سے آواز کے تاروں پر مناسب بار پڑتا ہے اور ان کی صحت بخش ورزش ہوتی رہتی ہے۔

☆ تنفس فطری اور قوت بخش ہو جاتا ہے۔

☆ قیام سے جسم کو سکون کی کیفیت ہوتی ہے۔ (سنتیں اور ان کی برکتیں)

☆ چونکہ قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی ہوتی ہے اس لئے اس کا جسم ایک نور کے حلقے میں مسلسل لپٹا رہتا ہے اور جب تک وہ اس حالت میں رہتا ہے تو اس وقت وہ نور جسے سائنسی زبان میں غیر مرئی شعاعیں اس کا احاطہ کیے ہوئے ہوتی ہیں۔

☆ قیام میں نمازی جس حالت میں ہوتا ہے اگر روزانہ 45 منٹ ایسی حالت میں کھڑے رہیں تو دماغ اور اعصاب میں زبردست قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے قوت فیصلہ اور قوت مدافعت جسم میں زیادہ ہوتی ہے۔

☆ قیام سے موخر دماغ (Pons) جس کا کام چال، ڈھال اور جسم انسانی کی رفتار کو کنٹرول کرنا ہوتا ہے) قوی ہو جاتا ہے اور ایک ایسے خطرناک مرض سے بچا رہتا ہے جس سے آدمی اپنا توازن درست نہیں رکھ سکتا۔ (فریالوجی ریسرچ)

☆ عورتیں نیت کے بعد جب سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں تو دل کے اندر صحت بخش حرارت منتقل

ہوتی ہے اور وہ غدود نشوونما پاتے ہیں۔ جن کے اوپر بچوں کی غذا کا انحصار ہے نماز قائم کرنے والی ماؤں کے دودھ میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ بچوں کے اندر انوارات کا ذخیرہ ہوتا رہتا ہے جس سے ان کے اندر ایسا پیٹرن بن جاتا ہے جو بچوں کے شعور کو نورانی بناتا ہے۔

جدید تحقیق میں یہ بات ثابت ہے کہ عورتیں جب سینہ پر ہاتھ رکھ کر ایک خاص مراقبہ کرتی ہے جس سے دنیا سے کٹ کر کسی پر سکون خیال میں کھو جاتی ہیں یعنی اللہ عزوجل کی طرف جب نمازی عورت متوجہ ہوتی ہے تو ایسی حالت میں ایک خاص قسم کی زیر Rays پیدا ہوتی ہیں جو بقول ڈاکٹر ڈارون ہلکے نیلے یا سفید رنگ کی ہوتی ہیں جو اس کے جسم میں داخل اور خارج ہوتی رہتی ہیں اور اس جسم کے اندر قوت مدافعت کے بڑھنے سے وہ جسم کبھی بھی خلیات کے سرطان میں مبتلا نہیں ہوتا۔

☆ مرد جب ناف پر یا اس کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں تو جیسا کہ آپ نے پہلے پڑھا کہ دونوں ہاتھوں سے لہریں نکلتی ہیں جو کہ مثبت اور منفی ہوتی ہیں اب ان لہروں کے امتزاج سے ایک خاص اثر ہوتا ہے جو ناف کے ذریعے نظام اعصاب تک پہنچتا ہے جس سے گردے اور غدہ فوق الکلیہ قوی ہوتے ہیں جس سے جنسی قوت قوی اور محرک ہوتی ہے۔

(سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس)

نماز میں رکوع کا طریقہ:

گھٹنوں کو اس طرح ہاتھ سے پکڑیں کہ ہتھیلیاں گھٹنوں پر اور انگلیاں اچھی طرح پھیلی ہوئی ہوں۔ پیٹھ بچھی ہوئی اور سر پیٹھ کی سیدھ میں اونچا نیچا نہ ہو اور نظر قدموں پر ہو۔

رکوع کے وقت جھکنے کی حکمتیں:

رکوع سے پہلے بندہ نے جو درخواست پیش کی تھی رب العالمین نے اس کو قبول فرمایا چنانچہ حدیث شریفہ میں آیا ہے کہ بندہ اھدنا الصراط المستقیم پڑھ کر سورۃ کو ختم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندہ تیری درخواست منظور ہوئی اور تیرے سوال کو ہم نے پورا کیا اس قبولیت اور جواب کے شکریے میں بندہ نے رکوع کیا اور احکام الٰہی کے آگے سر جھکا

Scanned with CamScanner

کر اپنی کمر سامنے کر دی کہ اے شہنشاہ کائنات یہ بندہ گناہگار کی پیٹھ حاضر ہے تو جس قدر چاہے عملوں کا بوجھ رکھ دے اب تجھے اختیار ہے کہ اس کمر کو توڑ دے یا کہ چھوڑ دے، پھر رکوع کے اندر نمازی **سبحان ربی العظیم** پڑھ کر یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ عزوجل تیری ذات پاک ہے اور تو عظمت اور بڑائی والا ہے میں تو تیرا عاجز بندہ ہوں اب اس پر بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ ہم نے تمہاری کمر کا بوجھ اور تمہارے گناہوں کی گٹھڑی کو تم سے دور کر دیا ہے۔

نماز میں رکوع اور جدید سائنس:

نمازی جب رکوع میں جھکتا ہے تو حواس بنانے کا فارمولا الٹ ہو جاتا ہے یعنی جو اس براہ راست دماغ کے اندرونی رخ کے تابع ہو جاتے ہیں اور دماغ یک سو ہو کر ایک نقطہ پر اپنی لہریں منعکس کرنا شروع کر دیتا ہے رکوع کے بعد نمازی قیام کرتا ہے تو دماغ کے اندر کی روشنیاں پورے اعصاب میں تقسیم ہو جاتی ہیں جس سے انسان سراپا نور بن جاتا ہے۔

☆ رکوع میں نمازی ہاتھ کی انگلیوں سے جب گھٹنوں کو پکڑتا ہے تو ہتھیلیوں اور انگلیوں کے اندر کام کرنے والی بجلی گھٹنوں میں جذب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے گھٹنوں کے اندر صحت مند لعاب برقرار رہتا ہے اور ایسے لوگ گھٹنوں اور جوڑوں کے درد سے محفوظ رہتے ہیں۔ (جنگ میگزین)

☆ رکوع سے کمر کا درد یا ایسے مریض جن کے حرام مغز میں ورم ہو گیا ہو بہت جلد صحت یاب ہو جاتے ہیں نیز رکوع سے گردوں میں پتھری بننے کا عمل سست پڑ جاتا ہے اور اگر پتھری بن گئی ہو تو رکوع کی حرکت سے بہت جلد نکل جاتی ہے۔

☆ رکوع سے ٹانگوں کے فالج زدہ مریض چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتے ہیں رکوع سے دماغ اور آنکھوں کی طرف دورانِ خون کے بہاؤ کی وجہ سے دماغ و نگاہ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس)

☆ رکوع کی وضع میں کمر جھک کر پیٹ اور سینہ دبتا ہے اور سر جو ہوش و حواس اور تمام

قوتوں مثلاً دیکھنے، سننے، سونگھنے، بولنے، چکھنے اور حس و حرکت کرنے کے مراکز کا خزانہ ہے بارگاہِ خداوندی میں پیش کر کے (جو عاجزی کا والہانہ انداز ہے) زبان کو اس کے خالق کے نام پر حرکت دی جاتی ہے۔

اس رکوع کی وضع میں غور کریں تو زبان کی جو دل کا ترجمان ہے دل کے روبرو پیش کر کے دل اور زبان اور کعبہ شریف کو ایک لائن میں کر دیا جاتا ہے تاکہ کعبہ دل کی دھڑکنوں کو قبلہ رو ہو کر رب کعبہ کی سمت مقناطیسی رؤں کے ذریعہ براڈ کاسٹ کیا جائے رکوع کی وضع اور ان تصورات و کلمات سے بالائی بدن کے نصف اعضاء کے دورانِ خون اور ان کے اعصاب پر اثر مرتب ہوتا ہے اور اس طرح سائنس کی زبان میں نماز پڑھنے والے کا حیاتیاتی نظم ہے جو اس کے تمام فطری وظائف کا مدبر ہے جسم اور ذہن کی صحیح راہنمائی ہوتی رہتی ہے۔

☆ رکوع کی حالت میں بالائی نصف بدن جھکنے کی وجہ سے زیادہ خون پمپ ہوتا ہے پنڈلی ریڑھ کی ہڈی، ناف اور گردن کو ان کے عضلاتی اور اعصابی تناؤ سے قوت حاصل ہوتی ہے اور اندرونی پیٹ کے عضلات پر دباؤ سے شکم کے مشمولات جگر، آنتوں، گردوں اور مثانہ کی مالش ہوتی ہے جس سے ان اعضاء کو فرحت ملتی ہے۔

رکوع کی حالت میں سینے پر ہلکے دباؤ سے گردن، شش اور قلب کے عضلات کی ہلکی مالش ہوتی ہے جس سے ان اہم اعضاء کو راحت ملتی ہے۔

اس قسم کی مثبت اور منفی حرکتوں سے جسم کے اعضاء کو قوت ملتی ہے۔

نماز میں قومہ کا طریقہ:

رکوع کے بعد ہاتھ یونہی چھوڑ کر ایک تسبیح کی مقدار کے برابر کھڑا رہنا۔

نماز میں قومہ کی حکمتیں:

بات دراصل یہ ہے کہ مغرور اور متکبر اللہ عزوجل کی بارگاہ سے نکال دیا گیا ہے ہاں جو بندہ اپنے خدا تعالیٰ کے لئے جس قدر اپنے آپ کو بگاڑے گا اسی قدر رب

العالمین اسے بنائے گا چونکہ پہلے مجرم دست بہ عدالت میں حاضر ہوتا ہے اس لئے نمازی بھی اسی طرح دست بستہ کھڑا ہوتا ہے پھر گناہگار گناہوں کے معاف کرانے کے لئے اپنے رب کے سامنے رکوع میں جھک کر خلقی و پیدائشی وضع اور ہیئت کے خلاف ایک درماندہ و ذلیل ہیئت و شکل اختیار کرتا ہے بندے نے اپنے آپ کو بگاڑا خدا نے اسے بنایا اور رکوع سے سیدھا کھڑا کیا۔

نماز میں قومہ اور جدید سائنس:

رکوع کی حالت میں بالائی نصف بدن جھکنے کی وجہ سے زیادہ خون پمپ ہوتا ہے اس طرح دوبارہ حالتِ قیام میں آ جانے سے چہرہ اور کشش کا دورانِ خون جو حالتِ رکوع میں بڑھ گیا تھا قومہ میں نارمل ہو جاتا ہے جس سے شریانوں میں قوت لچک بڑھتی ہے اور شریانوں میں قوت لچک کے استعداد بڑھنے سے ہائی بی پی قوما اور فالج کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

نماز میں سجدہ کا طریقہ:

سجدہ میں پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح سر رکھیں کہ پہلے ناک پھر پیشانی اور ناک کی ہڈی اور پیشانی زمین پر جم جائے نظر ناک پر رکھیں اور دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا رخ اس طرح قبلہ کی طرف رہے کہ دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر جمے رہیں، ہتھیلیاں بچھی رہیں اور انگلیاں قبلہ رو رہیں مگر کلائیاں زمین سے لگی ہوئی نہ رکھیں۔

نماز میں سجدہ کی حکمتیں:

حکمت اوّل:

نمازی کو کچھ عرصہ بارگاہِ الٰہی میں کھڑے کھڑے ایک خاص حالت طاری ہوئی تھی۔ قربِ الٰہی کے انوار کے اثر سے نور اور سرور پیدا ہو چلا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جہاں مظہر

جلال ہے وہاں مظہر جمال بھی ہے، بندہ اس کے حضور پیشی کے وقت گناہوں کی معافی کے لئے رکوع کے لئے جھکا تھا تو کسی قدر جلال اور جمال کے دروازے پر پہنچا تھا اور اس کے نور اور سرور میں بھی اضافہ ہوا تھا لہٰذا اس نے یہ خیال کیا کہ جب دور دور کی حضوری میں یہ اثر ہے تو پھر بالکل درِ دولت پر حاضر ہو کر خدا جانے کیا کچھ حاصل ہو گا تو فوراً سجدے میں گر جاتا ہے حدیث کی کتاب ''جامع صیغر'' میں یہ روایت نقل ہے سجدہ کرنے والا اپنے خدا کے قدموں میں سجدہ کرتا ہے اور یوں نمازی آدمی اپنے مولا کے قریب ہو جاتا ہے بندہ نے سجدہ کر کے یوں عرض کیا کہ سبحان ربی الاعلیٰ یعنی مجھ ناچیز ذلیل کا رب نہایت ہی اعلیٰ ہے، میں کس طرح اس کی شانِ عالی کا اظہار کر سکتا ہوں کہ اس نے مجھے اس خاک سے پیدا کیا، اس پر بارگاہ خدا تعالیٰ سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے بندے زمین سے اٹھ کر سب کو دکھا دے کہ ہم نے تمہیں اس خاک سے کس طرح پیدا کیا تھا تو یہ بندہ فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا خاک سے اوپر اٹھتا اور خدائے رحمٰن کی قدرت کو عیاں کر دکھاتا ہے وہاں سے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو اس زندگی پر مغرور نہ ہونا کہ پھر تمہیں اسی خاک میں ملنا ہو گا۔ لہٰذا جاؤ اور دوسرا سجدہ کر کے پھر دوبارہ خاک میں مل کر دکھاؤ کہ بندہ مر کر کس طرح خاک میں ملے گا۔ بندہ یہ سنتے ہی اللہ اکبر کہتا ہوا دوبارہ سجدہ میں گر جاتا ہے اور پھر وہی پہلی تسبیح پڑھتا ہے تو بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوتا ہے کہ ہم ایسی قدرت والے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ تمہیں زندہ کریں گے۔ لہٰذا دوبارہ خاکِ زمین سے اٹھ کر یہ منظر لوگوں کو دکھا دو تو بندہ اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے کہ دنیا والو دیکھ لو قیامت میں ہم سب اس طرح زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے بہر حال اب نمازی پہلے کی طرح پھر پیشی ادا کرتا ہے۔

حکمت دوئم:

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہیں کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو ملعون کیا اور طوقِ لعنت اس کے گلے میں ڈالا، جب فرشتوں نے سجدہ سے سر اٹھایا، شیطان کو دیکھا کہ حکم نہ مان کر ذلیل و

Scanned with CamScanner

ملعون ہو گیا تب فرشتوں نے خدا کی اس توفیق پر دوبارہ شکریے کے لئے سجدہ کیا، سجدہ میں سر رکھ کر عرض کیا کہ اے خدا! تو نے ہمیں اس لعنت سے بچایا تیرا شکر ہے خداوند کریم نے وہی دونوں سجدے ہر رکعت میں مقرر کر دیئے تا کہ آدم علیہ السلام اور ملائکہ کی عبادت کا ثواب حاصل کرے اور ساری عبادت کے ارکان میں ملائکہ کے برابر ہو جائے۔ نماز میں پہلا سجدہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا ہے دوسرا سجدہ لعنت سے بچنے کا قلعہ اور رحمت کا شامیانہ ہے۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۳۱)

نماز میں سجدہ اور جدید سائنس:

جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کے دماغ کی شریانوں کی طرف خون زیادہ ہو جاتا ہے جسم کی کسی بھی پوزیشن میں خون دماغ کی طرف زیادہ نہیں جاتا صرف سجدے کی حالت میں دماغ، دماغی اعصاب آنکھوں اور سر کے دیگر حصوں کی طرف خون متوازن ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دماغ اور نگاہ بہت تیز ہو جاتی ہے۔

☆ سجدہ کے دوران صرف چند سیکنڈ رہتا ہے لیکن بدن کے بالائی نصف حصہ کے لئے نتیجتاً نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتا ہے جبکہ خون اور زمین کی کشش کا اضافی دباؤ ہاتھوں، پیشانی، چہرے، سینے اور دل کے آگے کی طرف یک لخت بڑھ جاتا ہے اور پھر چند سیکنڈ (سجدہ سے سر اٹھاتے ہی) اچانک نارمل ہو جاتا ہے اس طرح خون کی نالیوں کے مقررہ حرکات کی قوت اچھال (Systolic) اور قوت سیکٹر ان دونوں حرکتوں کو مختصر مگر طاقتور پمپنگ سے رگوں کی دیواروں کی قوت لچک بڑھ جاتی ہے۔

☆ خون کی بال جیسی باریک رگوں کو جنہیں (عروق شعریہ) کہا جاتا ہے ان کے اندر خون کے بہاؤ کی وہ سست رفتاری جو آرام طلب زندگی سے یا رگوں کو سختی (تصلب شرائن) سے جو عام طور پر امراض خبیثہ کا نتیجہ ہے جو کسی بیماری یا زیادتی عمر کی وجہ سے خون کی باریک نالیوں میں مختلف اعضاء کے لحاظ سے خون کے رسد کی کمی کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً دماغ کی سپلائی کرنے والی شریانیں جال میں کہیں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو

عام طور پر اس حصہ کا فالج، قوما اور موت تک واقع ہو سکتی ہے۔

اگر دل یا اس کے غلاف کو سپلائی کرنے والی مہین شریانوں میں کوئی رکاوٹ ہو تو دل کا میوتیہ قلب، سکیمک ہارٹ خطرناک بن جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اچانک ہارٹ فیل ہو سکتا ہے مگر سجدہ کی مشق میں خصوصاً دل اور دماغ کے دورانِ خون پر مسلسل اور وقفہ وقفہ سے جو ہلکے دھکے پڑتے ہیں، وہ ان عروق شعریہ کے (بال سے باریک) اندرونی دہانہ کو صاف کرتے رہتے ہیں اور ان کی قوت لچک کو بھی بڑھا دیتے ہیں ہر طالب علم جانتا ہے کہ پھیپھڑوں میں وریدی تکسید خون (Oxidation) کے بعد کاربن اور دیگر بچی ہوئی گیس پوری طرح خارج ہو جاتی ہے اور سجدہ کے وقت حروف کے مخارج کی ادائی سے مزید (کاربن) کے اخراج میں مدد ملتی ہے جو کسی اور شکل یا حالت میں آسانی کے ساتھ وقفہ وقفہ سے یہ فرحت حاصل نہیں ہو سکتی اس طرح نماز کی مختلف وضعتوں اور تلاوت کلام پاک کے ضمن میں اور مخارج کی ادائی میں پھیپھڑوں کی ورزش ہو جاتی ہے اور اس میں آکسیجن کی ''متوازن مقدار'' داخل و خارج ہوتی رہتی ہے جو کسی مستقل سانس کی ورزش میں نہیں ہوتی ہے اس لئے یہ دعویٰ حق بجانب ہو گا کہ نمازی شش اور دل کے امراض سے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔

☆ حالت رکوع اور سجود میں پھیپھڑوں کے ساتھ دل بھی اپنی وضع بدلتا ہے اور اس کا اپنا دورانِ خون جو تاج یا کراؤن کی شکل میں قلب کے اطراف سے قلب کو تغذیہ پہنچاتا ہے اسی لیے ان شریانوں کو شریانِ اکلیلی بھی کہا جاتا ہے ان کا کام بے حد اہمیت کا حامل ہے ان کے شریانوں کو ٹھیک رکھنے کے لئے سائنسدانوں کے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے ہاں مگر ''سجدہ'' کی حالت میں جبکہ جسم کی خود کثافت اضافی اور کہفہ شکم کا دباؤ اور شش کی شریانوں میں سجدہ سے خون کی اس طرح اچانک آمدورفت کی ہنگامہ آرائی جو صرف چند منٹ کے لئے سہی قلب کے چند اہم مرض میوتیہ قلب اور (Schemic heart) جیسے امراض سے ہمیشہ باز رکھتی ہے جو جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

☆ روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے اور زمین کے گرد ایک سیکنڈ میں آٹھ دفعہ گھوم جاتی ہے جب نمازی سجدہ میں زمین پر سر رکھتا ہے تو اس کے دماغ کے اندر کی روشنیوں کا تعلق زمین سے مل جاتا ہے اور ذہن کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی میل فی سیکنڈ ہو جاتی ہے دوسری صورت یہ واقع ہوتی ہے کہ دماغ کے اندر زائد خیالات پیدا کرنے والی جبلی براہ راست زمین میں جذب ہو جاتی ہے اور بندہ لاشعوری طور پر کشش ثقل سے آزاد ہو جاتا ہے اور روحانی قوتیں بحال ہو جاتی ہیں۔

☆ جب نمازی فضا اور ہوا کے اندر سے روشنیاں جذب کرتا ہے اور ناک گھٹنوں، ہاتھوں اور پیروں کی بیس انگلیاں قبلہ رخ زمین سے ملا دیتا ہے یعنی سجدے میں چلا جاتا ہے تو جسم اعلیٰ کا خون دماغ میں آ جاتا ہے اور دماغ کو تغذیہ فراہم کرتا ہے کیمیائی تبدیلیوں میں پیدا ہو کر انتقال خیال کی صلاحتیں اجاگر ہو جاتی ہیں۔

سجدہ قرب الٰہی کا باعث کیوں ہے؟

سجدہ انسان کو معرفت نفس عطا کرتا ہے جس سے اسے بارگاہ ایزدی میں انتہائی قرب نصیب ہوتا ہے بالفاظ دیگر سجدہ معرفت نفس کا ذریعہ اور قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ وزینہ ہے۔

عام طور پر انسان اپنے چہرہ، ناک، پیشانی اور سر کو اپنی عزت، شان وشوکت، بزرگی اور عظمت ووجاہت کی علامت تصور کرتا ہے، سربلند ہونا انسان کی عزت اور اس کی شوکت کا آئینہ دار سمجھا جاتا ہے اور یہ اپنا سر اپنے ابنائے جنس میں سے کسی کے آگے جھکانا گوارا نہیں کرتا لیکن اپنے رب کے حضور اس کا سر جھکانا اس کی عاجزی تضرع، خاکساری و انکساری، نفی ذات اور بے بضاعتی وتذلل کی وہ انتہائی حالت ہے جس سے بڑھ کر بارگاہ خداوندی میں اور کسی حالت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا یہی سجدے کا منتہائے مقصود ہے۔

سجدہ سے بندہ کس طرح اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرتا ہے اس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا۔

وَاسجُدوَ اقْتَرِبْ (القرآن العلق، ۹۶:۱۹)

اور اے حبیب مکرم ﷺ! آپ سربسجود رہیے اور ہم سے مزید قریب ہو جایئے۔

بنا بریں سجدہ ہی وہ منفرد عمل ہے جس کے بارے میں قرآن مجید اتنے دوٹوک انداز میں ارشاد فرما رہا ہے کہ یہ عمل کر اور اللہ عزوجل کی قربت کی نعمت حاصل کر لے دنیا کا کوئی اور ایسا عمل نہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں حکم فرمایا ہو حالانکہ اعمال تو اور بھی بہت سے ہیں جو حوصلہ واجر کے اعتبار سے رضائے الٰہی کے حصول کا موجب ہیں لیکن اس آیہ کریمہ میں بڑے واضح الفاظ میں بطور خاص سجدے کو قرب الٰہی اور وصال حق کا ذریعہ کہا گیا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ سجدہ صحیح معنوں میں سجدہ ہو چنانچہ سجدے کے تذکرہ بالا تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر قرآن مجید کے اس قسم کا مفہوم سمجھنا چاہیں تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ اے بندے! اگر تو اپنے رب کے حضور ایسا سجدہ کرے گا۔ تو تجھے وہ مقام نصیب ہو جائے گا کہ ابھی تیرا سر سجدے سے اٹھے گا نہیں کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب ترین بندوں میں شامل کر دیا ہو گا۔

اس آیۃ کریمہ کی تائید میں حضرت ربیعہ بن کعب سے مروی مسلم شریف کی ایک حدیث قابل ذکر ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ کے یہ برگزیدہ صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے خوش قسمتی سے اپنی زندگی کا کچھ حصہ حضور ﷺ کی خدمت میں گزارنے کا موقع ملا ان باسعادت ایام میں میرے ذمے رات کو حضور ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور دیگر چھوٹی موٹے اشیائے ضروریات کی فراہمی تھی میں ہمیشہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں مستعدی کے ساتھ حاضر رہتا تھا ایک شب ایسی آئی جب آپ رضی اللہ عنہ کا بحر جود وسخا موجزن تھا اور وہ ساعت سعید آ گئی جب اہل سخا اپنے خدام کو نوازتے ہیں کیونکہ یہ کریموں کا شیوہ ہے کہ وہ جلد یا بدیر اپنے متعلقین خدمت گزاروں کو صلہ خدمت سے نوازا کرتے ہیں، حضرت ربیعہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو جہاں ﷺ کی نگاہ التفات مجھ پر پڑی اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''مانگ کیا مانگتا ہے'' حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ اچانک ایک بہت بڑا اور غور طلب سوال تھا جس کا جواب بلا تاخیر دیا جانا مطلوب تھا۔

چنانچہ وہ بے ساختہ پکار اٹھے۔

انی سلك مرا فقتك فی الجنة

''حضور میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا طلب گار ہوں''

آقا! مجھے دنیا وآخرت میں آپ ﷺ کی معیت وصحبت سے زیادہ اور کوئی عزیز چیز نہیں اور مجھے اسی کی تمنا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ جواب سن کر از راہ شفقت اپنے اس پیارے صحابی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا۔

او غیر ذالك

''کیا اس کے علاوہ بھی کوئی حاجت ہے؟''

مراد یہ کہ جنت تو اب تجھے مل ہی جائے گی اور کچھ بتا اور اس کے سوا کچھ مانگ وہ بھی آج تجھے ملے گا لیکن وہ صحابی رسول ﷺ تھے اور جانتے تھے کہ اس سے بڑھ کر اور نعمت کون سی ہوسکتی ہے جو اس وقت مانگنے کے قابل ہو انہوں نے عرض کی ہو ذاک یا رسول اللہ حضور! آپ کا قرب اور صحبت نصیب ہو جائے تو مجھے اور کس چیز کی حاجت ہوگی؟ کیونکہ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

اس پر تاجدار رسالت ﷺ نے فرمایا کہ اس سعادت عظمیٰ کے حصول کا تقاضا پھر یہ ہے کہ

فاعنی علی نفسك بكثرة السجود

''اگر یہی خواہش ہے تو زیادہ سجدوں سے میری اعانت کرو۔

(مسلم الصحیح ۱: ۲۵۳، رقم ۴۸۹)

ویسے تو فرض نمازوں کے سجدے بھی قرب خداوندی کا ذریعہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات اور چند لمحات کو بطور خاص سجدوں کے لئے مستحسن فرمایا ہے ان میں سے پچھلی

رات کے سجدے بارگاہ خداوندی میں نہایت افضل ہیں کیونکہ اس وقت اللہ عزوجل کی رحمت اپنے بندوں کی تلاش میں ہوتی ہے جو اپنے نرم وگرم بستروں کو چھوڑ کر اپنے رب کے ہاں حاضر ہوتے ہیں ایمان وعشق کی دولت میں اس وقت کے سجدے ہی بہتر اضافے کا باعث ہوتے ہیں۔

لہٰذا اگر خدا تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے کسی کو پچھلی رات اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے تو اس وقت کا قیام اور سجود لمبے کرنے چاہیں۔

جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سجدے:

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی لذت آشنائی کی دولت سے کچھ حصہ عطا فرماتا ہے۔ وہ پھر اس محبوب کو منانے کے لئے خلوت کدوں میں راتوں کی نیندیں ترک کر کے اس کی بارگاہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں پھر وہ اپنی راتیں کبھی قیام میں گزارتے ہیں اور کبھی سجدوں میں۔

شہزادی کونین جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جب سردیوں کی راتوں میں بھی نوافل ادا کرنے کے لئے پہلا سجدہ فرماتیں تو وہ سجدہ اتنا طویل ہوتا اور آپ اس سجدے میں اس قدر مستغرق ہوتیں کہ فجر کی اذان ہو جاتی اور اس وقت جب سجدے سے سر اٹھاتیں تو عرض کرتیں ''اے باری تعالیٰ تو نے یہ رات کتنی چھوٹی بنائی ہے کہ فاطمہ ایک سجدہ بھی اطمینان سے نہیں کر سکی''

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسی لذت آشنائی سے حصہ وافر عطا فرمائے تا کہ ہم بھی اپنی بندگیوں کو ان کی طرح ایسے سجدوں سے مزین کریں۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خلاصہ کلام:

سجدوں کا اثر اور ثمر یہ ہونا چاہیئے کہ انسان کو اس سے معرفت نفس نصیب ہو اسے خدا تعالیٰ کی جلالت وبزرگی کے سامنے اپنے آپ کا اندازہ ہو جائے کہ یہ اس کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ سجدہ وہی مقبول ہے جو نفس کے کبر ونخوت اور انسان کی ''میں'' کے بت کو توڑ دے اگر انسان اپنے جھوٹے وقار اور عزت وتمکنت کے بتوں کو پاش پاش نہ کر سکا تو سمجھنا

چاہیئے کہ اس کے سجدے بے اثر ہیں ان سجدوں کا اثر ہماری زندگیوں میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ میل ملاپ اور رہن سہن عفو وانکساری کا پیدا ہو جانا بھی سجدے کے فلسفہ بندگی کا پرتو ہے ورنہ ایسے سجدوں کے بغیر نمازیں عملی میدان میں اپنا بھرپور کردار ادا نہیں کر سکتیں۔

سجدے میں انسان کو جب یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ یکسر خاک ہے اور اسی خاک سے وجود میں آیا ہے اور انجام بھی اسی میں ہوتا ہے تو لامحالہ اس کی بندگی میں چاشنی حلاوت اور لگن پیدا ہوگی اور بالآخر وہ سجدے اسے مقبول بارگاہ بنا دیں گے۔

نماز میں جلسہ کا طریقہ:

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہر کر اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے سجدے ہی کی طرح دوسرا سجدہ کریں۔

نماز میں جلسہ کی حکمت:

کیونکہ پہلے سجدہ کے بعد انسان پورے کمال تک پہنچ گیا یعنی بادشاہ کے خاص درباریوں میں داخل ہو گیا اور اس قرب خاص پر اندیشہ تھا کہ کہیں شیطان کی طرح مغرور نہ ہو جائے اس لیے جلسہ میں بیٹھ کر دوبارہ اس کو پھر حکم ہوا کہ سجدہ کر اور اس زندگی پر مغرور نہ ہو جانا کیونکہ ہم نے تجھ کو اسی خاک سے پیدا کیا اور دوبارہ اسی خاک میں ملا دیں گے۔

نماز میں جلسہ اور جدید سائنس:

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا گھٹنوں اور پنڈلیوں کو مضبوط بناتا ہے اس کے علاوہ رانوں میں جو پٹھے اللہ تعالیٰ نے نسل کشی کے لئے بنائے ہیں ان کو خاص قوت عطا کرتا ہے جس سے مردانہ اور زنانہ کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں تاکہ انسان کی نسلیں دماغی اور جسمانی اعتبار سے صحت مند پیدا ہوں۔

نماز میں قعدہ کا طریقہ:

دو رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا قعدہ کہلاتا ہے نماز کے قعدہ میں بیٹھنے کی وضع میں دونوں پاؤں کو عمودی طور پر بچھا کر اس طرح بیٹھتے ہیں کہ پنڈلیوں پر ران کا وزن

پڑتا ہے اور دونوں گھٹنے پوری طرح بند ہو جاتے ہیں دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھیں اس طرح کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب آ جائیں انگلیاں اپنی حالت پر قبلہ رو رہیں نہ بہت کشادہ اور نہ بہت ملی ہوئی ہوں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے رخ بھی قبلہ کی طرف رہیں اور نظر گود یا سینے پر رہے۔

نماز میں قعود اور تشہد کی حکمتیں:

۱۔ بندہ رکوع سے زیادہ عاجز صورت بنا کر سجدہ میں گر پڑا خدا تعالیٰ نے اس کو پھر اور بھی زیادہ مرتبہ دیا، سجدہ سے سر اٹھا کر اس کے دربار میں دوبارہ سجدہ میں گر گیا خدا تعالیٰ نے اس کو پھر اٹھایا اور اٹھا کر اپنے دربار میں بٹھا دیا اور آخر میں معافی اور جنت کی جاگیر دے کر کچھ دیر کے لئے (دوسرے) وقت کے لئے رخصت کر دیا۔

۲۔ التحیات کے مفہوم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جانی مالی اور اپنی عبادتوں کی پیش کش کرتا ہے اور تاجدار مدینہ ﷺ پر بے پایاں درود وسلام پیش کرتا ہے اور اس دعا میں نیک بندوں کو بھی شامل کر لیتا ہے یہ ان مبارک کلمات کی یادگار ہے جو معراج کی شب آسمانوں پر تاجدار رسالت ﷺ کی زبان مبارک پر جاری ہوئے جس کے جواب میں آسمانوں سے آپ ﷺ پر سلامتی و برکتوں کے کلمات نازل ہوئے جواب میں حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ نے اس سلامتی اور رحمت میں اپنی امت کو اور نیک بندوں کو شامل فرما لیا پھر تمام فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے اور حضرت محمد ﷺ اللہ عزوجل کے بندے اور اس کے رسول ہونے کی گواہی دی۔

نماز میں قعود اور جدید سائنس:

۱۔ اس وضع سے دونوں پاؤں کے عضلات اور اعصاب پر دباؤ سے کافی آرام ملتا ہے اور پاؤں کی تھکن دور ہوتی ہے اور ادب کا سلیقہ اور قرینہ بھی پایا جاتا ہے۔

۲۔ جسم کے بالائی نصف کا بوجھ پوری طرح کمر پر پڑنے سے کمر کے مہروں کے کھچاؤ

Scanned with CamScanner

سے صحیح وضع میں قوت اور لچک پا کر قوی ہو جاتے ہیں۔

۳۔ گردوں اور مثانہ کی متعلقہ عضلات کے ہلکے دباؤ کی مالش سے ان اعضاء کو تقویت حاصل ہوتی رہتی ہے۔

۴۔ وہ امراض جو جوڑوں کی فرسودگی کا باعث ہو سکتے ہیں جیسے وجع مفاصل درد کمر اور ریڑھ کے امراض وغیرہ یہ پابند نمازیوں کو پریشان نہیں کر سکتے اس لئے روزانہ کئی بار نماز کی حرکتوں سے جوڑوں میں کسی قسم کے مادے جمع نہیں ہو پاتے جو مرض کا باعث بنتے ہیں۔

۵۔ موجودہ دور میں عوام کو فزیوتھراپی کے طریقہ علاج کی طرف خاص طور سے مائل کیا جا رہا ہے ان کی وقتی افادیت سے کہیں زیادہ نفع بخش نماز کی لازمی پابندی مقررہ اوقات میں پورے اعضاء کی فزیوتھراپی نہایت دلچسپی اور توجہ سے انجام پاتی رہتی ہے اس لیے نماز کے نتائج ہی نہایت شاندار اور دیرپا ثابت ہوتے ہیں۔

نماز میں سلام پھیرنے کا طریقہ:

نماز ختم کرنے کے لئے پہلے دائیں کندھے کی طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں اور اسی طرح بائیں طرف۔

نماز میں سلام پھیرنے کی حکمت:

یہ سلام کا لفظ بتاتا ہے کہ نمازی یہاں نہیں تھا بلکہ کہیں اور گیا تھا اس لئے مسافروں کی طرح اس پر ضروری ہوا کہ حاضرین مجلس کو سلام کرے چنانچہ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے امام سلام سے اپنے مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے اور مقتدی اپنی طرف مقتدیوں اور امام اور فرشتوں کی نیت کرے ادھر اللہ عزوجل سے واصل ادھر مخلوق میں شامل سبحان اللہ! واقعی نماز مومن کی معراج ہے۔

نماز میں سلام پھیرنا اور جدید سائنس:

نماز کے اختتام پر سلام پھیرنے سے گردن کے عضلات کو طاقت ملتی ہے اور وہ امراض جن کا تعلق عضلات سے ہے لاحق نہیں ہوتے اور انسان ہشاش بشاش اور توانا رہتا

ہے نیز سینہ اور ہنسلی کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے۔

نمازی کو سلام پھیرنے کے لئے سر دائیں بائیں کرنا پڑتا ہے اور ایسا کئی ایک بار نماز میں کرنا پڑتا ہے تو ایسا کرنے والا امراض قلب اور اس کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

نماز تہجد اور جدید سائنس

مغربی ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق تہجد کے وقت جاگنا مایوسی کے مرض کا علاج ہے علم نفسیات کے ماہرین نے مایوسی کے مریضوں پر یہ تجربہ کیا کہ انہیں تہجد کے وقت جگانا شروع کیا یہ مریض جاگ کر کچھ پڑھ لیتے تھے اور پھر سو جاتے تھے یہ معمول جب کئی مہینے مسلسل جاری رکھا گیا تو مایوسی کے مریضوں کو بہت فائدہ ہوا اور دواؤں کے بغیر ٹھیک ہو گئے چنانچہ اس مغربی ڈاکٹر نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آدھی رات کے بعد جاگنا مایوسی کے مریضوں کا علاج ہے۔

تہجد کی نماز سے طویل تحقیقات کے بعد درج ذیل فوائد حاصل ہوئے ہیں جو ماہرین نے اپنی کتب اور واقعات میں بیان کئے ہیں۔

۱۔ بے سکونی اور نیند کی کمی کا علاج

۲۔ دل کے امراض کے لئے تریاق اعظم ہے

۳۔ اعصابی کھچاؤ اور جکڑاؤ کے لئے مفید ہے۔

۴۔ دماغی امراض خاص طور پر پاگل پن کی خطرناک کیفیت کے لئے آخری علاج ہے۔

۵۔ گناہوں میں خاص طور پر جن کی نگاہ میں دو چیزیں نظر آتی ہوں ان کا علاج ہے۔

۶۔ انسانی جسم میں نشاط، فرحت اور غیر معمولی طاقت پیدا کرتا ہے جو اسے سارا دن ہشاش بشاش رکھتی ہے۔ (بحوالہ ڈاکٹر ڈارون اور اس کے نظریات)

Scanned with CamScanner

باب ششم

امام کی تلاوت اور جدید سائنس

امام جب تلاوت کرتا ہے اور مقتدی دھیان کے ساتھ اور توجہ کے ساتھ سنتے ہیں اور اس پڑھنے اور سننے کے عمل کے درمیان ایک خاص قسم کی لہریں پیدا ہوتی ہیں اور یہ لہریں دونوں کے درمیان انوارات منتقل کرتی ہیں۔

اگر ان میں امام کی برقی قوت تیز اور زیادہ ہوتی ہے تو وہ مقتدیوں میں منتقل ہوتی ہے اور اگر برقی قوت مقتدیوں کی زیادہ قوی ہوتی ہے تو امام میں منتقل ہوتی ہے ماہر روحانیت لیڈ بیٹر لکھتا ہے کہ ہر لفظ ایک یونٹ ہے اس سے ایک تیز روشنی نکلتی ہے جو مثبت اور منفی ہوتی ہے قرآن سے نکلا ہوا لفظ مثبت ہوتا ہے اور مقتدیوں پر جب یہ مثبت اثرات (لہریں) پڑیں گی تو ان کے اندر بے شمار امراض ختم ہوں گے۔ (بحوالہ ''من کی دنیا'')

☆ خون کے سرخ ذرات تحقیق کے مطابق غیر مرئی اثرات سے ٹوٹتے رہتے ہیں اور اس کے ٹوٹنے کے عوامل بڑھتے جائیں تو پھر بلڈ پریشر کے اثرات بڑھ جاتے ہیں اور نماز میں تلاوت کی لہریں اس مرض سے بہت محفوظ رکھتی ہیں۔

☆ نفسیاتی امراض فی زمانہ انسان کے لئے وبال جان ہیں اور ان سے بچاؤ صرف اور صرف یہی ہے کہ ایسی لہروں کو اپنے اندر منتقل کیا جائے۔

☆ حتیٰ کہ ڈیپریشن، بے چینی جیسے امراض اس محفل نماز سے ختم ہو جاتے ہیں اور اگر دھیان خشوع وخصوع زیادہ ہو تو ان امراض کا بالکل خاتمہ ہو جاتا ہے ورنہ عام نمازی کے لئے یہ مرض کم ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ خودکشی کے رجحان ذہنی سطح سے کم ہو کر ڈھل جاتے ہیں۔

(سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس)

جماعت کے فضائل

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو کوئی اللہ عزوجل کے لئے چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ با جماعت نماز پڑھے اس کے لئے دو آزادیاں لکھ دی جائیں ایک نار سے دوسری نفاق سے۔ (ترمذی)

سبحان اللہ! آپ نے دیکھا؟ اگر صرف چالیس دن تک کوئی اسلامی بھائی تکبیر اولیٰ کے ساتھ پانچوں نمازیں با جماعت ادا کرے تو کتنی عظیم بشارت ہے وہ خوش نصیب مسلمان جہنم کے ہولناک عذاب اور منافقت کی مذموم صفت سے مامون کر دیا جائے گا۔

تکبیر اولیٰ پہلی تکبیر کو کہتے ہیں اس کو تکبیر تحریمہ بھی کہا جاتا ہے اس کا ثواب پانے کے لئے ہمارے لئے ایک رعایت یہ بھی موجود ہے جیسا کہ بہار شریعت میں یہ مضمون ہے کہ پہلی رکعت کا رکوع بھی اگر امام کے ساتھ مل گیا تو ہمیں تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جائے گا۔

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تاجدار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں نماز با جماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔ (بخاری ومسلم)

بعض روایات میں پچیس درجے کا بھی ذکر ہے بہر حال اس میں کوئی تعارض (یعنی ٹکراؤ) نہیں ہے جن لوگوں کی نمازوں میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے انہیں ستائیس درج کی فضیلت کا ثواب ملتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے جو کوئی شخص پنج وقتہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ستر حج کا ثواب عطا کرے گا۔ (تذکرۃ الواعظین)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کی وجہ سے ایک لڑکے کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور جب بھی نماز کا وقت ہوتا وہ آپ کا عصا تھام کر مسجد لے آتا اور آپ کو قبلہ کی جانب کھڑا کر دیتا اور آپ با جماعت نماز ادا فرماتے ایک دن نماز کے وقت وہ لڑکا نہ آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی، لیکن وہ موجود نہ تھا آپ نے شوقِ نماز میں بارگاہ خداوندی میں دعا کی اے میرا مالک! یہ نابینا ہونا مجھے قیامت میں کہیں رسوا نہ کر دے مولا! مجھے رسوائی

سے بچالے، یہ دعا کرنا تھا کہ فوراً آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں آپ رحمۃ اللہ علیہ خوشی خوشی مسجد کی طرف نماز کے لئے روانہ ہو گئے اور حسب معمول آپ نے با جماعت نماز ادا کی پھر ہمیشہ کا یہ معمول ہو گیا کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں اور جب نماز ختم کرنے کے بعد آپ گھر پہنچتے آپ کی آنکھوں کی روشنی چلی جاتی اور آپ نابینا ہو جاتے۔ (شواہد النبوت)

ایک نابینا صحابی کا سوال:

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن ام کلثوم رضی اللہ عنہما نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پر ہی نماز پڑھ لیا کروں فرمایا **حی علی الصلوة، حی علی الفلاح** سنتے ہو؟ عرض کی جی ہاں فرمایا تو (با جماعت نماز ادا کرنے کے لئے) حاضر ہو (ابوداؤد)

پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیث پاک سے جماعت کی فضیلت کا اندازہ لگائیے حالانکہ شریعت مطہرہ میں نابینا اشخاص کو مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ پھر بھی نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو بھی جماعت کی پابندی کا حکم فرمایا گیا تاکہ جماعت کی عظیم سعادت سے اسے محرومی نہ ہو۔

پانچوں نمازوں کے لئے ہر بار ایک ایک میل کا سفر:

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی شریف سے ایک میل کے فاصلے پر تھا لیکن وہ پانچوں وقت مسجد میں آکر نماز پڑھا کرتے تھے خواہ کتنی ہی گرمی اور دھوپ ہو ان کو کچھ پرواہ نہ تھی ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب چند مکان خالی ہوئے حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے وہاں مکان لینے کا ارادہ کیا لیکن جب سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا نماز کے لئے آنے میں ہر ہر قدم پر ثواب ملتا ہے اس لئے دور سے آنے میں زیادہ ثواب ہے تو انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور تادم آخر ایک میل دور سے آکر مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے یہاں تک کہ جب بینائی جاتی رہی تو بھی کسی کا سہارا لے کر نماز کے لئے برابر مسجد میں پہنچتے تھے۔

سبحان اللہ! صحابہ کرام (علیہم الرضوان) میں با جماعت نماز ادا کرنے کا کتنا زبردست جذبہ تھا! واقعی، پانچوں وقت ایک ایک میل کا سفر کر کے آنا، یہ کوئی آسان کام نہیں اور پھر جذبہ اطاعت بھی تو دیکھئے کہ صرف اس لئے مسجد نبوی ﷺ کے قریب گھر نہیں خریدا تاکہ دور سے آنے میں زیادہ ثواب حاصل ہو اور حد تو یہ ہے کہ نابینا ہو جانے کے باوجود بھی اس قدر سفر کر کے مسجد نبوی ﷺ میں با جماعت نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لاتے رہے ان واقعات سے ہمیں درس حاصل کرنا چاہیئے کہ افسوس! ہر قسم کی سہولت کے باوجود بھی ہم جماعت ترک کر دیا کرتے ہیں۔

دن بھر کے گناہ معاف:

تاجدار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص نماز ظہر با جماعت پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے فجر سے لے کر ظہر تک کے گناہ معاف فرما دے گا اور اگر نمازِ عصر با جماعت پڑھے تو اس وقت تک کے گناہ بخشے جائیں گے اور اگر نماز مغرب جماعت کے ساتھ پڑھے تو عصر و مغرب تک کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور اگر عشاء کی نماز با جماعت پڑھے تو اس وقت تک کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اور اگر نمازِ صبح با جماعت پڑھے تو رات بھر کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فرشتوں کی آمین کا کیا کرو گے:

حضرت سیّدنا امام ابو یوسف و حضرت سیّدنا امام محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو تیس برس کی عمر پائی آپ روزانہ دو سو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا اس دن ایک وقت کی جماعت چھوٹ گئی تو میں نے اس خیال سے کہ جماعت کی نماز کا پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے اس نماز کو میں نے اکیلے پچیس مرتبہ پڑھا پھر مجھے کچھ غنودگی آ گئی تو کسی نے خواب میں آ کر کہا پچیس نمازیں تو تم نے پڑھ لیں مگر فرشتوں کی آمین کا کیا کرو گے؟

Scanned with CamScanner

کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ امام جب ولا الضالین○ کہے تو تم لوگ (آمین) کہو کہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اس فضیلت کو تم جماعت کے بغیر نماز پڑھے ہوئے کس طرح حاصل کر سکتے ہو۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے والا اگرچہ ہزاروں مرتبہ اسی نماز کو پڑھے مگر پھر بھی جماعت کی خصوصی فضیلت اس کو ہرگز ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔

افسوس کہ ہم لوگ جماعت کی پرواہی نہیں کرتے بلکہ نماز بھی اگر قضا ہو جائے تو ہمیں کسی قسم کا کوئی رنج نہیں پہنچتا مگر ہمارے اسلاف کی حالت تو یہ تھی کہ اگر ان کی تکبیر اولیٰ بھی کبھی فوت ہو جاتی تو انہیں اس قدر صدمہ ہوتا جیسے کوئی بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو۔ یہ حضرات دنیا و مافیہا (یعنی یہ دنیا اور اس میں جو کچھ بھی ہے) سے تکبیر اولیٰ کو زیادہ اہم سمجھتے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے چنانچہ حضرت اما محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مروی ہے کہ سلف صالحین یعنی پرانے بزرگوں کے نزدیک نماز کی کچھ اس قدر اہمیت تھی کہ اگر ان میں سے کسی کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو تین دن تک اس کا افسوس کرتے رہتے اور اگر کسی کی کبھی جماعت فوت ہو جاتی تو اس کا سات روز تک غم مناتے۔

ثواب ہی ثواب:

پانچوں نمازیں با جماعت ادا کرنے والے کے لئے ہر ایک نماز کے جدا جدا عظیم الشان فضائل پر مشتمل روایت پڑھیئے اور جھومیئے چنانچہ جب بندہ مومن نماز فجر با جماعت ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (ہر رکعت کے عوض بارہ صدیقوں کا ثواب نامہ اعمال میں درج فرماتا ہے اگر یہ شخص ظہر کے وقت انتقال کر جائے تو دنیا سے شہید اٹھے گا اور جب یہ شخص ظہر کی نماز با جماعت ادا کرے تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے عوض دس صدیقوں اور بارہ شہیدوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج فرماتا ہے اگر یہ شخص عصر کے وقت تک

مر جائے تو شہادت کا رتبہ پائے گا اور جب عصر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے تو ہر رکعت کے بدلے پرہیزگاروں کا ثواب اور حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کا اجر اس کو ملے گا اگر یہ شخص وقت مغرب تک مر جائے تو شہید ہوگا اور جب نماز مغرب جماعت کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے اہل خشوع کا ثواب اور بارہ مقرب فرشتوں کا اجر اسے عنایت فرمائے گا اگر یہ شخص وقت عشاء تک مر جائے تو شہید ہوگا اور جب عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے سالکین کا ثواب اور بارہ علمائے با عمل صاحب تقویٰ کا اجر اسے بخشے گا۔

اگر یہ شخص اس رات مر جائے تو شہید ہوگا اور جب نماز وتر خواہ نماز عشاء کے ساتھ ملا کر یا رات کے پچھلے حصے میں نیند سے بیدار ہو کر ادا کرے تو اللہ تعالیٰ ہر رکعت کے بدلے میں سو غلام آزاد کرنے کا ثواب اور سو حج بیت اللہ کا اجر اسے رحمت فرمائے گا اور پھر اس قدر ثواب ملے گا کہ گویا اس نے سو راتیں رات بھر عبادت الٰہی میں جاگ کر بسر کی ہیں۔ اگر صبح تک یہ شخص مر جائے تو شہید ہوگا اور جس وقت تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلام کے ساتھ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن قبر سے صابرین کے زمرہ میں اٹھائے گا اور اس کے حساب میں تخفیف ہوگی (تذکرۃ الواعظین)

ساری رات قیام کا ثواب:

اگر مسلمان نماز عشاء اور نماز فجر با جماعت ادا کرے تو گویا اس نے ساری رات عبادت میں گزاری چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عشاء با جماعت ادا کرے اس کو نصف شب کا ثواب اور جو عشاء و فجر کی نماز با جماعت پڑھے اس کو ساری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

(رواہ الترمذی جلد ۱ ص ۳۰)

ترکِ جماعت پر وعید

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت

میں میری جان ہے بے شک میں ارادہ کرتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب وہ اکٹھی ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں پس اس کے لئے اذان دی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں جو نماز پڑھاتے پھر ایسے لوگوں کے گھر جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں گھروں کو جلانے کا حکم دیتا۔

(رواہ احمد و مسکوۃ ص ۹۷)

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حق میں اتنے رحیم و شفیق ہیں کہ اپنے امتی کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں کرتے۔ مگر ترکِ جماعت والوں پر اتنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کے گھروں کو جلا دینے کا حکم دینے کو تیار ہیں۔

جہنم میں جائے گا:

حضرت سیّدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، عالی جاہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جو پوری رات نماز پڑھتا ہو اور دن کو روزہ بھی رکھتا ہو مگر جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا اور جماعت کے ساتھ نماز بھی نہیں پڑھتا اگر ایسا شخص اسی حالت میں مر جائے تو آخرت میں اس کا کیا حال ہوگا؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا ''وہ جہنم میں جائے گا (درۃ الناصحین)

افسوس! ہماری تو نماز بھی اگر قضا ہو جائے تو اس پر ہم کوئی ندامت کا اظہار نہیں کرتے جبکہ ہمارے بزرگوں کے یہاں تو کبھی کسی مجبوری کے تحت بھی اگر جماعت چھوٹ جاتی تو اسے بہت عظیم سانحہ تصور کیا جاتا۔

جماعت فوت ہو جانے کا نقصان:

حضرت سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اگر یہ

نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس رہ جانے والے کے لئے کیا ہے تو گھسیٹے ہوئے حاضر ہوتا۔ (طبرانی)

کان میں پگھلا ہوا سیسہ:

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اگر ابن آدم کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اذان سنے مگر مسجد میں نہ آئے۔

جہنم کی وعید:

حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لوگ ہمیشہ صف اوّل سے پیچھے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے موخر کر کے نار میں ڈال دے گا۔

الامان! الامان! واقعی ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں کہ شروع میں تو وہ پہلی صف میں ہی نظر آتے ہیں پھر آہستہ آہستہ جماعت میں تاخیر شروع ہو جاتی ہے پھر بے جماعت نماز پڑھنا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر معاذ اللہ آہستہ آہستہ نماز تک سے محروم ہو جاتے ہیں اور ظاہر ہے بے نمازی اللہ عزوجل کی رحمت سے دور اور مستحق نار جہنم ہوتا ہے۔

شیطان مسلط ہو گیا:

حضرت سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''کسی گاؤں یا بادیہ میں تین شخص ہوں اور نماز قائم نہ کی گئی مگر ان پر شیطان مسلط ہو گیا، تو جماعت کو لازم جانو کہ بھیڑیا اس بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے دور ہو۔ (احمد)

نماز باجماعت اور اجتماعیت کے پانچ اصول

نماز باجماعت کے فلسفے سے مستنبط اجتماعیت کے پانچ اصول ایسے ہیں جن کو اپنا لینے سے معاشرے کی اصلاح و تطہیر کو بطریق احسن عمل میں لایا جا سکتا ہے ان کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ خاتمہ انتشار:

اسلام میں اجتماعیت کا تصور ملت کو ہر قسم کے انتشار اور بدنظمی سے پاک دیکھنا چاہتا ہے اس سلسلے میں ایک روایت کا حوالہ دینا خالی از حد فائدہ نہ ہوگا ایک دفعہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں کو ٹولیوں کی صورت میں ادھر ادھر بیٹھے دیکھا آپ ﷺ نے انہیں سرزش کی اور متنبہ فرمایا کہ اگر تم اس طرح منتشر رہو گے تمہارے دل کبھی ایک دوسرے سے نہ مل سکیں گے اس ارشادِ رسول ﷺ سے امت مسلمہ کو تعلیم ملتی ہے کہ وہ اپنی صفوں کو انتشار کی لعنت سے پاک رکھیں۔

۲۔ فروغِ وحدت واستحکام:

اجتماعیت کا دوسرا اصول امت میں وحدت فکر وعمل واتحاد ویکجہتی کو فروغ دینا ہے مسجد میں صف بندی اور قبلہ رو یک سمتی سے یہی تعلیم ملتی ہے جس کے سانچے میں زندگی کو من حیث المجموع ڈھال لینے سے ملت اسلامیہ قوت واستحکام سے بہرہ ور ہو سکے گی۔

۳۔ نظم ونسق کا لحاظ:

اجتماعیت کا یہ اصول صرف اس پر موقوف نہیں کہ صف بندی کر کے بیٹھے رہیں بلکہ اس کی نتیجہ خیزی کے لئے لازمی ولابدی ہے کہ صفوں میں ترتیب وقرینہ کو ملحوظ رکھا جائے حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صفوں میں ترتیب وقرینہ سے بیٹھنا فرشتوں کی سنت ہے۔

مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر نظم وضبط کے اصول کا اطلاق امت کو متحد ومنظم رکھنے اور اس کی شیرازہ بندی کے لئے از بس ضروری ہے اس ضمن میں ارشاد ربانی ہے

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا O

تم سب مل کر اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔

حرز جاں بنانے کے قابل ہے تاکہ باطل کے مقابلے میں اہل اسلام کی ہوا نہ اکھڑے اور اقوام عالم میں انہیں ننگ ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔

۴۔ تنظیم سازی:

جس طرح نماز میں حکم ہے کہ جب تک صف اوّل مکمل نہ ہو دوسری صف نہ بنائی جائے اور صفوں میں حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے یعنی پہلی صف میں عمر اور عملی مرتبہ کے اعتبار سے بڑے بڑے لوگ کھڑے ہوں اور دوسری صف میں وہ لوگ کھڑے ہوں جو درج میں ان سے کم تر ہوں۔ آخری صف میں بچے اور اگر عورتیں بھی شامل جماعت ہوں تو وہ سب سے پچھلی صف میں کھڑی ہوں اس اصول کا اطلاق نماز سے باہر عملی زندگی پر بھی مکمل طور پر ہوتا ہے جس میں تنظیم کی اہمیت وافادیت ایک مسلمہ امر ہے۔

۵۔ قیادت کی اہلیت:

نماز باجماعت کی امامت کے لئے شریعت مطہرہ نے کسی ایسے شخص کو امام مقرر کرنے کا حکم دیا ہے جو ان شرائط پر امکانی حد تک پورا اترتا ہو جنہیں کتب فقہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس ضمن میں اوّلین شرط یہ ہے کہ امام چونکہ مفروض الاطاعت ہے اور اس کی تقلید لازم قرار دی گئی ہے اور بحیثیت امام اس شخص کی تقرری عمل میں لائی جائے جسے اپنے مقتدیوں پر برتری اور فوقیت حاصل ہو امام کی اہلیت کا معیار آنحضور ﷺ کی اس حدیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان ہوا آپ ﷺ نے فرمایا۔

”قوم کی امامت وہ کرے جو ان سب میں سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا اگر قراءت قرآن میں تمام برابر کا درجہ رکھتے ہوں تو پھر جو سب سے زیادہ عالم سنت ہو وہ امامت کرے اس میں بھی سب برابر ہوں تو جو ہجرت میں۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی حکمتیں

☆ روزانہ پانچ بار کی ملاقات اور دعا وسلام دل کی عداوت دور کرتا ہے، قوم میں پابندی اوقات کی عادت پڑتی ہے کہ سب لوگ جماعت کے وقت پر دوڑے آتے ہیں جماعت

سے متکبرین کا غرور ٹوٹتا ہے کہ یہاں بادشاہ کو فقیر کے ساتھ کھڑا ہونا پڑتا ہے۔

☆ پانچ وقت باجماعت ایک مسجد میں ادا کرنے سے باہمی محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ آکر نہ ملے تو لوگوں کو فکر اور تشویش ہو جاتی ہے کہ فلاں شخص آج مسجد میں کیوں نہیں آیا اور اگر فی الواقع تشویش کی بات ہوتی ہے تو لوگ اس کی ہر طرح سے امداد کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں غربت و اخلاص کا معاملہ ہوتا ہو تو لوگ اس کی مالی امداد کرتے ہیں تاکہ غرباء کی مدد کی وجہ سے امیروں کو ثواب ملے۔

☆ نیز مسجد ہمارا میٹنگ ہاؤس یا دارالشوریٰ ہے جہاں جمع ہو کر مسلمان اہم مشورہ کر سکتے ہیں گویا مسجد میں روزانہ محلہ کی پانچ وقت کانفرنسیں ہوتی ہیں مسجد نبوی سے ہی اسلامی فوج نکل کر جہاد وغیرہ کرتی تھی، دینی فائدے یہ ہیں کہ اگر جماعت میں ایک کی نماز قبول ہوگئی تو سب کی قبول ہے۔ جماعت میں گویا مسلمانوں کا وفد بارگاہ الٰہی عزوجل میں حاضر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حاکم کے یہاں تنہا کے مقابل وفد کا زیادہ احترام ہوتا ہے۔ جماعت میں انسان رب تعالیٰ کی کچہری میں وکیل یعنی امام کے ذریعہ عرض معروض کراتا ہے، بات کا وزن بڑھ جاتا ہے مسجد کی طرف آنے جانے میں ہر قدم پر دس نیکیاں ملتی ہیں جماعت سے آدمی کو دینی پیشوا علماء، صوفیا کا ادب سکھایا جاتا ہے۔

نماز باجماعت کے ثمرات سے محرومی کیوں؟

یہ بات اہل فکر و نظر کے لئے سوچنے کی ہے کہ نماز باجماعت کا نظام جو اسلامی معاشرے میں موثر اجتماعیت کے قیام کے لئے اساس کا درجہ رکھتا ہے اس کے عملی اثرات ہماری معاشرتی زندگی پر کیوں مرتب ہوتے نظر نہیں آتے۔ اکثر یہ بات مشاہدے میں آتی ہے کہ لوگ سالہا سال تک ایک ہی مسجد میں کندھے سے کندھا جوڑ کر نماز پڑھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک دوسرے سے بیگانہ و لاتعلق رہتے ہیں۔ مقام تاسف ہے کہ ہماری نماز بے روح اور رسمی سی چیز بن کر رہ گئی ہے اس گھمبیر صورت حال کا ازالہ کرنا از بس ضروری ہے۔ افراد ملت کو احساس کے مشترک رشتے میں منسلک کرنے کے لئے باجماعت نماز کے

ثمرات سے کما حقہ استفادہ کرنا چاہئے اور ہم نے بے حسی و جمود کی جو چادر اپنے اوپر تان رکھی ہے اس کو اتار پھینکنا چاہیئے۔

مسجد اسلامی نظام اجتماعیت میں ایک مرکز کی حیثیت رکھتی ہے یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو مسلمانوں کو رنگ، نسل، قبیلہ، حسب و نسب اور ذات پات کے امتیازات کو بالائے طاق رکھ کر فقط ایمان کی بنیاد پر ایک ہی سطح پر لے آتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

بلاشبہ مسجد ایک ایسی درس گاہ ہے جہاں انسانی مساوات کا عملاً درس دیا جاتا ہے اور محمود و ایاز کے درمیان سب تفریق ختم کر دیتا ہے جہاں وحدت اولاد آدم کے نظریئے کی تعلیم رنگ، نسل، قوم، زبان اور اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز کے بغیر ہر ایک کو دی جاتی ہے لیکن عملاً جو کچھ ہم اپنے گرد و پیش شب و روز دیکھتے ہیں اس پر دل خون کے آنسو روتا ہے یہ ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ مسجد میں شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ہم محمود و ایاز کا فرق ختم کرنے کا علامتی اظہار کرتے ہیں اس سے باہر آتے ہی ہمارے درمیان دولت و اقتدار اور منصب و جاہ کی مصنوعی دیواریں حائل ہونے لگتی ہیں اس دورنگی اور تضاد پر مبنی کردار نے ملت کے اندر انتشار و افتراق اور تشتت و بے یقینی کی راہیں کھول دی ہیں جس سے امت مسلمہ کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

نماز اور انفرادیت کا تصور

شریعت مطہرہ نے مجبوری کی حالت میں جب نماز باجماعت میسر نہ آئے تو انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کی رفعت و اجازت عطا فرمائی ہے تاجدار مدینہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، انفرادی نماز کے تصور کو بڑے دلنشین انداز سے اجاگر کرتا ہے یہ کہ اپنے گھروں کو ذکر الٰہی عزوجل سے آباد کرتے رہو۔

حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

صلوافی بیوتکم ولا تتخذوھا قبورا (ترمذی ۱:۱۰۳)

اپنے گھروں میں (بھی) نماز پڑھو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

اس سلسلے میں حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ فرمانِ عالیشان ہے۔

"ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو نماز گاہ بناؤ اور انہیں قبرستان کی ہیئت میں تبدیل نہ کرو" (بخاری، ۱:۱۵۸)

حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ کے اس ارشادِ مبارک کی رو سے اگرچہ مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنے والا بہت زیادہ اجر و ثواب کا حقدار ہے تاہم انفرادی طور پر گھر میں نماز ادا کرنا بھی حکمت و افادیت سے خالی نہیں۔ فرضوں کی با جماعت نماز کے بعد نوافل و سنن کا گھر کی چار دیواری میں ادا کرنا احسن ہے اس سے جہاں گھر کی فضا فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتی ہے وہاں یہ تصور بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں زندگی کی ہر سطح پر اجتماعیت کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ شخصی انفرادیت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے یہ دونوں پہلو اسلامی طرز زندگی کی اساس ہیں اور دونوں کا باہمی ربط اسلامی معاشرے کی ہمہ جہت ترقی کا ضامن ہے۔

نماز ہائی بلڈ پریشر کا علاج

نماز قائم کرنے کے لئے ہم سب سے پہلے وضو کا اہتمام کرتے ہیں وضو کے دوران جب ہم اپنا چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھوتے ہیں، پاؤں دھوتے ہیں اور سر کا مسح کرتے ہیں تو ہمارے اندر دوڑنے والے خون کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ جس سے ہمیں سکون ملتا ہے اس تسکین سے ہمارا اعصابی نظام متاثر ہوتا ہے پر سکون اعصاب سے دماغ کو آرام ہوتا ہے۔ اعضاء رئیسہ، سر پھیپھڑے، دل اور جگر وغیرہ کی کارکردگی بحال ہوتی ہے ہائی بلڈ پریشر کم ہو کر نارمل ہو جاتا ہے، چہرے پر رونق اور ہاتھوں میں رعنائی اور خوبصورتی آ جاتی ہے وضو کرنے سے اعصاب کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے، آنکھیں پر کشش ہو جاتی ہیں، سستی کاہلی دور ہو جاتی ہے آپ کبھی بھی تجربہ کر سکتے ہیں کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو وضو کرائیں تو بلڈ پریشر کم ہو جائے گا۔ (از افادات عظیمی)

گنٹھیا کا علاج قیام کے ذریعے:

گنٹھیا یا جوڑوں کے دردوں کا علاج نماز میں ممکن ہے جب ہم وضو کرنے کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو پہلے ہمارا جسم ڈھیلا ہوتا ہے لیکن جب نماز کی نیت کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو قدرتی طور پر جسم میں تناؤ پیدا ہو جاتا ہے اس حالت میں آدمی کے اوپر سے سفلی جذبات کا زور ٹوٹ جاتا ہے سیدھے کھڑے ہونے میں ام الدماغ سے روشنیاں چل کر ریڑھ کی ہڈی سے ہوتی ہوئی پورے اعصاب میں پھیل جاتی ہیں یہ بات سب جانتے ہیں کہ جسمانی صحت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے اور عمدہ صحت کا دارومدار ریڑھ کی ہڈی کی لچک پر ہے۔

نماز میں قیام کرنا گھٹنوں، ٹخنوں اور پیروں سے اوپر پنڈلیوں، پنجوں اور ہاتھ کے جوڑوں کو قوی کرتا ہے، گنٹھیا کے درد کو ختم کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جسم سیدھا رہے اور ٹانگوں میں خم واقع نہ ہو۔

رکوع سے جگر کے امراض کا خاتمہ:

جھک کر رکوع میں دونوں ہاتھ اس طرح گھٹنوں پر رکھے جائیں کہ کمر بالکل سیدھی رہے اور گھٹنے جھکے ہوئے نہ ہوں اس عمل سے معدے کو قوت پہنچتی ہے، نظام انہضام درست رہتا ہے، قبض ہوتی ہے، معدے کی دوسری خرابیاں نیز آنتوں اور پیٹ کے عضلات کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے رکوع کا عمل جگر اور گردوں کے افعال کو درست کرتا ہے اس عمل سے کمر اور پیٹ کی چربی کم ہو جاتی ہے، خون کا دوران تیز ہو جاتا ہے چونکہ دل اور سر ایک سیدھ میں ہو جاتے ہیں اس لئے دل کے لئے خون کو سر کی طرف پمپ کرنا آسان ہو جاتا ہے اس طرح دل کا کام کم ہو جاتا ہے اور اسے آرام ملتا ہے جس سے دماغی صلاحیتیں اجاگر ہونے لگتی ہیں دورانِ رکوع چونکہ ہاتھ نیچے کی طرف جاتے ہیں اس لئے کندھوں سے لے کر ہاتھ کی انگلیوں تک پورے حصے کی ورزش ہو جاتی ہے اس سے بازو کے پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں اور جو فاسد مادے بڑھاپے کی وجہ سے جوڑوں میں جمع ہو

جاتے ہیں وہ ازخود خارج ہوجاتے ہیں۔

رکوع سے پیٹ کم کرنے کا علاج:

رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہوکر ہم سجدے میں جاتے ہیں، سجدے میں جانے سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے جاتے ہیں (خاص طور پر خواتین کے لئے) یہ عمل ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط اور لچکدار بناتا ہے اور خواتین کے اندرونی اعصاب کو تقویت بخشتا ہے اگر رکوع کے بعد سجدے میں جانے کی حالت میں جلدی نہ کی جائے تو یہ اندرونی جسمانی اعضاء کے لئے نعمت غیر مترقبہ ورزش ثابت ہوتی ہے سجدہ کی حالت ایک ورزش ہے جو رانوں کے زائد گوشت کو گھٹاتی ہے اور جوڑوں کو کھولتی ہے اگر کولہوں کے جوڑوں میں خشکی آجائے۔ یا چکنائی کم ہوجائے تو اس عمل سے یہ کمی پوری ہوجاتی ہے اور بڑا ہوا پیٹ کم ہوجاتا ہے متناسب پیٹ سے جسم سڈول اور خوبصورت لگتا ہے۔

السر کا علاج سجدے کے ذریعے

جن لوگوں کے معدے میں جلن رہتی ہے اور زخم ہوتا ہے صحیح سجدے کے عمل سے یہ مرض ختم ہوجاتا ہے سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھی جاتی ہے اور اس عمل سے دماغی لہریں زمین کے اندر دوڑنے والی برقی رو سے براہ راست ہم رشتہ ہوکر دماغ کی طاقت میں کئی گنا اضافہ کر دیتی ہے اس حالت سے دماغ پرسکون اور مطمئن ہوجاتا ہے پرسکون دماغ معدے کے تیزابی گلینڈز کو زیادہ تیزاب پیدا کرنے سے روکتا ہے اور یوں معدے کی تیزابیت ختم اور زخم مندمل ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

سجدہ اور جملہ دماغی امراض:

خشوع وخضوع کے ساتھ دیر تک سجدہ کرنا دماغی امراض کا علاج ہے دماغ اپنی ضروریات کے مطابق خون سے ضروری اجزاء حاصل کر کے فاسد مادوں کو خون کے ذریعے گردوں کو واپس بھیج دیتا ہے تاکہ گردے انہیں پیشاب کی شکل میں باہر نکال دیں۔ سجدہ سے اٹھتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ سر جھکا ہوا ہو اور بازو سیدھے اور ان

میں قدرے تناؤ ہو۔ اٹھتے وقت (ان پر ہتھیلیاں بھی رکھیں کمر کو پوری کوشش سے اوپر اٹھائیں اور آہستہ سے کھڑے ہوجائیں یا بیٹھ جائیں۔

سجدہ اور چہرے کی جھریاں:

ریڑھ کی ہڈی میں حرام مغز بجلی کی ایک ایسی تار ہے جس کے ذریعے پورے جسم کو حیات ملتی ہے سجدہ کرنے سے خون کا بہاؤ جسم کے اوپری حصوں کی طرف ہوجاتا ہے جس سے آنکھیں، دانت اور پورا چہرہ سیراب ہوتا رہتا ہے اور رخساروں پر سے جھریاں دور ہوتی ہیں، یادداشت صحیح کام کرتی ہے فہم وفراست میں اضافہ ہوجاتا ہے آدمی کے اندر تدبر کی عادت پڑ جاتی ہے بڑھاپا دیر تک نہیں آتا سو سال کی عمر تک بھی آدمی چلتا پھرتا رہتا ہے اور اس کے اندر ایک برقی رو دوڑتی رہتی ہے جو اعصاب کو تقویت پہنچانے کا سبب بنتی ہے صحیح طریقہ پر سجدہ کرنے سے بند منزلہ، ثقل سماعت اور سر درد جیسی تکلیفوں سے نجات ملتی ہے۔

نماز سے سانس کی ورزشیں

آیات ربانی کی تلاوت کے چند اصول مقرر ہیں حلق ہرطرف کی ادائیگی کا مقام مقرر ہے جن کو مخارج کہا جاتا ہے اور ان کی کافی اہمیت ہے اس لئے عربی میں حروف کے مخارج کے لحاظ سے اس کے معنی ومفہوم بھی بدل جاتے ہیں مثلاً الف کا مخرج ع سے مختلف ہے۔ ح اور ہ، خ اور ق، ط اور ت وغیرہ ان کی ادائیگی میں بے حد لازم ہے ورنہ مخارج کی بے احتیاطی سے نہ صرف معنی بدل جاتے ہیں بلکہ اس طرح ادا کرنے پر گناہ اور وعید ہے۔ اس طرح حرف کی ادائی میں صحیح مخارج ادا کرنا لازمی ہے جس کے لئے پڑھنے والوں کو ہر حرف پر اس کے صحیح مخارج ادا کرنے میں آواز کے اندر اتار چڑھاؤ کے لحاظ سے سانس کی پوری نالی، ہونٹ، دانت، زبان اور حلق، ناک اور ان کے مختلف حصوں سے مختلف حروف کے مخارج متعین ہیں۔ مثال کے طور پر ہونٹ کے اندر درمیان اور باہر سے نکلنے والے حروف کی آوازیں اسی طرح زبان کے نوک درمیان اور پچھلے حصہ سے نکالے جانے والی

Scanned with CamScanner

آوازوں کا متوازن اور صحیح مخارج نکالنا۔ اس سے بہتر سانس کی ورزشیں ممکن نہیں ہیں اور نمازی ایسی ورزشیں دن میں کئی بار وقفہ وقفہ سے لازماً کرتا رہتا ہے نماز میں ادائی قرأت اور مخارج کی ان ورزشوں میں تبدیلی مقامات کی وجہ کسی ایک مقام کی آوازوں کے تاروں Vocals پر مسلسل بار بھی نہیں پڑتا، پھر یہ مشق تلاوت کلام پاک چند منٹوں میں ختم کر دی جاتی ہے۔ تلاوت کلام پاک چاہے آہستہ کریں یا بلند آواز سے ہر حال میں ادائی مخارج کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

نماز اور مروجہ ورزشیں:

صحت کے لئے ورزش کی اہمیت سے ہر شخص واقف ہے۔ نماز میں تمام اعضاء کی مکمل ورزش ہوتی ہے اس ورزش سے آدمی پہلوان نہیں بنتا اور نماز کا مقصد بھی آدمی کو پہلوان بنانا نہیں لیکن صحت قائم رکھنے اور روزمرہ کاموں کو جوش اور رغبت سے انجام دینے کے لئے یہ بہت کافی ہے نماز میں جو ورزش ہوتی ہے اس کی مروجہ ورزشوں پر (چاہے وہ ہندوستانی ورزش ہو جیسے ڈنڈ، بیٹھک، انگریزی ورزش ہو جیسے ڈمبر لشر جمناسٹک یا یوگا وغیرہ کئی حیثیتوں سے نماز کو برتری حاصل ہے چند خصوصیات اس طرح ہیں۔

۱۔ جسمانی ورزش کے مروجہ طریقے پر جو مشقت ہوتی ہے ان طریقوں میں عام طور پر 500(800) کیلوریز طاقت خرچ ہوتی ہے ان ورزشوں کے بعد آدمی خود کو تھکا ہوا محسوس کرتا ہے اس کے برخلاف نماز میں جو ورزش ہوتی ہے اس سے تھکن ہونا تو دور کی بات ہے ایک طرح کی فرحت کا خوشگوار احساس ہوتا ہے نماز کا کمال یہ ہے کہ اس سے طاقت خرچ کئے بغیر جسم کو قوت حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ عام ورزش، جسم کے صرف چند حصوں کو طاقتور بناتی ہیں جیسے سینہ، بازو وغیرہ نماز میں جو جسمانی حرکات رکھی گئی ہیں وہ اس قدر مکمل ہیں کہ ان سے تمام اعضاء رگ اور پٹھے مضبوط ہوتے ہیں سر سے پاؤں تک ہر عضو کی ورزش ہوتی ہے۔

۳۔ جسمانی ورزش کے مروجہ طریقوں میں ایک حالت سے دوسری حالت میں تیزی اور

پھرتی سے جانا ہوتا ہے اس سے اعصاب پر بار پڑتا ہے نماز کے ارکان آہستگی سے ادا کئے جاتے ہیں ایک حالت سے دوسری حالت میں پہنچنے کے بعد تھوڑی دیر اطمینان سے ٹھہرنا ضروری ہوتا ہے نماز سے اعصاب پر کوئی بار نہیں پڑتا نہ سانس کی رفتار تیز ہوتی ہے یہ ورزش ہے جسے بچہ، بوڑھا، عورت، مرد، تندرست، بیمار ہر کوئی ادا کر سکتا ہے یہاں تک کہ حاملہ عورتیں عین زچگی تک بھی نماز پڑھ سکتی ہیں لیکن مروجہ جسمانی ورزشوں اور یوگا میں یہ صورت نہیں۔ یوگا میں ایک آسن ہے۔ جس کو سرشامن آسن کہا جاتا ہے یہ آسن یوگا میں شہنشاہ کا درجہ رکھتا ہے لیکن یوگا کے ماہرین کئی لوگوں کو اس آسن سے منع کرتے ہیں دل کے اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض، بڑی عمر کے لوگ اور حاملہ عورتیں یہ آسن نہیں کر سکتے۔ یوگا میں کئی آسن ایسے ہیں جن کو ہرنیا، پیپٹک السر اور ٹیوبرکلوسس کے مریض نہیں کر سکتے۔ یہی حال دوسری ورزشوں اور جمناسٹک کا ہے۔

۴۔ موجودہ دور کا انسان بہت مصروف ہے ورزش کے لئے علیحدہ وقت نکالنا اس کے لئے مشکل مسئلہ ہے نمازیں عبادت کے ساتھ ورزش بھی ہوتی ہے علیحدہ وقت نکالنے کی ضرورت نہیں پڑتی آم کے آم گٹھلیوں کے دام والی مثل ہے۔

۵۔ فرض نماز کے لئے مسجد جانے سے ٹہلائی بھی ہو جاتی ہے جو بجائے خود بہترین ورزش ہے وقفوں وقفوں سے ایسی ٹہلائی ہوتی ہے کہ جسم پر بالکل بار نہیں پڑتا زیادہ وقت بھی خرچ نہیں ہوتا اور ٹہلائی کے بے شمار فائدے مفت حاصل ہوتے ہیں دوسری ورزشیں زیادہ تر بند مقامات پر کی جاتی ہیں ٹہلائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۶۔ نماز کے لئے بار بار رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے چند سادہ سے افعال ہیں جن کو ایک دفعہ اچھی طرح سمجھ لینا کافی ہے صرف چار حالتوں (قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ) میں تمام اعضاء کی مکمل ورزش کا اہتمام ہے دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی مثل پوری طرح صادق آتی ہے دوسری ورزشوں اور یوگا کے طریقے پیچیدہ ہیں جن کی صحیح ادائی کے لئے ہر وقت کسی ماہر کی رہنمائی ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

۷۔ مروجہ ورزشیں صرف جسم سے ادا کی جاتی ہیں نماز پورے وجود سے ادا کی جاتی ہے نماز میں دل دماغ بھی پوری طرح حاضر رہتے ہیں اور زبان بھی ان کا ساتھ دیتی ہے یوگا میں ذہنی یکسوئی کو مختلف سنوں میں جاری وساری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن اس کیفیت کو پیدا کرنا پڑتا ہے جو آسان نہیں ہے نماز میں یہ کیفیت پہلے سے موجود ہے بلکہ نماز ''حضوری قلب'' ہی کا دوسرا نام ہے خاص بات یہ ہے کہ نماز میں بندہ پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ بار بار اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرتا ہے اور اس ذات سے فیض پاتا ہے جو تمام طاقتوں اور قوتوں کا مرکز ہے۔

۸۔ نماز کو ورزش کے مروجہ طریقوں پر جو امتیاز حاصل ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ نماز کا طریقہ اللہ عزوجل کا مقرر کیا ہوا ہے جبکہ دوسری ورزشوں کے طریقے انسانوں کے دماغ کی پیداوار ہیں یہی وجہ ہے کہ نماز میں جو ورزش ہوتی ہے وہ ہر لحاظ سے فطری، مکمل، آسان اور بے ضرر ہے جبکہ مروجہ ورزشوں میں بہت طریقے غیر فطری نامکمل اور نقصان دہ ہیں۔

ازالہ قبض کی ورزشیں اور نماز

ان سب میں زیادہ وہ ورزشیں ہیں جن میں مخالف قسم کی وضعتوں کے ذریعہ جسم کا توازن برقرار رکھا جاتا ہے عموماً تمام ورزشوں میں سر اوپر اور ٹانگیں نیچے رہتی ہیں لیکن یوگیوں نے ''یوگا'' تعلیمات کے ذریعہ ایسے آسن طریقے تجویز کیے ہیں جن میں سر نیچے کولھے ٹانگیں اوپر کی جانب اٹھتی رہتی ہیں اس قسم کی ورزش سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ دیرینہ قبض:

یہ شکایت عام ہے جس میں لوگوں کے معدے اور قولون آنت اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہیں اس قسم کی ورزش سے معدہ اور قولون اپنی اصلی جگہ پر آجاتے ہیں۔

۲۔ آنتوں میں اجتماع خون کی کیفیت دور ہو جاتی ہے اس لئے کہ جب سر نیچا ہوتا ہے تو آنتوں سے خون کم ہو کر نیچے اترتا ہے اور آنتوں کے اجتماع میں قدرے کمی

واقع ہوتی ہے۔

۳۔ مسلسل دباؤ احشاء شکم پر پڑتا ہے اسے مخالف سمت ہٹنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے تاکہ مسلسل دباؤ سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں مثلاً شکم کا بڑھ جانا اور اپنے اندرونی اعضاء کا اصلی مقام سے ہٹ جانا وغیرہ ان صورتوں میں ممکن ہے۔ شکم کے اعضاء اپنے اصل موقف پر قائم ہو جائیں۔

حالت سجدہ:

(دافع قبض ورزش) مسلمانوں میں جسمانی تربیت کے لئے ایک حالت سجدہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ یہ ایک وضع ہے انکساری اور عاجزی کی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بے حد پسند ہے اس میں طبی حیثیت سے بھی کافی فوائد وابستہ ہیں علاوہ اس کے کہ احشاء بطن (پیٹ کے اندر کے اعضاء) پر اس کے عضویاتی مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ دماغ، غدہ، درقبہ Thyroidgeand اور سینہ میں خون کی روانی بڑھ جاتی ہے۔ اور اس طرح ان اعضاء کے انعال میں ترقی پیدا ہوتی ہیں، جن کی رطوبات کی زیادتی نہ صرف صحت کو بہتر بنانے کے کام انعال میں ترقی پیدا ہوتی ہے جن کی رطوبات کی زیادتی نہ صرف صحت کو بہتر بنانے کے کام آتی ہیں بلکہ ان کی بدولت بہت سی بیماریوں کی روک تھام ہو جاتی ہے جیسے حافظہ کی کمزوری، (E.N.T) کان، ناک، حلق کے امراض، پیٹ اور سینے، جگر اور گردہ کے امراض وغیرہ۔

یوگا میں احتیاط ضروری ہے:

یوگا کے ''سری واسن'' کے سلسلہ میں یہ احتیاط (وارننگ) دی گئی ہے کہ اس وُرزش میں مقدور بھر جسم پر کوئی بار نہ ہونے پائے اور ورزش کے دوران کم سے کم وقت کے ساتھ مقرر کیا جائے مثلاً آغاز (20 سیکنڈ تا 15 منٹ) کیونکہ سخت مشقت کے دوران خون دماغ میں غیر معمولی طور پر بڑھ جاتا ہے اس وقت اس ''سری واسن'' سر نیچے والی ورزش سے نقصان پہنچ سکے گا۔

لیکن اسلام میں ''سجدہ'' کی جو وضع ہے اس میں بھی مندرجہ بالا ''سری واسن'' سے کہیں زیادہ آسانی اور ہر وقت عمل کر سکنے کی خوبی موجود ہے اور نہ اس میں کوئی خطرہ کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے کیونکہ اس میں نہ قوت سے دماغی شرائین پر بار پڑتا ہے کہ اس کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو کہ وہ مہلک ثابت ہو بلکہ اس میں احتیاط بھی ہے اور استفادہ کا کامل پہلو بھی۔

دماغ اور چہرے کے پورے غدود کو معتدبہ دباؤ کے ساتھ وقفہ وقفہ سے خون ملتا ہے اور اس میں چستی اور کارکردگی کی لہریں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔

اس لیے سجدہ میں کسی اور حالت سے زیادہ دماغ کا تغذیہ اور سینے اور عضلات شکم کے مسلسل دباؤ کو قدرے سکون دینے اور ان کے ربط باہمی کو ٹھیک کر لینے کا موقع حاصل ہو جاتا ہے۔

نماز میں سجدہ کی فزیالوجی:

نماز کی حالت قیام میں دونوں پیروں پر پورے جسم کا وزن تقسیم ہو کر پیٹ کے عضلات کو نارمل حالت ملتی ہے البتہ رکوع و سجود میں پیٹ کے عضلات پر چونکہ یک لخت دباؤ اور فوری ڈھیل یعنی آنتوں کی زیریں حرکت کے مخالف سمت یعنی ادھر کسی طرف دباؤ ڈالا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں نیچے کی طرف آنتوں میں مسلسل دباؤ سے سکون ملتا ہے اور سامنے سینے کی جانب اور دائیں طرف جگر اور بائیں طرف طحال (تلی) پر رکوع میں اور اس سے زیادہ سجود کی حالت میں دباؤ پڑتا ہے۔ جس سے ان تمام اعضاء میں ہلکی اور موثر عصبی تحریکات پیدا ہوتی ہیں ان حرکات کی بار بار تحریکات سے نظام ہضم کے دوران خون اور اخراج فضلات کی کیفیات پر باضابطگی کے اثرات مرتب پیدا کرتے ہیں۔ رفع حاجت میں بیٹھنے کا جو اسلامی طریقہ ہے اس طریقہ نشت میں احشاء غلاظ فضلہ کی آنت کے محرک مقامات پر دباؤ پڑتا ہے جس سے اجابت صاف آ جاتی ہے اور ازالہ قبض کی شکایت دور ہو جاتی ہے اس سے اسلام کے دین فطرت ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

باب ہفتم

نماز نفسیاتی امراض کا واحد حل

ابھی حال ہی میں اس بات کا تازہ انکشاف ہوا ہے کہ ''نفسیاتی'' امراض کے علاج کے لئے بہترین طریقہ علاج ''نماز'' ہے، ماہرین نفسیات اس بات پر عرصہ دراز سے غور و فکر اور تحقیق کر رہے تھے اب انہوں نے اس مرض کا راز اور اس کا علاج معلوم کر لیا ہے۔

قاہرہ میں ماہرین نفسیات کی ایک عظیم کانفرنس ہوئی جس میں عرب اور یورپین مندوبین شریک ہوئے تھے اس کانفرنس میں خصوصاً اس بات پر ہی لوگوں کا اتفاق رہا کہ کم از کم نفسیاتی امراض کے ازالہ کے لئے نماز سے بہتر اور کوئی طریقہ علاج ناممکن ہے۔ سعودی وزارت صحت کے ڈائریکٹر ڈاکٹر اسامہ محمد راضی نے ایک مقالہ پیش کیا۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا کہ نفسیاتی امراض کا سب سے بہترین اور کامیاب علاج ''نماز'' ہے۔ جس سے دل بھی مطمئن ہوتا ہے اور یہ بات تجربہ و مشاہدہ سے بھی ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ متحدہ امریکہ میں نفسیاتی امراض کے علاج کے لئے وہاں کے اسلامی اداروں کی جانب سے جو سنٹر قائم ہیں جس کا انہوں نے تجربہ کیا ہے وہ یہی اسلامی طریقہ نماز ہی ہے اس لئے مغربی ممالک میں امن و سکون کے متلاشی زندگیوں سے اکتا جانے والے لوگ جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور اطمینان و سکون کے خوشگوار نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مقالہ نگار آگے لکھتے ہیں کہ نیویارک کی ایک جیل میں پندرہ سو قیدی تھے جن میں اکثر دل اور نفس کے مریض تھے ان کے معالجین مرض کے ازالہ کے لئے تمام قسم کے طریقہ علاج کو استعمال کرنے کے بعد بھی ناکام رہے بالآخر انہوں نے فلسفہ نماز کو آزمایا اور اس میں وہ کامیاب رہے اور تجربہ اور مشاہدہ کے بعد وہ اس بات پر ایمان لے آئے اور ان کے دل و دماغ نے اس بات کی تصدیق بھی کی کہ اس دنیا کا پیدا کرنے

والا ضرور ہے۔

اس مرحلے پر پہنچنے کے بعد جس میں وہ کئی مہینے سے غور و فکر کر رہے تھے اس نتیجہ پر پہنچے کہ نماز بندے اور خدا تعالیٰ کے درمیان نقطہ وصل بنتی ہے آگے ان کو اس نقطے کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ عصر حاضر کی تمام مشکلات اور نفسیاتی بغض و عداوت سے نماز ہی نجات دلاتی ہے۔

ڈاکٹر اسامہ راضی آگے لکھتے ہیں کہ جب ہم اپنے ان قیدیوں پر نماز کے ذریعہ علاج کو آزمایا جو عرصہ دراز سے بند کوٹھریوں میں رہتے رہتے دل کے مریض ہو گئے ہم نے خود ان کو جمع کیا اور سب کے ساتھ نماز با جماعت ادا کرنے اور نماز میں خشوع و خضوع کا حد سے زیادہ اہتمام کیا تو یہی قیدی اب پنجوقتہ نماز کے عادی بن گئے اور ڈھائی سال کے قلیل عرصہ میں پندرہ سو قیدیوں کو اللہ تعالیٰ نے شفاء بخشی جس میں تقریباً آٹھ سو قیدی جو غیر مسلم تھے اس روحانی منظر کا مشاہدہ کر لینے کے بعد حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

مقالہ نگار قیدیوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی شفاء ارکانِ اسلام ہی کے ذریعہ ہوئی یہاں تک کہ ان کے ایمان کی پختگی اس درجہ پہنچ گئی کہ انہوں نے زکوٰۃ کو جمع کرنا شروع کیا اور اس کے ذریعہ غریبوں اور مستحق لوگوں کی امداد کی اور ساتھ ہی ساتھ مسجد کی تعمیر کے لئے بھی روپیہ اکٹھا کیا اور نیو یارک میں ایک عالی شان مسجد بنائی۔

آگے چل کر ڈاکٹر اسامہ راضی لکھتے ہیں کہ اب ہماری کوشش ہے کہ کسی طرح یہ تجزیہ سعودی عرب کے سرکاری ہسپتالوں میں ہوتا کہ اس قسم کے تمام مریضوں کا علاج ہو سکے بحث میں حصہ لیتے ہوئے دوسرے مقالہ نگار مصری وزارت صحت کے شعبہ نفسیات کے مشیر کار ڈاکٹر یوسف خلیل لکھتے ہیں کہ نماز تمام عصبی اور نفسیاتی امراض سے بچنے کا واحد ذریعہ اور مکمل علاج ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے نفس اور روح کو وہ بہتر طریقہ سے جانتا ہے کہ نفس کی اصلاح کس طرح ہوگی۔

ارشادِ خداوندی ہے یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے نفس کو پاک کر لیا اور وہ نامراد ہوا

جس نے اس کو فجور میں دبا دیا۔

اب ہم حکمِ خداوندی کے تحت نفس کی پاکی کا پروگرام کیوں منعقد کرتے جس سے لوگوں کو تزکیہ نفس ہو، غرض یہ کہ وضو، نماز، توبہ، قرآن کی تلاوت وغیرہ ہر ایک چیز کی حکمت، پر بالغ نظر اور مدبرانہ جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ خود وضو بہت سے امراض کا علاج ہے وضو میں بے پناہ فوائد مضمر ہیں جیسا کہ پچھلے ابواب میں گزرا اس طرح نماز اور توبہ بھی بے شمار مسائل کا حل ہے ایسے ہی قرآن پاک کی تلاوت اس طرح کی جائے کہ اس کے حرفوں کی صحیح ادائیگی مخارج اور قواعد کی رعایت بھی ہو یہ تمام کے تمام علاج کے طریقے میں جو نفس اور روح کے درجات عالیہ کا سبب بنتا ہے اور یہ بات خود قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہوتی ہے (سورۃ معارج ۲۷تا۲۲)

ترجمہ: بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو حد با حت سے زیادہ جزع و فزع کرنے لگتا ہے اور اس کو فارغ البالی ہو تو حقوق ضروریہ سے بخل کرنے لگتا ہے مگر وہ نمازی یعنی مومن جو اپنی نماز پر برابر توجہ رکھتے ہیں۔

مطلب یہ کہ جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اس سے نفس کی ساری خصلتیں دور ہوتی ہیں نیز جو شخص نماز کا پابند ہو وہ نفس کا بہتر منتظم ہے اس کے معاملات اچھے ہوتے ہیں۔ اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور وہ دوسروں پر فوقیت لے جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے''

نماز ذہنی امراض کا واحد حل

موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ مادی لحاظ سے حیرت انگیز ترقی کرنے کے باوجود ذہنی لحاظ سے انسان غیر مطمئن اور ناآسودہ ہے اس کی شخصیت ادھوری ہے وہ اپنے میں ایک کمی اور کھوکھلا پن محسوس کرتا ہے غیر معمولی وسائل و ذرائع اور بے پناہ طاقت اور قوت حاصل کر لینے کے باوجود وہ بے بس، مجبور، دکھی اور محرومیوں کا شکار ہے اصلی اور سچی خوشی سے محروم زندگی کی تاریک راہوں میں بھٹک رہا ہے، موجودہ دور کے انسان نے

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو اطمینان اور سکون قلب دے کر خریدا ہے اور یہ سودا اس کو بہت مہنگا پڑا ہے بہت سے لوگوں کے لئے زندگی ایک نا قابل برداشت بوجھ ہے طبی سائنس کی تحقیق سے یہ بات پوری طرح ثابت ہوچکی ہے کہ بہت سی بیماریاں دماغ میں جنم لیتی ہیں دوسرے الفاظ میں یہ محض دماغ کی پیداوار ہے جسم میں کوئی خرابی نہیں ہوتی مثال کے طور پر اگر آدمی مستقل طور پر ذہنی الجھن میں مبتلا رہے تو ہاضمہ پر اثر پڑتا ہے۔ خوف قلب اور اعصاب کو کمزور کرتا ہے اسی طرح نفرت، حسد، مایوسی لالچ اور دیگر کمینہ خصائل جسمانی نظام میں مضر صحت لہریں پیدا کرتے ہیں یہ منفی جذبات غدودوں کے ذریعہ مختلف رطوبتیں پیدا کرتے ہیں اور اس کیمیائی تبدیلی سے سارا نظام بگڑ جاتا ہے تفکرات، ذہنی تناؤ اور دماغی انتشار کی وجہ سے اعصابی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں السر، فالج، ذیابیطس، بلڈ پریشر گرمی، کمزوری قلب اور دوسرے کئی بھیانک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ذہنی بوجھ پیٹ کے مختلف امراض کا باعث بنتا ہے آج کل ہائپر ایسڈٹی عام مرض بنتا جا رہا ہے اس کی ایک وجہ دماغی الجھنیں ہیں۔ حد سے زیادہ سوچنے سے ایک اور مرض یعنی آدھے سر کا درد بھی پیدا ہوتا ہے غرض بے شمار امراض کے جنم لینے کی بڑی وجہ سفلے اور کمینے جذبات ہوتے ہیں۔

اس کے برخلاف پر امید، ذہنی کیفیت اور پاکیزہ جذبات صحت قائم رکھنے میں نہایت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اعتدال، انصاف، ہمدردی محبت ایثار، تعاون اور عفو و درگزر جسمانی نظام میں صحت مند لہریں پیدا کرتے ہیں اور زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں۔ مذہب کی پابندی سے جس کی پہلی اور مستقل علامت ''نماز'' ہے دنیا کی زندگی میں آدمی بالکل صحیح رویہ اختیار کرتا ہے نماز سے خدا تعالی کی ذات اور آخرت پر یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ ہر قسم کے خوف سے اونچا ہو جاتا ہے صرف خدائے واحد سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے آخرت کی جوابدہی کے احساس سے وہ تمام سفلے جذبات سے پاک ہو جاتا ہے وہ محض پیٹ اور جنس کا بھوکا نہیں، ہوتا بلکہ انسانی بھلائی کے کاموں کو زندگی کا مقصد بناتا ہے پھر

جیسے جیسے وہ نمازوں کی پابندی کرتا ہے اوران کو بہتر کی فکریں لگ جاتا ہے اس کی نظر میں بلندی اور وسعت پیدا ہوتی ہے کائنات کی اور خود اپنی حقیقت کو وہ پالیتا ہے وہ اپنے دماغ کو نیکی سچائی، خوبصورتی اور خدمت کے جذبات سے بھر لیتا ہے۔ اس طرح نا موافق نامہربان بلکہ حوصلہ پست کرنے والے ماحول میں رہ کر بھی نہ صرف صحت منداور مطمئن زندگی گزارتا ہے۔ بلکہ ماحول کو بھی خوشی اور مسرت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

نماز اور دماغی تناؤ

دماغی تناؤ جو وفور غم سے پیدا ہوتا ہے۔

نظریہ:

اس مشاہدہ کی بنیاد پر کہ سحر خیزی ایسے امراض کے لئے ایک موثر علاج ہے۔ جو ڈپریشن کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

مریضوں کی تعداد:

32 دو تا چار بجے سحر خیزی لازمی۔ ایسے مریض جو عرصہ دراز سے مختلف ادویات بغیر کسی استفادہ کے استعمال کر چکے ہیں۔

مصروفیت کے لئے:

ذکر وفکر، تہجد اور آیات الالذکر اللہ واذا مرضت نرم دلی کے ساتھ ان اذکر پر توجہ دی گئی۔ ہفتہ میں دو بار جانچا گیا۔

نتائج:

۴ ہفتے بعد صحت یاب، غیر متاثر، کل گویا 78%15% مرد اور 10 عورتوں نے ڈپریشن سے نجات حاصل کی۔ لہٰذا نفسیاتی بیماریوں کا بہترین علاج ''سکون قلب'' ہی میں مضمر ہے جو ذکر الٰہی اور نماز کے ذریعہ ہی ممکن ہے تا کہ روحانی اور نفسیاتی صفائی اور پاکیزگی کا موجب بنے۔ درحقیقت ہم کسی بھی بیماری کی احتیاط اور روک تھام کے لئے اسلام کے

صراط مستقیم پر ثابت قدم رہ کر سرخرو ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ اور سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔

نماز سکونِ قلب کا واحد حل

کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق و مالک کی حمد و ثناء میں مصروف ہے لیکن انسان کہ جس کو ذاتی ارادہ و اختیار کا برابر اختیار دیا گیا ہے سرکشی و بغاوت پر آمادہ نظر آتا ہے اسلام کی ''نماز'' اپنی سرکش باغی انسانوں سے ہٹ کر دوسری فرمانبردار مخلوق کی طرح جو اپنی اپنی بولیوں میں نغمہ سنج ہے، حضرت انسان بھی، اپنے خالق و مالک کی تسبیح و تحلیل سے اپنی اطاعت کا ثبوت پیش کرتا ہے اور یہی اظہار عبدیت کی شکل نماز کہلاتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے (الابذکر اللہ تطمئن القلوب) اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دلوں کا چین ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت انسانوں کی روحانی تڑپ اور دلی بے چینی اور ذہنی شورش، مصیبتوں اور تکلیفوں کی شدت کے وقت جبکہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی، عقل کی ہر تدبیر ماند، جسم کی ہر قوت عاجز سلامتی کا ہر راستہ بند نظر آتا ہے تو سکون و اطمینان کی راحت صرف اور صرف اللہ عزوجل کے ذکر اور اس کو پکارنے ہی میں ہے۔ نماز ہی اللہ عزوجل کا سب سے بڑا ذکر اور حمد و ثنا ہے۔

جسم اور دماغ پر یقین و ایمان کا اثر

جسم اور دماغ کی تندرستی پر یقین اور ایمان کا بہت اچھا اثر ہوتا ہے یقین انسان کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ سب سے پہلے اللہ عزوجل پر یقین کہ وہ سب سے زیادہ طاقتور اور زور آور ہے جو چاہے کرسکتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلوں میں کوئی رکاوٹ ڈال سکے وہ اپنے بندوں پر بہت مہربان اور ان سے بہت قریب ہے ہر ایک کی دعا اور پکار سنتا اور مدد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر یقین کے بعد مقصد اور طریقہ کار کے سچا ہونے کا یقین، اپنی ذات اور

صلاحیتوں پر یقین انسان کو کامیاب بناتا ہے یقین ہی وہ طریقہ ہے جس کے سارے انسان اپنی منتشر قوتوں کو جمع کر کے بھرپور ہمت و حوصلے سے منزل کی طرف بڑھتا اور بالآخر اسے پا لیتا ہے۔ جب ہم کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین پیدا ہو جاتا ہے تو مشکلات کے پہاڑ بھی ہمارے سامنے بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔

نماز ایمان بالغیب کا عملی ثبوت اور اس کے اظہار کا مستقل ذریعہ ہے جب کوئی شخص نمازوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو بہتر بنانے کی کوشش میں لگ جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ غیب پر آدمی کا یقین پختہ ہو جاتا ہے تو موت، بیماری اور دوسرے ہر طرح کے ڈر و خوف سے وہ آزاد ہو جاتا ہے پہلے جو شخص ہر چیز سے متاثر ہوتا ہے، غیب پر یقین پیدا ہونے کے بعد وہ اس قدر اونچا ہو جاتا ہے کہ ہر چیز اس کے نیچے آ جاتی ہے اس کی بہترین مثال موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے قصہ میں آ ملتی ہے فرعون نے جب جادوگروں کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے جمع کیا تو ان کی اخلاقی پستی کا یہ عالم تھا کہ وہ ہاتھ جوڑ کر فرعون سے انعام کی بھیک مانگ رہے تھے لیکن جیسے ہی ان پر حق ظاہر ہوا اور وہ ایمان لے آئے اخلاقی اعتبار سے وہ اتنے اونچے ہو گئے کہ فرعون کی ہی طاقت و عظمت کو انہوں نے پاؤں تلے کچل دیا اور اس کے سخت سے سخت ڈراوے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ نماز سے جب آدمی میں اللہ عزوجل اور آخرت پر کامل یقین کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو بے یقینی اور شبہات اس کو پریشان نہیں کر سکتے اسے کامل سکون اور طمانیت حاصل ہوتی ہے اس مقام پر پہنچنے کے بعد اس کی نظر آفاقی اور ابدی حقیقتوں کو پالیتی ہے اسے زندگی کے اتار چڑھاؤ، خوشیاں اور غم غیر اہم اور حقیر نظر آتے ہیں۔ اس پر یہ راز کھل جاتا ہے کہ ہر مصیبت کا علاج خدا تعالیٰ کی رحمت اور مدد کا طالب ہوتا ہے جس کی بارگاہ میں ناامیدی کی گنجائش نہیں وہ اچھی طرح سمجھ لیتا ہے کہ دکھ ہو یا سکھ، کامیابی ہو یا ناکامی ہر ایک کو دینے والا اور چھین لینے والا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ بس وہ اسی سے ڈرتا ہے، اسی کو پکارتا ہے اسی کے آگے آہ و زاری کرتا ہے اور اسی سے امید رکھتا ہے یہی لوگ ہیں جن کے دماغ

مصیبت اور راحت ہر حال میں متوازن رہتے ہیں اور تنگی وکشادگی کی کوئی کیفیت ان کے دل کے اطمینان کو ڈانواں ڈول نہیں کرتی نہ وہ فخر وغرور کرتے ہیں نہ گھبراتے اور مایوس ہوتے ہیں جس خوشی اور مسرت کے ساتھ وہ آرام اور صحت کی گھڑیوں کا استقبال کرتے ہی اسی خندہ پیشانی سے دکھ، درد اور بیماری کا خیر مقدم بھی کرتے ہیں، قرآن کہتا ہے "بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے جب اس پر مصیبت پڑتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب نعمت حاصل ہوتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے مگر وہ نمازی ہیں اور اپنی نمازوں کو کبھی ناغہ نہیں کرتے۔

(معارج ۱۹۔۲۳)

ہماری نمازیں بے اثر کیوں ہیں؟

گزشتہ صفحات میں نماز کے فائدے، جو صحت اور بیماریوں کی روک تھام سے تعلق رکھتے ہیں، پوری تفصیل سے بیان کئے گئے۔ بلاشبہ یہ فائدے حیرت ڈالنے والے ہیں لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ نمازوں سے یہ فائدے ظاہر نہیں ہو رہے ہیں جبکہ دوسری ورزشوں کے فائدے ظاہر ہو رہے ہیں۔ مثال کے طور پر یوگا کو پہنچیے لوگ دن بدن اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں اور ان کو اس سے فائدہ پہنچ رہا ہے یوگا کے مقابلے میں نماز کے فائدے ظاہر نہ ہونے پر مزید حیرت اس وجہ سے ہے کہ نماز کی ادائی کے طریقے میں یوگا کے تمام آسنوں کا نچوڑ آ گیا ہے جناب اشرف نظامی صاحب نے اس حقیقت کو اپنی کتاب "نماز دی یوگا آف اسلام" کے صفحہ ۱۴ پر اس طرح بیان کیا ہے۔

نماز کے فائدے کے ظاہر نہ ہونے کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے صحیح طریقے سے نماز ادا کرنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ اور جاننے والے اصلاح سے غافل ہیں۔ نمازیں محض عادت کے طور پر، بالکل غیر شعوری انداز میں اور انتہائی ناقص طریقے سے ادا ہو رہی ہیں۔ یہ بڑی تلخ حقیقت ہے اور انتہائی افسوس ناک المیہ ہے کہ کئی رگ ضعیفی کی عمر کو پہنچ گئے ہیں لیکن پہلے روز انہوں نے جس طرح نماز پڑھنا شروع کیا تھا آج بھی اسی طرح پڑھے چلے جا رہے ہیں یوگا کے مفید ہونے اور لوگوں کے اس کی طرف

راغب ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ یوگا کی مشقوں کو عام آدمی تک پہنچانے اس کو سائنٹیفک شکل میں ترقی یافتہ ملکوں میں پیش کرنے اور صحت جسمانی سے اس کو مربوط کرنے کے لئے یوگا کے علمبردار ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اس غرض کے لئے ان کے بے شمار ادارے ملک میں اور ملک کے باہر کام کر رہے ہیں یوگا کے طریقوں اور فائدوں پر بے شمار کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی جا رہی ہیں اور اس کے سلسلے جاری ہیں۔ یوگا کی ادائی کے صحیح طریقوں سے لوگوں کو واقف کرانے کے لئے ماہرین کی نگرانی میں تربیتی کورسز بھی رکھے جاتے ہیں۔ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ یوگا کرنے والا ہر شخص اس کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ کر اس کیفیت کو اپنے پر طاری کرنے کو پوری پوری کوشش کرتا ہے جو یوگا کا مقصد ہے یوگا کی تعریف اور اس کا مقصد اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"قوت ارادی اور ذہنی یکسوئی کا ایک مرکز پر جمع کرنے اور مختلف آسنوں کے ذریعہ اس کو انسانی جسم میں جاری وساری کرنے کا نام یوگا ہے"

یوگا کے علمبرداروں کی ان کوششوں کے مقابلے میں جب ہم اپنا جائزہ لیتے ہیں تو شرم سے سر جھکانے کے سوا اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ نماز کے فائدوں کو سائنٹیفک انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کی بات کو الگ رکھئے لوگوں کو صحیح طریقہ نماز کی تربیت دینے کے لئے پورے ملک میں ایک ادارہ بھی نہیں ہے یہ صورت حال اور زیادہ سنگین ہو جاتی ہے بلکہ سوالیہ نشان بن کر ابھر آتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ خود مسلمانوں نے موسیقی، ڈرامہ اور شعر و شاعری جیسے وقت گزاری کے مشغلوں کی سینکڑوں انجمنیں ملک کے کونے کونے میں قائم کر رکھی ہیں اور ان کی ہر طرح سرپرستی کر رہے ہیں جو چیز غفلت کا شکار ہے وہ نماز ہی ہے۔

جس کے متعلق کہا گیا ہے "نماز دین کا ستون ہے" جس نے نماز کو ضائع کیا اس نے پورے دین کو ضائع کیا۔

Scanned with CamScanner

نماز کے اخلاقی فائدے:

سیرۃ النبی میں اس عنوان پر سیر حاصل بحث کی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے نماز درحقیقت ایمان کا ذائقہ، روح کی غذا اور دل کی تسکین کا سامان ہے۔ مسلمانوں کے اجتماعی، اخلاقی، تمدنی و معاشرتی اصلاحات کا بھی کارگر آلہ ہے۔ اصلاحات کا بڑا ذریعہ نماز ہے کہ عرب کے بدوی چند سال میں ادب و تہذیب کے اعلیٰ معیار پر پہنچے۔

کسی بیرونی تعلیم کے بغیر اب بھی کوئی صرف مذہب اسلام کے اثر سے متمدن بن سکتا ہے اور جب یہ تمدن قوم میں پہنچتا ہے تو اس کے تخیل کو اور بلند اور پاکیزہ تر بنا دیتا ہے اور اس میں اخلاص کی بدولت وہ مٹی سے اکسیر بن جاتے ہیں۔

نماز کے تمدنی فائدے:

۱۔ ستر پوشی کا خیال، شرم و حیاء کی نگہداشت، کپڑوں کی پاکیزگی اور تمام اعضاء کو پاک و صاف رکھنے پر مجبور کرتی ہے عموماً پانچ مرتبہ روزانہ وضو میں صفائی ہوتی رہتی ہے۔

۲۔ نماز کے لئے وضو میں مسواک کرنے کے سبب اس کے معاشرتی فائدوں کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ پاک و صاف کپڑے، خوشبو، صفائی اور لطافت جو کہ بہترین طرز تمدن کے لئے ضروری ہے اسلام نے عطا کرلیا ہے۔

۴۔ طہارت استنجا، بیت الخلاء اور طہارت کے آداب سکھائے جاتے ہیں۔

۵۔ خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس کی خوشنودی کے حصول کے سلسلے میں پانچ بار، باہم ملنے والے افراد کے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہوتی ہے جس سے سب کو فائدہ پہنچتا ہے۔

۶۔ نماز باجماعت اور بالخصوص جمعہ اور عیدین کی نمازوں سے مسلمانوں میں اجتماعیت کا شعور پیدا ہوتا ہے جب مسلمان رنگ، نسل، علاقے اور طبقے کے امتیازات سے بے نیاز ہو کر شانے سے شانہ ملا کر امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس سے ان کے درمیان فکری حدت کے ساتھ ساتھ عملی مساوات کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے بندہ کی دن میں پانچ بار حاضری اس کے دل میں یہ احساس تازہ

رکھتی ہے کہ وہ اپنے خدا کا بندہ ہے بندگی کا یہ احساس متواتر نماز پڑھنے سے ایک مسلمان کی فطرت ثانیہ بن جاتا ہے اور اس کی پوری زندگی تعمیل احکام کا عملی نمونہ بن جاتی ہے۔

۸۔ دن میں پانچ مرتبہ قرب خداوندی کا احساس مسلمان کو یقین دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے ساتھ ہے وہ کبھی خود کو تنہا محسوس نہیں کرتا اللہ کے ساتھ ہونے کا احساس اسے گناہ کے کاموں سے روکتا ہے اور اس کے دل سے ہر قسم کا خوف اور غم دور کرتا ہے۔

نماز اور درازی عمر

ایک روایت میں آتا ہے تم میں سے اچھے وہی ہیں جن کی عمریں دراز ہیں اور جن کے اعمال اچھے ہیں۔

افسوس کہ ہم زندگی میں سب کچھ تلاش کر لیتے ہیں مگر صحت مند جسم اور آسودہ روح کی جستجو بہت کم ہوتی ہے نتیجتاً پچاس سال کی عمر کی سرحد ہی سے بڑھاپے کا آغاز ہونے لگتا ہے جوانی دواؤں کے سہارے چند قدم ہی چل سکتی ہے اگر آپ اپنے چہرے میں پھولوں کی سی سرخی اور اعضاء میں نازک خون کی سی لچک پیدا کرنا چاہیں تو اپنی زندگی کے چوبیس گھنٹوں میں صرف 20 منٹ ان ورزشوں کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحت کے لئے لازم قرار دیا ہے جو کسی انسان کی خیالی تخلیق نہیں بلکہ خالق کائنات کا گراں قدر عطیہ ہے جس کو خالق کائنات نے سیّد الانبیاء ﷺ کو معراج میں طلب فرما کر بالمشافہ عطا فرمایا ہے۔ جس میں یقیناً روح کے ساتھ جو باقی رہنے والی ہے، اجسام کی صحت کی بلندی اور کامرانی کا پورا اہتمام بھی موجود ہے۔

کتاب ''بڑھاپا اور اس کا سدباب'' کے مصنف ایک امریکی ہیں لکھتے ہیں کہ ان کی اس کتاب میں چند لیٹے لیٹے حرکتوں سے چند ورزشوں کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ اس کے مطالعے سے بہت سے مایوس العلاج دوستوں کو حیات و صحت تو نصیب ہوتی ہے اور اب انہیں کسی نظام جسم کی کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی۔

Scanned with CamScanner

بڑھاپا اور اس کے اسباب

تصلب شرائن:

۱۔ پروفیسر سین فورڈ لکھتے ہیں کہ جب جسم کی شریانیں اور وریدوں (خون کے لانے اور لے جانے والی نالیوں) کے ساختوں میں فضلات تہہ نشین ہو جاتے ہیں معلوم ہوا کہ ان تہہ نشین ہونے والے مادوں میں زیادہ تر کولیسٹرول ہو کرتا ہے۔

۲۔ ان مادوں کے تہہ نشین ہونے سے ہماری خون کی نالیوں کی قدرتی لچک ختم ہو کر ان میں سختی آنی شروع ہو جاتی ہے جن کو طب کی اصطلاح میں تصلب شرائن یا شریانوں کا سخت و بے لچک ہو جانا کہتے ہیں۔

۳۔ اگرچہ قدرت کاملہ نے روزمرہ غذاؤں اور ہوؤں میں کولیسٹرول کا بدرقہ لیسی تھین جس سے شریانوں کی سختی کا تدارک ہوتا رہتا ہے پیدا فرما دیا ہے۔

۴۔ نظام غدودی کا اضمحلال:

عمر کی زیادتی کے ساتھ ساتھ جسم کے غدود میں سستی و کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جس سے بہترین غذاؤں کے باوجود اس سے پورا استفادہ نہیں مل سکتا اس سبب سے اعضاء رئیسہ مثلاً قلب دماغ اور قلب اپنے فرائض سے قاصر رہا کرتے ہیں اس صورت حال کی اصلاح اب تک نہ دوا سے ہے نہ غذا سے آئندہ اس کی توقع ہے۔

بڑھاپے کا تدارک اور عضلاتی حرکات:

انسانی جسم نہایت باریک باریک کروڑہا خلیات کا مجموعہ ہے ابتداً ایک خلیہ بنتا ہے ہر لحہ بہ لحہ اس میں دوسرے خلیات کا اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک شکم مادر ہی میں وہ نشوونما پا کر اپنی ساخت کے اعتبار سے ایک مکمل نظامِ جسمانی بن جاتا ہے یہ خلیات پیدا ہونے کے بعد ایک مختصری مدت تک اپنی عمر طبعی پورے کرتے ہیں اور پھر اس طرح مرجاتے ہیں جس طرح ہم اپنی عمر طبعی کو پہنچنے کے بعد مرجاتے ہیں۔

خلیات کا کسر وانکسار:

ہماری ہر حرکت کے نتیجے میں سینکڑوں خلیات کی ٹوٹ پھوٹ عمل میں آتی ہے اور وہ اپنے مقام سے جھڑ کر دوران خون میں شامل ہو جاتے ہیں اور پھر یہاں سے (پیشاب پسینہ اور کاربن کی شکل میں ان کا اخراج عمل میں نہ آئے تو ان ٹوٹے ہوئے خلیات کا فضلہ بھی خون کے ساتھ گردش میں شریک ہو جاتا ہے اور اگر زیادہ عرصہ تک اس کا اخراج عمل میں نہ آئے تو ان کا مادہ خون کی نالیوں کے اندر بیٹھ کر ان میں سختی اور صلابت کا باعث بنتا ہے جس سے خون کی نالیاں ''بے لچک'' ہو جاتی ہیں۔

نظام غدودی:

دوسرا بڑھاپے کا سبب نظام غدودی میں اضمحلال اور سستی ہے جس کے سبب اچھی سے اچھی غذا کھانے کے باوجود پوری طرح استفادہ حاصل نہیں ہوتا۔

بڑھاپے کا تدارک:

اس سوال کے جواب میں کہ بڑھاپے کا تدارک کیسے ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر بینٹ نے لکھا ہے کہ یہ کام دواؤں کے ذریعہ کبھی بھی انجام نہیں ہو سکتا۔ اس کا صحیح طریقہ تو قدرت ہی نے بتایا ہے اور وہ عضلاتی حرکات یعنی نظام جسمانی کے ہر عضلہ پر تناؤ اور ڈھیل کا عمل کر کے شریانوں وریدوں غدودوں میں جو فضلات جمع ہیں ان کو خارج کر دیا جائے۔ دراصل اسی نکتہ میں اعادہ شباب اور درازی عمر کا راز پوشیدہ ہے شکر کہ نمازی ان نعمتوں سے بار بار اور مسلسل نوازے جاتے ہیں۔ (ماخوذ بڑھاپا اور اس کا علاج ۲۳)

عضلاتی حرکات اور عضلات کا مساوی انقباض:

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تناؤ ڈھیل Relax یا Relaration کے اس عمل سے عضلات میں نمو اور ترقی ہوتی ہے ان کی قوت لچک میں اضافہ ہوتا ہے اور آخر کار وہ جوان ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ ان اعضاء سے قریبی ربط رکھنے والے اعضاء و عضلات ان کے

Scanned with CamScanner

متعلقہ دوران خون کی نالیوں اور نظام غدودی سے فاسد مادے (کولیسٹرول) وغیرہ ان عضلات کی حرکت سے بالکل اسی طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح پانی کے نل یا اسی طرح کے ٹیوب میں فاسد مادے جمع ہو جانے کی صورت میں ہم ہوا پمپ کے پریشر سے صاف کر لیتے ہیں ان عضلاتی حرکات سے آپ کا نظام رفع افراد مستقل طور پر کھل جائے گا اور فاسد مادوں کا اجتماع کسی بھی System نظام جسمانی میں نہیں ہونے پائے گا۔

نماز اور حیاتیاتی گھڑی

جدید تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم انسانی کے مختلف افعال کے ساتھ اس کے کیمیائی مادے، دن اور رات کے مختلف حصوں میں ایک خاص تناسب سے بدلتے رہتے ہیں ان تبدیلیوں کو جسم کی ''حیاتیاتی گھڑی'' سے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ جس طرح گھڑی وقت کا احساس دلاتی ہے اس طرح تبدیلیاں بھی وقت کے ساتھ نسبت رکھتی ہیں نور و ظلمت، حرارت و برودت ذہن کے مقناطیسی میدان کی تبدیلیاں اور خود خلیات کے کیمیائی تغیرات اس ''حیاتیاتی گھڑی'' کو چلاتے ہیں۔ یہ حیاتیاتی گھڑی نہ صرف دن رات کے لحاظ سے ترتیب پاتی ہے بلکہ مہینوں، موسموں اور سالوں کے لحاظ سے بھی منظم رہتی ہے یہی ''حیاتیاتی گھڑی'' آپ کو خواب خرگوش میں مبتلا کرتی ہے تو عورتوں میں حیض کو جاری کرتی ہے۔ جوانوں کو جوش عطا کرتی ہے تو بوڑھوں کو اعتدال پسندی کی طرف مائل کرتی ہے۔

نماز مخصوص اوقات میں مخصوص مقدار میں ہونے کی وجہ سے اس ''حیاتیاتی گھڑی'' کو منظم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

کیمیائی یادداشت:

ایک عمل بار بار دہرایا جائے تو وہ جسم کے اعصابی خلیات میں خاص ''کیمیائی یادداشت'' چھوڑتے جاتے ہیں۔ خصوصاً خلیہ کے مرکزہ میں جو کوئی رنگین مادے کے سالمات ہوتے ہیں۔ ان میں بھی یہی تغیرات جو توارث پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں یہی تغیرات حافظہ کی کنجی ہیں نماز جو خصوصی اوقات اور مقدار میں دہرائی جاتی ہے اس لئے

یہ یقیناً اعصاب کے مرکز کے سالمات میں وہ تغیرات پیدا کر سکتی ہے جو انسان کو باقاعدہ منظم اور پابند ڈسپلن بنانے میں مدد دیتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نماز کی بجائے دوسری ورزشیں یا عبادتیں بھی یہ اثرات مرتب کر سکتی ہیں لیکن اہم نکتہ یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دنیا میں کوئی ورزش یا طرز عبادت ایسا نہیں ہے جو ہر عمر کا آدمی (ہوش سنبھالنے کے بعد) ہر موسم اور ہر دن بغیر کسی رکاوٹ کے پابندی سے انجام دے سکے مثلاً دوڑ لگانا بارش میں ناممکن ہو جاتا ہے، تیرنا سردی میں مضر بن جاتا ہے۔ ڈنڈ بیٹھک ہر عمر کے آدمی کا بس نہیں۔ یوگا کے آسن چونکہ ٹکڑے ٹکڑے ہیں اس لئے ہر آسن کی افادیت الگ الگ ضروری ہے۔ ہندوؤں کی پوجا صرف طواف تک محدود ہے اور عیسائیوں کی عبادت قیام و رکوع پر منحصر ہے بہت ساری ورزشیں حاملہ عورتیں نہیں کر سکتیں بعض عبادتوں اور ورزشوں کے لئے مخصوص مقامات درکار ہوتے ہیں، لیکن نماز دنیا کے کسی بھی مقام موسم میں با آسانی ادا کی جا سکتی ہے نماز سے پہلے پاکی اور وضو ضروری ہے فجر کے وقت یہ انسان کو بتدریج ہوش و حواس میں لانے کے لئے معاون بنتی ہے۔ ظہر کے وقت یہ گرمی کے اثرات کو معتدل بناتی ہے عصر کے وقت دن بھر کی تھکن کو زائل کرتی ہے۔ مغرب کے وقت یہ رات کی ٹھنڈک برداشت کرنے کے لئے (انسان کو تیار کرتی ہے اور عشاء کے وقت پاک کر کے بستر پر پہنچاتی ہے تاکہ بیوی بچے کسی قسم کی کسی جراثیمی آلائشوں سے متاثر نہ ہونے پائیں کیا دوسرے مذاہب اور طرز عبادت اسی قسم کا کوئی نظام رکھتے ہیں؟ جی نہیں اس کے برخلاف دنیا کی سب سے متمدن نام نہاد قوم کا یہ حال ہے کہ وہ کاغذ سے استنجا کرتی ہے کئی قومیں ختنہ کی افادیت سے ناآشنا ہیں۔ اور بعض فلسفہ و دانش کے دعویدار پیشاب کے تقدس کے قائل ہیں۔

سکون قلب و روح:

نماز ہی ایک ایسی طرز عبادت ہے جو انسان کو دن میں ایک بار نہیں بلکہ پانچ بار دماغی سکون اور قلبی تسکین ضرور مہیا کرتی ہے دوسری قومیں سکون اور شانتی کے لئے ترس رہتی ہیں

اور اسی نعمت کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں جبکہ مسلمانوں کو یہ نعمت گھر بیٹھے میسر ہے انہیں نہ تو مسکنات کی ضرورت ہے اور نہ راگ و رنگ کی۔ ان لغویات میں دولت اور وقت ضائع کرنے کی بجائے شارع اسلام نے ہمیں نماز کی شکل میں ایک مسکن قلب و روح نسخہ عطا کیا ہے جس کے لئے ہم خدا کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

انسانی زندگی پر نماز کے اثرات

جیسے آج کل کے ترقی یافتہ متمدن ممالک کی زندگیاں انتہائی رنج والم اور بے اطمینانی میں گزر رہی ہے اگرچہ انہوں نے مادی طور پر محنت و ایجادات سے دنیا کو بے انتہا سہولتیں دیں لیکن ان کی بہار چمن کے چند پھولوں تک محدود ہے اور سارا باغ خزاں آشنا اور شداد کے آہنی پنجوں میں جکڑا ہوا ہے اور لوگ بہاروں کو ترس رہے ہیں۔ باوجود تمام آسائشوں اور حفاظتی آلات کے سکون نصیب نہیں دنیا جہنم زار بنتی جا رہی ہے یہ ہے خود پسند زندگی کا انجام کہ انسان، انسان کا دشمن ہے اور بے دریغ خون بہا رہا ہے۔

ایمان وعقیدہ کے بعد اہل اسلام کو سب سے بڑی نعمت نماز عطا فرمائی گئی ہے جو زندگی کو خوشگوار بنانے اور اس کے پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

۱۔ زندگی پر کنٹرول کہ نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے کہ نمازی کہلا کر ایسے رب کریم کی کیسے نافرمانی کروں۔

۲۔ نمازی معمولی سی بددیانتی بھی نہیں کر سکتا چوری اور دھوکا دہی تو بہت بڑی بات ہے۔

۳۔ نمازی ہر حال میں شکوہ وشکایت کے بجائے وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی رہتا ہے مصیبتوں کو عارضی بلکہ ان پر ثواب کی امید رکھتا ہے چوبیس گھنٹے کا یہ پروگرام نمازی میں ایسی کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا جو اس کے سکون کو تبدیل کرے۔

۴۔ معاشرت ومعاملات کا درست ہو جانا۔

۵۔ اللہ عزوجل سے تعلق کا راست معاملہ، نماز ایک طاقتور براڈکاسٹ ہے جو خدا تعالیٰ سے قریب کر دیتا ہے بندہ براہ راست اپنے مالک حقیقی سے ہم کلام ہو کر اپنا دکھڑا سناتا ہے

اور رحمٰن ورحیم کے دامن عافیت میں سکون کی لذت حاصل کرتا ہے خود نبی اکرم ﷺ اور تمام انبیا وصالحین نے ہمیشہ اپنے تمام مصائب کا حل سجدہ بندگی ہی میں پایا۔

۶۔ قرآنی آیات میں ان لوگوں کا حال جو با ایمان رہے اور عافیت کی رغبت دلاتے رہے اس دنیاوی حرص وتمنا سے دور اطاعت والی زندگی گزارتے رہے انہیں ہزار درجہ ثواب کے وعدہ الٰہی عزوجل انہیں ہمیشہ پر امید اور کارکرد بنا رکھتا ہے۔

۷۔ انفرادیت انسانی زندگی کی موت ہے اس پر خود غرضی اور شیطان مسلط رہتا ہے جو بھیڑیا بن کر اس بکری کی طرح اس کو اچک لیتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے نماز میں تمام طبقوں کالے، گورے افراد، امیر، غریب، دہی پر دہی میں اتحاد اور اجتماعیت کو مضبوط، بلاغرض متحد فرما دیا کہ غیر مسلم بھی اس عملی روح پرور منظر کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جاتے ہیں۔

۸۔ نیکیوں کی دعوت، کوئی دعوت بے اثر نہیں رہتی صحبتوں کا اثر ضرور ہوتا ہے آپس کا میل جول اس سے محبت بڑھتی ہے آپس میں مسکرا کر ملنے کی سنت، بے لوث خیر خواہی کا یقین، خدمت خلق کا پاک جذبہ نیز مسلمانوں میں دین و ایمان کی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

۹۔ نمازی قرآنی آیات سن کر تخلیات الٰہی سے اپنے سینے کو منور کرتا ہے اور اس حال میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اور عالم بالا سے اس پر آخرت کے حالات منکشف ہوتے ہیں یہ اس امتی کا ''معراج'' ہے۔

نماز سے اس کا یقین اسباب سے ہٹ کر مسبب پر جم جاتا ہے راستہ چلنے کے لئے روشنی درکار ہے اس لیے روشنی والوں کے پیچھے ہوں لیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعامات سے سرفراز فرمایا ہے۔

۱۰۔ نمازی اپنی پوری تمنا وحاجتوں کو اسی ایک ذات سے وابستہ کر دیتا ہے۔

نماز تمام عبادات کی جامع ہے

نماز میں شریعت اسلامیہ کی تمام فرض عبادتیں جمع کر دی گئی ہیں اور ان سب کی

کیفیات اس میں اس طرح سموئی گئی ہیں کہ ہر ایک کا رنگ اس میں جھلکتا ہوا نظر آتا ہے مثال کے طور پر روزے ہی کو لے لیجئے جس میں کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے ہاتھ کھینچ لینے کا انداز ہ پایا جاتا ہے۔ نماز میں ان سے بدرجہ اتم دست کش ہونے کا قرینہ ملتا ہے، صرف ایک فرق ضرور ہے کہ روزے میں بے نیازی اور شان استغناء جھلکتی ہے جو ایک خدائی صفت کا پرتو ہے جبکہ نماز سراپا نیاز مندی اور عجز و فروتنی کی آئینہ دار ہے ارکان اسلام میں زکوٰۃ انسان کو مال و دولت کی ہوس اور حب زر سے پاک کر کے اس کے اندر تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن پیدا کرتی ہے، جس کے نتیجے میں خدا سے محبت و وابستگی کا قلبی تعلق استوار ہوتا ہے نماز کی حالت میں اس سے بدرجہا اولیٰ انسان خدا کی ذات کو اپنی الفت و محبت کا محور و مرکز بنالیتا ہے اور اس کے دل سے غیر اللہ کا ہر خیال یکسر نکل جاتا ہے تاہم یہ فرق ضرور ہے کہ نماز کے برعکس زکوٰۃ میں خدا کی شان بندہ پروری اور استغناء کا رنگ ملتا ہے۔

اسی طرح حج میں شعائر اللہ کی تعظیم، اہل و عیال کی محبت دنیوی مشاغل سے کنارہ کشی اور ترکِ وطن کا سبق ملتا ہے تو نماز میں بھی استقبال قبلہ، کعبۃ اللہ کی تعظیم اور مکروہات دنیا سے کنارہ کشی کا رنگ بغایت درجہ نمایاں ہے نماز کے کئی افعال بھی حج سے مماثل ہیں، جیسے حج میں دورانِ طواف رفع یدین کیا جاتا ہے تو نماز میں بھی داخل ہونے کے لئے رفع یدین کرنا پڑتا ہے۔ نماز بھی حج کی طرح متعدد اُوراد، اذکار اور وظائف کا مجموعہ ہے۔

نماز کے علاوہ جتنی بھی عبادات ہیں ان میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ ہر عبادت محض اس لئے عبادت قرار پاتی ہے کہ اس میں حکم خداوندی کی تکمیل کا پہلو مضمر ہے لیکن نماز کا امتیازی اور منفرد پہلو یہ ہے کہ وہ فی نفسہ عبادت ہے اور اس میں بندے کی بے مائیگی اور خدا کی عظمت و کبریائی کے آگے بے وقعتی اور تذلیل کا جو احساس بدرجہ اتم پایا جاتا ہے وہ کسی اور عبادت میں نہیں ہے۔

ذکر الٰہی کی بہترین صورت نماز ہی ہے:

خدا کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغول رہنے کی یوں تو بے شمار صورتیں ہو سکتی ہیں لیکن

نماز ذکر الٰہی کی بہترین اور سب سے اعلیٰ صورت ہے، شریعت مطہرہ میں اس سے بڑھ کر خدا کی یاد کا اور کوئی تصور نہیں ہے۔

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر یوں تو ہر نبی علیہ السلام کو نماز کا حکم فرداً فرداً دیا گیا ہے تاہم من حیث المجموع تمام انبیائے کرام کو عمومی طور پر نماز کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا گیا۔

ترجمہ: اور ہم نے ان کی طرف اعمال خیر اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے (کے احکام) کی وحی بھیجی اور سب ہمارے عبادت گزار تھے۔ (القرآن الانبیاء، ۲۱:۷۳)

متذکرہ بالا قرآنی ارشادات سے یہ بات بغیر کسی شک و شبہ اور ابہام کے حتمی طور پر طے ہو گئی کہ تمام شرائع سابقہ اور شریعت محمدیہ ﷺ میں نماز کا حکم بطورِ اعظم کے ہمیشہ موجود رہا ہے اور موجود ہے اور اسی بناء پر ترک نماز کا عمل کفر کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

نماز برائیوں کا کفارہ اور صغائر سے بچنے کا ذریعہ:

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے نماز کے فضائل و محامد کو بیان کرتے ہوئے اسے برائیوں اور صغیرہ گناہوں سے رہائی حاصل کرنے کا انتہائی موثر ذریعہ قرار دیا ہے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ پر نماز کی افادیت ایک بلیغ تمثیل کے ذریعے واضح کر دی جسے حدیث مبارکہ کے الفاظ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

''کیا تم دیکھتے ہو اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر بہہ رہی ہو جن میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی انہوں نے عرض کیا اس پر کچھ میل کچیل باقی نہ رہے گی آپ ﷺ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(بخاری، الصحیح ۱:۱۹۷، رقم ۵۰۵)

قرآن مجید میں اس مضمون کو صراحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: ''اور آپ دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم

کیجئے بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔

نماز کی بدولت نیکیوں کا گناہوں کا کفارہ بن جانا اور باطن کے آئینے کا ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک ہو جانا آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے الم نشرح ہو رہا ہے "پانچ نمازیں" ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ، ایک ماہ رمضان سے دوسرا ماہ رمضان اگر کبیرہ گناہوں سے بچا جائے تو یہ تمام اپنے درمیانی اوقات میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں"

انسان بلاشبہ خطا کا پتلا ہے نفسانی جبلی خواہشات کے زیر اثر وہ نہ جانے شب و روز کتنی چھوٹی چھوٹے برائیوں اور صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا رہتا ہے آنحضرت ﷺ نے اپنے امتیوں کو یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ اگر وہ کبائر سے بچے رہیں تو دن میں ادا کروں پنجگانہ نمازیں انہیں صغیرہ گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف رکھیں گی۔

قرب نوافل اور قرب فرائض کا موازنہ و تقابل

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز فرض ہو یا نفل، بے شمار فیوض و برکات کی حامل ہے لیکن ایک بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ خشوع و خضوع، انہماک و استغراق اور محویت سے ادا کی جانے والی نماز سے جو فیوض و ثمرات اور فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ نفلوں کی نماز کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ اور حد و شمار سے باہر ہیں۔

نوافل کثرت و تواتر کے ساتھ ادا کرنے سے بندے کو جو قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے اسے "قرب نوافل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرب فرائض کا درجہ و مرتبہ قرب نوافل سے کہیں افضل اور بلند ہے اس ضمن میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے حضرت غوث الاعظم کے بارے میں سوال کیا کہ وہ "قم باذنی" کہہ کر مردہ زندہ کر دیا کرتے تھے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ قم باذن اللہ کہتے تو مردہ زندہ ہو جاتا تھا کیا حضرت غوث الاعظم کا درجہ و مقام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برتر سمجھا جائے؟ حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیئے

نبوت کا مقام ولایت کے مقام سے بہر حال افضل ہوتا ہے۔ رہا مردے کا زندہ کرنا تو حضرت غوث الاعظم کا قم باذنی کہہ کر مردہ زندہ کرنا ان کے ابتدائی احوال و کرامات کا آئینہ دار ہے اور یہ مقام انہیں قرب نوافل کی وجہ سے حاصل تھا۔ بعد میں جب حضرت غوث الاعظم ولایت کے بلند ترین مقام پر متمکن ہوئے تو قرب فرائض کی بدولت وہ مردہ زندہ کرتے وقت بجائے قم باذنی کہنے کے "قم باذن اللہ" ہی کہا کرتے تھے یعنی اپنے کمالات کی نسبت براہ راست اللہ تبارک و تعالیٰ سے کرتے تھے ان کے مقابلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ عزوجل کے نبی تھے انہیں ابتداء ہی سے قرب فرائض کی وجہ سے یہ مقام حاصل تھا کہ وہ مردے کو قم باذن اللہ کہہ کر زندہ کیا کرتے تھے اور اپنے کمالات نبوت کو اللہ عزوجل سے منسوب فرماتے تھے۔

نماز میں دل لگانے کا بہترین طریقہ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اس کا دل نماز میں نہیں لگتا تو فرمایا کہ کیسے لگے گا؟ انسان کا دل تو اس کے مال کے ساتھ رہتا ہے لہٰذا اپنا مال آگے چلتا کرو (یعنی آخرت کے کاموں میں لگا دو) تو جدھر تمہارا مال ہوگا تمہاری ساری توجہ اور جدوجہد بھی اسی طرف لگی رہے گی، یہ بہترین نسخہ ہے کہ اس طرح آخرت کے کاموں میں ہی انسان کی ساری توجہ مرکوز رہے گی اور وہ اپنے وقت کو فضول کاموں میں ضائع نہیں کرے گا انسان کو ایسے کاموں میں اپنا وقت اور اپنی انرجی بالکل نہیں لگانی چاہیئے، جن کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کا ڈر ہو اول تو انسان کی ساری کوشش اللہ عزوجل کو راضی کرنے والے کاموں پر صرف ہونی چاہیے ورنہ کم از کم اسے ایسے کاموں سے تو بچنا چاہیئے جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ہر ہر بندے کی ہر ہر حرکت کو بخوبی جانتا ہے اور اس کے علاوہ اس نے اپنے فرشتے بھی آدمی کی حرکات کو نوٹ کرنے کے لئے لگا رکھے ہیں وہ وہ ایسے حاضر باش کراماً کاتبین ہیں کہ بندے کی ہر حرکت اور ہر لفظ کو ضبط تحریر میں لاتے رہتے ہیں اور

قیامت کے روز ضرورت پڑنے پر یا ہمارے مکرنے کی کوشش کرنے پر وہ ہمارے سامنے سب کچھ کر دے گا بلکہ اس کے علاوہ ہمارے اعضاء بھی ہمارے خلاف گواہی دیں گے اور ہمارے اعتراض کرنے پر (کہ تم تو ہمارے تھے اب ہمارے خلاف کیسے)؟ وہ بول اٹھیں گے کہ ہم تمہارے کب تھے یہ تو اللہ عزوجل نے ہمیں وقتی طور پر بطور امانت تمہارے سپرد کیا تھا لیکن تم نے ہمارا غلط استعمال کیا، اب ہمارے رب تعالیٰ نے ہماری گواہی مانگی ہے تو ہم بالکل سچی گواہی دے رہے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس سے پہلے کہ ہمارے اعضاء خود ہمارے خلاف گواہی دیں ہمیں چاہیئے کہ اچھے اعمال کر کے انہیں اپنے حق میں گواہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ کے روبرو کوئی بندہ اپنے اعمالِ بد سے مکر نہیں سکے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ خود ہی اپنا احتساب کرتے رہیں ایک واعظ فرمار ہے تھے کہ لوگو! تمہارے بچے ہر سال امتحانات کی تیاری کرتے ہیں آپ نے تو بھی ایک امتحان دینا ہے اس کے لئے کیسی تیاری کر رہے ہو پھر انہوں نے ہمارے امتحان اور ہمارے بچوں کے امتحانات کا فرق بتاتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے بچے تو امتحان میں فیل ہو جانے پر دوبارہ امتحان میں بیٹھ سکتے ہیں لیکن تمہارے پاس اپنے امتحان کا صرف ایک ہی موقع ہے اس میں فیل ہو گئے تو دوبارہ موقع نہیں ملے گا لہٰذا جو کچھ تیاری کرنی ہے ایک ہی دفعہ کر لیجئے، لیکن ہمارے لیے اس میں ایک رعایت یہ بھی ہے کہ ہمارے بچوں کو ان کے سوالات پہلے سے معلوم نہیں ہوتے اگر ہوتے تو بہت زیادہ نمبر لے جاتے لیکن ہمیں تو اپنے تمام سوالات پہلے سے معلوم ہو چکے ہیں سب کچھ ہمارے اوپر ظاہر کر دیا گیا ہے لیکن افسوس کہ ہم پھر بھی ان سوالات کے جوابات کی تیاری سے غفلت کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبر کے سوالات کے جوابات کی تیاری کرنے کی توفیق رحمت فرمائے آمین۔

باب ہشتم

روزہ اور جدید سائنس

اسلام نے ماہِ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کئے ہیں اور روزہ کو مومن کے لئے شفاء قرار دیا ہے اس ضمن میں سائنس کیا کہتی ہے؟ کچھ واقعات پیش خدمت ہیں۔

روزہ جسم کو ڈسپلن کے تحت لانے کی ایک مشق ہے جس طرح نماز روح کی مشق ہے جسم کو اگر ڈسپلن میں نہ رکھا جائے تو وہ زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے اور روح مقابلتاً کمزور رہ جاتی ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ نفس کو روزہ کے چابک میں رکھ۔

۱۔ ایک انگریز نومسلم نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ پہلے تو میں چرچ اتوار کے اتوار ہی جاتا تھا لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد جب میں نے اس کا مطالعہ کرنا شروع کیا تو مجھے پتہ چلا کہ انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے اس کا بدن اور اس کی روح انسانی بدن کی اپنی غذا اور روح کی اپنی غذائی ضروریات ہیں۔ بدن چونکہ مٹی سے بنا ہے اس لئے اس کی غذا بھی مٹی سے اگی چیزیں ہیں اور روح چونکہ اللہ عزوجل نے اپنی روح میں سے پھونکی ہے لہٰذا اس کی غذا ذکر اللہ یعنی نماز اور تسبیحات اور بدن اور روح چونکہ ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں لہٰذا ان کی خوراک میں بھی توازن رکھا جانا چاہیئے۔

بدن کی غذائی ضروریات کے بارے میں ماہرین کا خیال ہے کہ اسے اگر ایک دفعہ کھلا پلا دیا جائے تو یہ 72 گھنٹے تک بغیر کسی نقصان کے زندہ رہ سکتا ہے روح کے متعلق خود اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ روح کو 24 گھنٹے میں کم از کم پانچ مرتبہ غذا (نماز) ضرور مہیا کریں ورنہ جتنی آپ اس کی غذا میں کمی کریں گے اسی نسبت سے یہ متاثر ہوتی چلی جائے گی ہاں اگر اس فرض تعداد سے زیادہ غذا (یعنی تہجد، اشراق وغیرہ سے دیں گے تو یہ اور زیادہ پھلے پھولے گی اور مضبوط روح اپنے ساتھ جسم کو بھی اپنے مالک کی طرف لے کر اڑے گی لیکن

Scanned with CamScanner

مضبوط بدن اور لاغر روح کے ساتھ انسان اپنے اصل یعنی زمین کی طرف ہی جھکتا چلا جائے گا لہٰذا انسان کو روح اور جسم کے درمیان ایک صحت مند تناسب وتوازن کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے اور یہ چیز روزہ کی مدد سے بخوبی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۔ پروفیسر مور پالڈ آکسفورڈ یونیورسٹی کی پہچان ہیں انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں نے اسلامی علوم کا مطالعہ کیا اور جب میں روزے کے باب پر پہنچا تو میں چونک پڑا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اتنا عظیم فارمولا دیا ہے اگر اسلام اپنے ماننے والوں کو اور کچھ نہ دیتا صرف یہی روزے کا فارمولا ہی دیتا تو پھر بھی اس سے بڑھ کر ان کے پاس اور کوئی نعمت نہ ہوتی۔

میں نے سوچا کہ اس کو آزمانا چاہیئے پھر میں نے روزے مسلمانوں کی طرز پر رکھنا شروع کر دیئے۔ میں عرصہ دراز سے معدے کے ورم میں مبتلا تھا کچھ دنوں کے بعد ہی میں نے محسوس کیا کہ اس میں کمی واقع ہوگئی ہے میں نے روزوں کی مشق جاری رکھی پھر میں نے جسم میں کچھ اور تبدیلی بھی محسوس کی اور کچھ ہی عرصہ بعد میں نے اپنے جسم کو نارمل پایا حتیٰ کہ میں نے ایک ماہ کے بعد اپنے اندر انقلابی تبدیلی محسوس کی۔ (رسالہ نئی دنیا)

۳۔ مجھے ایک صاحب ملے کہنے لگے میں روزہ رکھتا ہوں! امریکن تھا میں نے کہا وہ کیوں تم تو غیر مسلم ہو؟ کہنے لگا وہ ایسے کہ سال میں کچھ وقت انسان پر ایسا گزارنا چاہیئے کہ وہ ڈائٹنگ کر کے اپنے نظام ہضم کو کچھ عرصہ فارغ رکھے اس طرح اس کے اندر موجودہ رطوبتیں جو وقت کے ساتھ ساتھ زہر میں تبدیل ہو جاتی ہیں، روزے سے ختم ہو جاتی ہیں ان خطرناک رطوبتوں کے ختم ہونے سے بہت سے پیچیدہ امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اس طرح نظام ہضم پہلے سے مضبوط ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اور میری بیوی نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مہینے میں اس طرح روزہ رکھ کر ڈائٹنگ کریں گے میں نے کہا ہمیں یہ سنت دین میں بتائی گئی ہے کہ ہر مہینے ایام بیض کے تین روزے رکھیں بالخصوص وہ لوگ جو غیر شادی شدہ ہوں ان کے اندر ایک ڈسپلن صبر اور ضبط نفس پیدا ہوتا ہے۔ (مواعظ نقشبندیؒ)

۴۔ چندر گپت موریا کے وزیر باتدبیر چانکیہ جس کی مشہور تصنیف "ارتھ شاستر" میں اس کا قول ہے کہ "میں نے بھوکا رہ کر جینا سیکھا اور بھوکا رہ کر لڑنا سیکھا ہے، میں نے دشمنوں کی تدبیروں کو بھوکے پیٹ سے الٹا کیا ہے۔" (سکندر اعظم)

۵۔ یہ ہالینڈ کا بڑا پادری گزرا ہے اس نے روزے کے بارے میں اپنے تجربات بیان کیے ہیں، اپنے روحانی پیروکاروں کو ہر ماہ تین روزے رکھنے کی تلقین کرتا ہوں، میں نے اس طریقہ کار کے ذریعے جسمانی اور وزنی ہم آہنگی محسوس کی میرے مریض مسلسل مجھ پر زور دیتے کہ میں انہیں کچھ اور طریقہ بتاؤں لیکن میں نے یہ اصول وضع کر لیا کہ ان میں وہ مریض جو لا علاج ہیں ان کو تین یوم نہیں بلکہ ایک ماہ تک روزے رکھوائے جائیں۔ میں نے شوگر دل کے امراض اور معدے کے امراض میں مبتلا مریضوں کو مستقل ایک ماہ روزے رکھوائے۔

شوگر کے مریضوں کی حالت بہتر ہوئی ان کو شوگر کنٹرول ہوگئی، دل کے مریضوں کی بے چینی اور سانس کا پھولنا کم ہوا، معدے کے مریضوں کو بہت زیادہ افاقہ ہوا۔

(ہمفرے کے تجربات)

۶۔ ڈاکٹر لوتھر جیم آف کیمبرج، فارما کالوجی کے ماہر تھے ہر چیز کو غور اور توجہ سے دیکھنا ان کے مزاج میں تھا انہوں نے سارا دن خالی پیٹ (روزے دار) شخص کے معدے کی رطوبت (Stomach Secretion) لی اور پھر اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کیا اس میں اس نے محسوس کیا کہ وہ غذائی متعفن اجزاء جن سے معدہ امراض کو قبول کرتا ہے۔ بالکل ختم ہو جاتے ہیں لوتھر کا کہنا ہے کہ روزہ جسم اور خاص طور پر معدے کے امراض میں صحت کی ضمانت ہے۔

روزے کی فرضیت

دین اسلام نے جہاں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اسی طرح روزہ رکھنا بھی حکم خداوندی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم

Scanned with CamScanner

سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (البقرۃ ۲:۱۸۳)

''پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پالے تو وہ اس کے روزے ضرور رکھے'' (البقرۃ ۲:۱۸۵)

اس آیت مبارکہ میں روزہ رکھنے کا حکم ہر اس صاحبِ ایمان کو دیا گیا ہے، جو اپنی زندگی میں اس ماہ مقدس کو پالے۔

پہلی آیت مقدسہ میں دو باتیں بصراحت بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ روزے صرف امت محمدیہ ﷺ پر ہی نہیں بلکہ امم سابقہ پر بھی فرض کئے گئے، دوسرا روزے کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔

روزے کا مفہوم:

روزے کو عربی میں ''صوم'' کہتے ہیں جس کا لغوی معنی کسی ارادی فعل سے باز رہنے اور رک جانے کا ہے اصطلاحِ شریعت میں روزے کی درجہ ذیل تعریف بیان کی گئی ہے۔

''روزے کی نیت کے ساتھ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہر قسم کے مفطرات سے رک جانا۔ (تفسیر القرطبی، ۲:۲۷۳)

یعنی کھانے پینے اور عمل زوجیت سے باز رہنا بیان کیا ہے فقہی اعتبار سے پو پھٹنے سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور ازدواجی تعلق (مباشرت) سے باز رہنے کے عمل کو صوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس بناء پر روزہ مندرجہ ذیل پانچ چیزوں کو ملحوظ رکھنے سے عبادت ہے۔

(۱) کھانے سے اجتناب (۲) پینے سے اجتناب (۳) ازدواجی تعلق سے اجتناب (۴) روزے کی مدت (۵) اجتناب کی نیت

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ متذکرہ بالا افعال کا صدور اس وقت روزے کی ہیئت اختیار کرتا ہے، جب یہ بہ نیت روزہ ہو، بغیر نیت کے محض بھوک اور پیاس کو اپنے اوپر طاری کرلینا روزہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

روزہ کس پر فرض ہے؟

توحید و رسالت کا اقرار کرنے اور تمام ضروریات دین پر ایمان لانے کے بعد جس طرح ہر مسلمان پر نماز فرض قرار دی گئی اسی طرح رمضان شریف کے روزے بھی ہر مسلمان (مرد و عورت) عاقل و بالغ پر فرض ہیں۔

تفسیر خازن میں ہے کہ نماز معراج کی شب فرض ہوئی جبکہ روزے، ا شوال المکرّم ۲ھ کو فرض ہوئے۔

روز کیوں فرض کئے گئے ہیں؟

اسلام میں اکثر اعمال کسی نہ کسی روح پرور واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں مثلاً صفا اور مروہ کے درمیان حاجیوں کا دوڑنا حضرت سیّدنا ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ان دو پہاڑوں کے درمیان دوڑنے کی یاد کو تازہ کرتا ہے آپ اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے لئے پانی تلاش کرنے کے لئے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑی تھیں اللہ عزوجل کو حضرت سیّدنا ھاجرہ رضی اللہ عنہا کی یہ ادا پسند آ گئی۔ لہٰذا اسی سنت ہاجرہ کو اللہ عزوجل نے باقی رکھتے ہوئے حاجیوں کے لئے صفا و مروہ کی سعی کو لازمی قرار دے دیا اسی طرح ایام رمضان میں سے کچھ دن ہمارے پیارے سرکار مکے مدینے کے تاجدار ﷺ نے غارِ حرا میں گزارے تھے ان دنوں میں آپ ﷺ دن کو کھانے سے پرہیز کرتے تھے اور رات کو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے تو اللہ عزوجل نے ان دنوں کی یاد تازہ کرنے کے لئے روزے فرض کیے تاکہ اس کے محبوب ﷺ کی سنت قائم رہے۔

روزے کی نیت کے احکام

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ روزے کی صحت کے لئے نیت سب سے اوّلیت رکھتی ہے ورنہ کھانے پینے سے محض رکے رہنے سے ہرگز روزہ نہیں ہوگا۔

Scanned with CamScanner

کتب فقہ میں روزہ کی مختلف اقسام بیان ہوئی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ رمضان کا روزہ

۲۔ نذر معین کا روزہ

۳۔ نفلی روزہ

ان کی نیت رات سے کر لیں تو افضل ہے، ورنہ نصف النہار سے قبل نیت کر لینا بھی درست ہوگا، لیکن ان اقسام کے روزوں کے علاوہ نیت کا صبح صادق سے پہلے کرنا ضروری ہے، مثلاً کفارہ کے روزے، قضا کے روزے اور نذر غیر معین کے روزے۔

○ اگر نیت کے مسنون الفاظ دہرا لئے جائیں تو افضل ہے ورنہ اگر کوئی سحری کے وقت روزہ رکھنے کے لئے اٹھا اور کچھ کھا پی کر روزہ رکھ لیا تو یہی اس کی نیت ہے۔

○ جمہور ائمہ کے نزدیک ہر روزے کی الگ نیت ضروری ہے البتہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پورے رمضان المبارک میں پہلے روزے کو نیت کر لینا ہی کافی ہے بشرطیکہ پورے ماہ میں روزوں کا تسلسل قائم رہے۔

○ روزہ کی حالت میں محض روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹتا جب تک کہ کچھ کھایا پیا نہ جائے۔

○ اگر کوئی شخص رات کو روزہ کی نیت کر کے بعد میں اس نیت سے رجوع بھی کر لے اور اگلے دن صبح سے شام تک کھائے پئے بغیر رہا تو یہ اس کا روزہ نہیں ہے۔

نیت روزہ کے مسنون اور مختصر الفاظ یہ ہیں۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ

ترجمہ: میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا اگر دن میں نیت کریں تو یوں کہیں۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ

ترجمہ: میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔

(بہار شریعت)

عربی میں نیت کے کلمات ادا کرنے اسی وقت "نیت" شمار کئے جائیں گے جبکہ ان کے معنی بھی آتے ہوں اور یہ بھی یاد رہے کہ زبان سے نیت کرنا خواہ کسی بھی زبان میں ہو اسی وقت کارآمد ہوگا جبکہ اس وقت دل میں بھی نیت موجود ہو۔

سحری و افطاری کے احکام:

۱۔ سحری کرنا یعنی صبح صادق سے قبل کچھ کھا پی لینا سنت ہے۔

۲۔ سحری کا وقت تو نصف شب کے بعد شروع ہو جاتا ہے مگر افضل ترین سحری آخری حصّہ شب کی ہے۔

۳۔ سحری میں تاخیر افضل ہے تو افطاری میں جلدی کرنا سنت ہے۔

۴۔ افطاری میں بلاوجہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

۵۔ افطاری میں عجلت سے مراد یہ نہیں کہ وقت سے پہلے ہی افطار کر لیا جائے اس پر احادیث میں سخت سزا کا ذکر آیا ہے۔

۶۔ روزہ کھجور، چھوہارے یا پانی سے افطار کرنا سنت ہے اور مستحب یہ ہے کہ تین پانچ یا نو دانے کھائے۔

روزے کے روحانی پہلو

۱۔ روزہ انسان کو خدا تعالیٰ کی بندگی اور سچی لگن اور قرب الٰہی کی طرف مائل کرتا ہے چونکہ روزہ خدا کے لئے ہے اور اسی ذات کے لئے مخصوص ہے۔

۲۔ روزہ دار میں توکل اور زندگی میں اچھی امیدوں کے پیدا کرنے کے مزاج کو پروان چڑھانا ہے چونکہ جب وہ روزہ رکھتا ہے تو وہ خدا کی خوشنودی ورحمت کا امیدوار ہوا کرتا ہے۔

۳۔ روزہ انسان میں بیداری اور روشن ضمیری کو پیدا کرتا ہے کیونکہ روزہ دار اپنے روزے کے ظاہر و باطن میں یکساں رہتا ہے ظاہر میں اس پر کوئی قوت اس عمل کے لئے مجبور نہیں کر سکتی یہ محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھتا ہے اور اپنی ضمیر کی تسکین پر روزہ کا پابند رہتا ہے اس سے ہر انسانی ضمیر کو بہتر بنانے کا طریقہ وجود میں نہ آسکا۔

۴۔ روزہ انسان کو صبر اور بے ثوثی کی تعلیم دیتا ہے چونکہ جب انسان روزہ رکھتا ہے تو اسے روزہ کی تکلیف اور غذا سے محرومی کو نہ صرف برداشت کرنا پڑتا ہے بلکہ اس پر صبر بھی کرنا پڑتا ہے۔

۵۔ روزہ انسان کو اعتدال پسند اور اپنی دلی خواہشات قابو میں رکھنے والا بناتا ہے اور اس کے جذبات کو قابو میں رکھتا ہے اور اپنے آپ کو متوازن المزاج بناتا ہے۔

۶۔ روزہ انسان کو ایک صحت مندانہ زندگی کے نظم کی مشق کراتا ہے اور جب انسان پابندی کے ساتھ ماہِ رمضان میں روزے رکھتا ہے تو وہ بلاشبہ ایک اونچے اور عالیشان ضابطہ کو اختیار کرتا ہے اور اسی طرح جب وہ روزہ میں اپنے پیٹ کو راحت پہنچاتا ہے تو وہ اپنے تمام نظامِ ہضم کو آرام پہنچاتا ہے اور وہ اس طرح نہ صرف اپنے جسم کو شکم پری کے برے اثرات سے نجات دلا رہا ہے بلکہ اپنے تمام جسم کو تمام شکم کی بیماریوں سے محفوظ کرتا ہے شکم اور جسم کو راحت پہنچانے کے اس عمل سے روزہ روزمرہ کی زندگی کے معمولی تکالیف سے اطمینان دلاتا رہتا ہے اور روح کا بھی تزکیہ ہوتا رہتا ہے۔

۷۔ روزہ انسانی ضرورتوں کی اہمیت کو سمجھنے کا ذریعہ ہے، بھوک پیاس اور نفسی خواہش کی حقیقت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے جسم کو مشکلات برداشت کرنے کی عادت ڈالتا ہے۔ امیدوں کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر اور غریبوں کو قناعت وصبر کی عملی تربیت دیتا ہے انسانی سماج کے مختلف طبقات کو ایک دوسرے کی ضرورتوں کو سمجھنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

۸۔ روزہ خود اعتمادی اور تقویٰ کا ایک غذائی نسخہ ہے جس سے انسانی عزت نفس اور نجات اخروی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو فتح ونصرت وسلامتی کا باعث ہے ان تمام حقائق کا ظہور ایک زندہ جاوید حقیقت بن کر روزہ داروں کے دل میں پیوست ہوجاتا ہے جبکہ وہ اپنے وجود کو قابو میں کر لیتا ہے اور اپنے تمام تر جذبات وخواہشات پر قابو حاصل کرتا ہے اور تمام ترغیبات گناہوں سے بچ جاتا ہے روزہ اسے گناہ کے چنگل اور شیطانی وسوسوں سے آزاد کرتا ہے جس سے اسے عزت نفس اور کمال انسانیت حاصل ہوتی ہے۔ جب وہ یہ تمام خوبیاں حاصل کر لیتا ہے تو وہ اپنے اندر احساس سلامتی کو پالیتا ہے۔

روزہ کے طبی پہلو

جسم کو غذا کی ضرورت ہے تاکہ وہ توانائی حاصل کر سکے جو اس کو کاربوہائیڈریٹس (نشائتہ یا شکر) کے جلنے سے حاصل ہوتی ہے جو ایک قسم کی شکر ہے زیادہ کاربوہائیڈریس جو استعمال میں نہیں آتی وہ شحمیات (چربی) کی شکل میں عضلات میں جمع ہوجاتی ہے اور جگر میں گلائیکوض کی شکل میں آئندہ استعمال کے لئے جگر میں محفوظ کردی جاتی ہے۔ ''انسولین'' یہ بانقراس کی رطوبت ہے جو خون میں پائی جانے والی شکر کو کم کرتی ہے اور اس کو دوسری قسموں میں تبدیل کرتی ہے جیسے گلائیکوجن وغیرہ۔ انسولین کو باثر ہونے کے لئے اس کا کسی مخصوص حصہ سے Binding Site ملنا جڑنا ضروری ہے جو کیم شحیم افراد ہیں ایسی پروٹین کی کمی Lack of Receptor پائی جاتی ہے جو انسولین کو جوڑ کر اس کو کارآمد بنا سکے اسی لئے ایسے لوگوں کو گلوکوز کی برداشت نہیں ہوتی یعنی شکر کی بیماری کی یہی وجہ ہوتی ہے جس کو (Did betesmellitus) کہتے ہیں جب کوئی روزہ رکھتا ہے تو غذا کی قلت کی وجہ سے اس کے خون میں شکر اور انسولین دونوں کم مقدار میں پائے جاتے ہیں یہ جگر میں پائی جانے والی محفوظ شکر اس کو تبدیل کر کے گلوکوز بناتی ہے جو جسم کی توانائی کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے اور اسی طریقہ سے چربی کو بھی چربی زدہ بافتوں سے تحلیل کر کے جسم کی توانائی کی ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔

اسی انسانی طبعی اوصاف کی بنیاد پر نیم فاقہ زدگی والی غذائی تدابیر اختیار کی جاتی تھیں تاکہ جسمانی وزن کو موثر طریقے سے اعتدال پر لایا جاسکے۔

ایسی غذائیں جس میں ایک معینہ مقدار میں لحمیات ہوں جس کو منقسم کرتے ہوئے کافی مقدار میں پانی اور کثیر مقدار میں حیاتین کا استعمال ہو موثر انداز میں جسمانی وزن اور خون میں شکر کی مقدار کو کم کرتا ہے لیکن اس عمل سے چند ذیلی اثرات بھی جسم پر مرتب ہو سکتے ہیں اسی لئے ایسی غذا کا استعمال طبیب کے زیرنگرانی ہونا چاہیئے۔

Scanned with CamScanner

استحالہ بدن:

مکمل روزہ بھوک کو کم کرتا ہے یا بھوک کو مٹا دیتا ہے اور تیزی سے وزن کو کم کرتا ہے 1975ء میں النکاٹ نے اپنی کتاب ''روزہ ایک طرز زندگی'' میں اس بات پر زور دیا ہے کہ روزہ ہضمی اور اعصابی نظام کو مکمل آرام دیتا ہے اور استحالہ بدن کو اعتدال پر لاتا ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا کہ مکمل فاقہ زندگی سے چند منفی اثرات بھی مرتب ہو سکتے ہیں جس میں خون میں پوٹاشیم کی کمی اور غیر منظم قلبی حرکات یہ اور اس قسم کی کیفیات پیدا ہو سکتی ہیں اگر ایسی مکمل فاقہ زدگی جو کم توانائی پیدا کرتی ہیں بغیر معالج کے مشورہ اور نگرانی میں کیے جائیں تو ضرور منفی اور مضر اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

روزہ کی طبی افادیت اپنے بے مثال مندرجہ ذیل خصوصیات کی وجہ سے لاثانی اہمیت کی حامل ہے۔

۱۔ بمقابلہ دیگر غذائی احتیاطوں کے رمضان کے روزوں میں نہ تو غذائی تغذیہ کی کمی ہوتی ہے اور نہ ناکافی کلوریز (حراروں والی غذائیں) استعمال کی جاتی ہیں اس لئے افطار یا سحر میں کسی قسم کی پابندی نہ اقسام غذا اور اس کی مقدار پر لگائی گئی ہے۔

جناب ایم۔ ایم جنسی جو اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن کے جرنلسٹ ہیں رمضان 1974ء کے دوران شمالی امریکہ ڈاکٹر سٹیٹ یونیورسٹی کے مسلم طلباء جو FARGO میں مقیم تھے ان کا غذائی تجزیہ کیا گیا اور یہ نتائج اخذ کئے گئے کہ مسلم روزہ دار طلباء کی غذاؤں میں جو کلوریز (حرارے) پائے گئے وہ NCH (نارمل کیلورک ریٹ) اور RDA عام دنوں کے تغذیہ کے مقابلہ میں دو تہائی روزہ کی حالت میں پائے گئے۔

۲۔ دماغ کے زیریں حصہ میں ہائپوتھلامس نامی ایک مرکز ہے جس کو سائنسی زبان میں (Lipostan) کہتے ہیں۔ جو انسان کے Mass (جسامت) پر قابو رکھتا ہے۔ جب کسی شدید فاقہ کشی کے سبب جسم کا تیزی سے وزن گرنے لگتا ہے تو اس حالت کو یہ مرکز (لیپواسٹاٹ) عام طور پر برداشت نہیں کرتا۔ اس لئے از خود ایسا نظم ترتیب دیتا ہے جس کو

Reprograms کہتے ہیں جس کی وجہ سے جسم کا وزن تیزی سے بڑھے اور عدم تغذیہ کی حالت باقی نہ رہے اس لئے جسم کے وزن کو کم کرنے کا واحد طریقہ صرف آہستہ آہستہ تدریجی طور پر اپنے کو قابو رکھتے ہوئے غذا کی نوعیت، کھانے کا انداز اور خود کو کمی کا عادی بنانے کی مشق سے ہو سکتا ہے۔

۳۔ مقام نگار ڈاکٹر شاہد اطہر کا یہ شخصی تجربہ رہا ہے کہ وہ روزہ کے پہلے چند ہی دنوں میں اپنے آپ میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس کرنے میں ایک پاؤنڈ وزن کم ہونے سے پہلے میں زیادہ کام کرتا اور میں زیادہ عبادتوں میں حصہ لیتا ہوں جسمانی قوت برداشت اور دماغی چوکسی میں اضافہ ہوتا ہے چونکہ میرے دفتر ہی میں لیبارٹری موجود ہے میں عام طور پر ابتدائے رمضان ہی سے میرے اپنے خون میں شکر، کولیسٹرول اور ٹرائی گلیسر معلوم کر لیتا ہوں اور ہر اپنی رپورٹس کو اختتام رمضان پر دوبارہ جانچ لیتا ہوں، میں نوٹ کر لیتا ہوں کہ ایک خاص بہتری پائی جاتی ہے چونکہ خود ہی موٹا نہیں ہوں الحمد للہ میرا وزن بہت ہی کم گھٹتا ہے چند پونڈ وزن جو کم ہوتا ہے وہ بآسانی دوبارہ حاصل ہو جاتا ہے۔

روزہ موٹاپے کے شکار اور ذیابیطس کے مریض (ابتدائی مریض) جو لحیم وشحیم ہوں یا نہ ہوں ان تمام کے لئے ایک بہت بڑی رحمت ہے یہ ان کے حق میں جو سگریٹ نوشی اور اناپ شناپ کھانے والوں کے لئے یہی منفعت بخش ہے ایسے لوگ جوان تمام علتوں میں ملوث ہوں نجات پا سکتے ہیں۔

ذیابیطس کے ایسے مریض جن کا مرض اور جسمانی وزن غذا کی تحدیدات ہی سے قابو میں آ چکا ہے۔ اور جن کو ایسی بیماری سے شفا ہو چکی ہے یا مرض میں کافی افاقہ ہو چکا ہے روزہ رکھنے کے قابل قرار دیئے جا سکتے ہیں یعنی شکر کے مریض جو شکر کم کرنے والی گولیاں استعمال کرتے ہیں اور غذا کی تحدیدات پر بھی عمل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ کافی محتاط ہو کر روزہ رکھنے کے بارے میں فیصلہ کریں ایسے مریض اپنی دوا کی مقدار کو ایک ۱/۳ تہائی حد تک گھٹا دیں اور ایسی دواؤں کو سحر میں نہ لیں بلکہ بعد افطار

شام کے وقت ہی دواء کا استعمال کریں اگر مریض صبح کے وقت شکر کی کمی کی علامت (کمزوری، بھوک، پسینے چھوٹنا، اختلاج، لرزہ، چکر، سر میں درد، اشیاء کا دو دو نظر آنا اور دماغی فتور وغیرہ محسوس کرے تو ان کو فوری روزہ ترک کر دینا چاہیئے۔ اور شکر کا استعمال کریں ایسے شگر کے مریض جو انسولین کے انجکشن لیتے ہوں وہ اگر روزہ رکھنا چاہیں تو ان کو ڈاکٹر کے زیر نگرانی اور اپنے انسولین کی مقدار میں مناسب تبدیلی لانے کے بعد کریں مثال کے طور پر روزانہ باقاعدگی کے ساتھ لی جانے والی انسولین کو بند کر کے بعدِ افطار اور قبل از سحر تیار کریں۔ شکر کی بیماری والے مریض اگر روزہ رکھتے ہوں تو انہیں بھی اپنی روزمرہ کی کم شکر والی غذا ہی استعمال کریں افطار سحر اور رات کے کھانے پر میٹھی چیزیں جو رمضان المبارک میں کثرت سے استعمال میں آتی ہیں وہ ان کے لئے ٹھیک نہیں ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنی خون کی شکر روزہ سے پہلے اور روزہ کے بعد جانچ کر لیں تاکہ اسی مناسبت سے شکر کم کرنے والی ادویات کا استعمال کیا جا سکے۔

روزہ کی افادیت سائنسی نقطہ نظر سے:

جسم درحقیقت ایک مشین کی طرح ہے جس طرح دنیا میں ہزاروں قسم کی مشینیں ہیں اسی طرح انسانی جسم میں ایک مشین ہے اسے ہم حیاتیاتی مشین کہہ سکتے ہیں کہ یہ Biological Machine بھی اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح دوسری مشینیں کام کرتی ہیں مثال کے طور پر موٹر کار ایک مشین ہے جو چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا کام دیتی ہے لیکن اس کے کام کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے تمام پرزے صحیح حالت میں ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہوں اگر یہ صحیح حالت میں نہ ہوں یا تعاون نہیں کر رہے ہوں تو اس کے کام میں فرق آ جائے گا مثال کے طور پر اس کے ٹائر میں ہوا نہ ہو تو اس کے کام میں فرق آ جائے گا اگر بریک ٹھیک نہ ہو یا اسٹرینگ کام نہ کرے تو یہ گاڑی وبال جان بن جائے گی یہاں تک کہ اگر اس کے ہیڈ لائٹ کام نہیں کرتی ہو تو رات کے وقت یہ تباہ کن ثابت ہو گی غرض کہ اس کے تمام پرزوں کا ٹھیک

حالت میں ہونا اور ایک دوسرے سے تعاون کرنا ضروری ہے اس موٹر کار کی جو روح رواں ہے وہ پٹرول ہے جو جل کر اس کو انرجی توانائی دیتی ہے جس سے گاڑی مختلف پرزوں کی مدد سے حرکت کرتی ہے اپنا کام کرتی ہے اس مشین کو صحیح حالت میں رکھنے کے لئے اس کی وقتاً فوقتاً سروسینگ اور اور ہالنگ کرانا پڑتا ہے اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ گاڑی بہت جلد خراب ہو جائے گی اور نقصان دہ ثابت ہو گی۔ اسی طرح انسانی مشین، جسم کے تمام حصوں کو صحیح حالت میں رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہنے کے لئے تاکہ اس کی کارکردگی میں کوئی فرق نہ آئے اس مشین کی بھی سروسینگ اور ہالنگ اور ٹیوننگ ہم آہنگ کی جانی چاہیئے تاکہ اس سے صحیح اعمال نکلیں جس کا اثر اخلاق اور روح پر پڑے گا اسی لیے مشین کے خالق نے روزہ فرض کیا تاکہ اس کا جسم پاک وصاف رہے تاکہ اس سے اس کے اعمال پاک وصاف نکلیں جس سے وہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکے گا اور جس طرح موٹر کی روح رواں پٹرول ہے اس طرح انسانی جسم کی روح رواں اس کی غذا ہے جو پٹرول کی طرح جل کر جسم کو توانائی دیتی ہے جس سے انسانی جسم نہ صرف کام کاج کرتا ہے بلکہ اس کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

انسانی غذا تین اہم مرکبات پر مشتمل ہوتی ہے (۱) کاربوہائیڈریٹ (۲) پروٹین لحم (۳) چربی Fat یہ غذا منہ سے ہوتے ہوئے غذا کی نالی سے گزر کر معدہ سے ہوتے ہوئے آنتوں میں جاتی ہے ان تمام مقامات سے گزرتے ہوئے اس غذا کے مرکبات یعنی کاربوہائیڈریٹ، پروٹین اور چربی ہاضمی نظام سے تحلیل ہو جاتے ہیں۔

جس سے یہ مادہ مرکبات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کاربوہائیڈریٹ اس کے اجزاء گلوکوز میں پروٹین اس کے اجزاء امینو ایسڈ میں اور چربی اس کے اجزا فیاٹی ایسڈ میں تبدیل ہو کر آنتوں کے ذریعے جذب ہو کر خون کے ذریعہ جسم کے تمام حصوں میں پہنچائے جاتے ہیں۔ جہاں وہ جل کر استحالہ کے ذریعہ توانائی پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جسم کے مختلف اعضاء کے بننے میں مدد دیتے ہیں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جسم کے مختلف حصے ہر

لمحہ بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں جیسے خون کے سرخ خلیے ایک سیکنڈ میں تقریباً چوبیس لاکھ ملین 2.4 ٹوٹتے اور بنتے ہیں اور تیسرا اہم کام یہ ہوتا ہے کہ یہ مادہ مرکبات دوبارہ غذا کی شکل میں جسم کے بعض حصوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جیسے فیاٹی ایسڈ دوبارہ چربی میں اور گلوکوز سے کاربوہائیڈریٹ گلائیکوجن اور امینو ایسڈ سے پروٹین بن جاتے ہیں اور جگر میں چربی جمع ہو جاتی ہے۔ Muscle Tissue اور Liver میں گلائیکوجن جمع ہو جاتا ہے چربی Fat کے جمع ہو جانے سے انسان کو موٹاپا ہو جاتا ہے جو ایک خطرناک مرض ہے اس سے مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جیسے شکر کی بیماری ذیابیطس، خون کا دباؤ، امراضِ قلب وغیرہ موٹاپا یعنی Obesity کے معنی ہیں ایسے اشخاص میں چربی یا روغنی خلیات تعداد اور جسمانیت میں بڑھ جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کے خون میں Fattyacids اور مختلف قسم کی چربیات اور Triacylglycerol بڑھ جاتا ہے خواہ لوگ غذائیں لیں یا نہ لیں ایک بار یہ مرض آ جائے تو اس سے پھر چھٹکارا پانا مشکل ہو جاتا ہے اس لیے شحمی خلیوں جو کنٹرول میں رکھنے کے لئے روزہ سب سے بہتر عمل ہے اسی طرح ہمیشہ اپنے آپ کو بھرپور غذا Well Fed کی حالت میں رکھنا معدہ کو مجبور کر دیتا ہے کہ وہ مسلسل معدی ترشہ یعنی ہائیڈروکلورک ایسڈ خارج کرتا رہے جس سے زخم معدہ کی بیماری یعنی Pepticulcer کا خطرہ بڑھ جاتا ہے برخلاف اس کے روزہ رکھنے سے معدہ کو آرام ملتا ہے اور معدی ترشہ (ہائیڈروکلورک ایسڈ کا اخراج بند ہو جاتا ہے اور یہ خطرہ کم ہو جاتا ہے جگر Liver بھرپور غذا شکم سیری Well Fed کی حالت میں Glycogenic Lipogenic اور Cholestrogenic ہوتا ہے یعنی یہ Cholesterolfaty بناتا ہے لیکن جب آدمی روزہ رکھتا ہے تو اس کا جگر Proteolytic Ketogoenic Glycogenolytic اور Gluconeogenic ہو جاتا ہے یعنی Glycogen کو گلا کر گلوکوز میں تبدیل کرتا ہے اور چربی اور پروٹین سے بھی گلوکوز بناتا ہے ایک دن میں روزہ کے دوران آدمی تقریباً 160 گرام گلوکوز تیار کرتا ہے۔ جس کی دماغ کو بے حد

ضرورت رہتی ہے اور سب سے اہم کام یہ کہ Cori Cycle جو بھرپور غذا کی حالت میں کام نہیں کرتی روزہ کی حالت میں کام کرنے لگتی ہے یہاں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ غذا سے جو حرارت توانائی انسان کو ملتی ہے وہ کم از کم 1600k Calday ہونا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ 2900k Calday جو آدمی کی محنت و مشقت پر منحصر ہے اگر 10 kay Day زیادہ حرارت کی غذا روزانہ لے تو ایک سال میں اس کا وزن ایک کلوگرام بڑھ جائے گا اور اگر کیلوریز 100k/ Duy لے تو اس کا وزن 10 کلوگرام بڑھ جائے گا ایک آدمی کو اوسط تقریبا 100 گرام پروٹین چربی اور 400 گرام کاربوہائیڈریٹ درکار ہیں یہ بات قابل توجہ ہے کہ غذا کھانے سے جتنی توانائی ملتی ہے، اتنی ہی توانائی کی غذا ہم کو روزہ کی حالت میں جسم کے فاضل مادوں سے فراہم ہو جاتی ہے اسے Homeostasis Calori کہتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ روزہ میں دماغ نہ صرف شکر انگوری Glucose سے انرجی حاصل کرتا ہے بلکہ احزام کیتونی کے ہاضمہ سے MetaBolism یا استحالہ سے بھی انرجی قوت حاصل کرتا ہے اور etone Bodies چربی کے گلنے سے یعنی استمالہ سے حاصل ہوتا ہے۔

روزہ گزشتہ گناہوں کا کفارا ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری، ۱۰ کتاب الایمان رقم حدیث: ۳۸)

اس حدیث مبارکہ میں روزہ رکھنے اور رمضان المبارک میں قیام کرنے کے ساتھ ایمان اور احتساب کی شرط لگا دی، یعنی اس حالت میں رمضان المبارک کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کرتے کہ حضور سے ثابت شدہ سب چیزوں کی تصدیق کرے اور فرضیت صوم کا اعتقاد بھی رکھے تو اس کو ایمان کا روزہ کہا جائے گا۔

احتساب کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے طلب ثواب کہے یا اس کے اخلاص کی وجہ سے

روزہ رکھا اور روزے کی حالت میں صبر کا مظاہرہ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا جو آدمی ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے اور رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرتا ہے تو اس کے تمام صغائر معاف کر دیے جاتے ہیں اور کبائر کی معافی کی امید رکھی جا سکتی ہے یا کبائر کا بوجھ ہلکا بھی ہو سکتا ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

(سنن النسائی ۱: ۳۰۸) (رقم حدیث ۲۲۰۸)

روزہ دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

(صحیح البخاری ۱: ۲۵۵) (رقم حدیث: ۱۸۰۵)

ایک خوشی ہر روزے دار کو اس وقت میسر ہوتی ہے، جب وہ کڑے دن کی بھوک اور پیاس کے بعد لذتِ طعام سے آسودہ ہوتا ہے۔ دوسری خوشی حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس وقت نصیب ہوگی جب عالم اخروی میں اسے دیدارِ الٰہی کی نعمت عظمیٰ سے نوازا جائے گا۔

متعدد احادیث مبارکہ میں اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ شہید کی روح جب قفس عنصری سے پرواز کر رہی ہوتی ہے تو اس لمحہ اسے خدا تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوتا ہے روایات میں ہے کہ اہل جنت سے جب اللہ رب العزت پوچھیں گے کہ میری جنت میں کس چیز کی کمی ہے؟ تو وہ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ باری تعالیٰ تیری جنت میں ہر نعمت موجود ہے ایک گوشے میں شہید سکوت بر لب اس حال میں بیٹھے ہوں گے۔ کہ ان کے چہروں سے

قدرے اضطراب اور آشفتگی کے آثار مترشح ہوں گے ان کی اداسی اور پژمردگی کا سبب پوچھا جائے گا تو وہ جواب دیں گے کہ اے باری تعالیٰ یوں تو تیری جنت میں کسی چیز کی کمی نہیں، لیکن اس میں ایک چیز کی کمی ہے، جو بہت شاق گزر رہی ہے، یہ پوچھنے پر کہ وہ کیا ہے ان کا جواب ہوگا کہ مولا ہمیں تیری جنت میں وہ لذت و حلاوت میسر نہیں، جو تیری راہ میں جان دیتے ہوئے نصیب ہوئی تھی۔ کاش ہمیں دنیا میں پھر واپس بھیج دیا جائے کہ بارِ دیگر تیری راہ میں جہاد کریں اور جان کا نذرانہ پیش کر کے وہ لذتِ دیدار خداوندی دوبارہ حاصل کر سکیں روزے دار کو آخرت میں اس نعمت غیر مترقبہ سے نوازا جائے گا، جس کے حصول کے لئے شہید بار بار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی آرزو کرے گا۔

روزے کا اجر و ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا آدم کے بیٹے کا نیک عمل دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

(سنن ابن ماجہ ۱۱۹:۱ رقم حدیث ۱۶۳۸)

اس حدیث مبارکہ سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ بعض اعمال کا ثواب صدق نیت اور اخلاص کی وجہ سے دس گنا سے بڑھ کر سات سو گنا تک بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے، لیکن روزہ کا ثواب بے حد اور بے اندازہ ہے۔ یہ کسی ناپ تول اور حساب کا محتاج نہیں ہے اس کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

روزے کی فضیلت کے اسباب:

۱۔ ایک تو یہ کہ روزہ لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے، اسے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ جبکہ دوسری عبادتوں کا یہ حال نہیں ہے کیونکہ ان کا حال لوگوں کو معلوم ہو سکتا ہے اس لحاظ سے روزہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ فانہ لی سے اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ روزے میں نفس کشی، مشقت اور جسم کا نقصان ہوتا ہے اس میں

بھوک، پیاس اور دیگر خواہشات نفسانی پر صبر کرنا پڑتا ہے، جبکہ دوسری عبادتوں میں اس قدر مشقت اور نفس کشی نہیں ہے۔

۳۔ نواب صدیق الحسن بھوپالی فانہ لی اور وانا اجزی بہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ روزے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی ایک علت یہ بھی ہے کہ ویسے تو ساری عبادات واطاعت اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے، لیکن روزے کے ساتھ کبھی غیر اللہ کی عبادت نہیں کی گئی۔ کیونکہ کفار ومشرکین نے کسی دور میں بھی اپنے کسی معبود کی تعظیم روزے کے ساتھ نہیں کی۔ اگرچہ وہ نمازی سجدے اور ذکر و نیاز کی بعض صورتوں کے ساتھ وہ اپنے معبود یعنی باطل کی تعظیم وعبادت کیا کرتے تھے پس اس وجہ سے روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں ریا کاری کا عمل دخل نہیں ہوتا جبکہ دوسری ظاہری عبادات مثلاً نماز، حج، زکوۃ، صدقہ میں ریا کاری کا شائبہ ہوسکتا ہے۔

۵۔ امام خطابیؒ فرماتے ہیں۔ کہ روزے کی اس خصوصیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ روزے دار کو روزہ میں حظِ نفسانی حاصل نہیں ہوتا، لہٰذا روزہ اللہ عزوجل ہی کے لئے مخصوص ہے۔

۶۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کھانے پینے سے استغناء اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے روزہ دار اگرچہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے متشابہ تو نہیں ہوسکتا، لیکن وہ ایک لحاظ سے اپنے اندر یہ خلق پیدا کر کے مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔

۷۔ اس کے ثواب کی مقدار کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے، جبکہ باقی عبادت کے ثواب کو رب تعالیٰ نے مخلوق پر ظاہر کر دیا ہے اس لئے یہ عبادت اللہ عزوجل کے لئے مخصوص ہے۔

۸۔ باقی تمام عبادات سے تو حقوق العباد کی کوتاہیوں کی تلافی ہوگی، لیکن روزہ اس مقصد کے لئے میدانِ حشر میں خرچ نہیں کیا جائے گا۔

۹۔ روزہ ایسی عبادت ہے، جسے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جان سکتا حتیٰ کہ فرشتے بھی معلوم نہیں کر سکتے۔

۱۰۔ روزہ کی اضافت اللہ کی طرف شرف اور عظمت کے لئے ہے جیسا کہ بیت اللہ کی اضافت محض تعظیم وشرف کے لئے ہے، ورنہ سارے گھر اللہ عزوجل ہی کے ہیں۔

۱۱۔ روزہ دار اپنے اندر ملائکہ کی صفات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے وہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے۔

۱۲۔ جزاء صبر کی حد نہیں ہے، اس لئے رمضان کے روزوں کی جزا کو بے حد قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ اس کی جزا میں ہوں۔

مغفرت ہی مغفرت

اللہ عزوجل کی عنایتوں اور رحمتوں اور بخششوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک موقع پر تاجدار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ عزوجل کسی بندے کی طرف نظر فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ان کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے، اے گروہ ملائکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کیا؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے ''میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ''تنبیہ الغافلین'' میں سیّدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں یہ بھی ہے۔

اللہ عزوجل ماہِ رمضان میں روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا۔ نیز شب جمعہ اور روزِ جمعہ (یعنی جمعرات کے غروب آفتاب سے لے کر جمعہ کے غروب آفتاب تک کی ہر ہر گھڑی) میں ایسے دس دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو عذاب کے مستحق قرار دیئے جا چکے ہوتے ہیں اور جب رمضان المبارک کا آخری دن آتا ہے تو

Scanned with CamScanner

پہلی رمضان سے لے کر اب تک جتنے آزاد ہوئے تھے اس کی گنتی کے برابر اس آخری ایک دن میں آزاد کئے جاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو کوئی ماہِ رمضان کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ عزوجل مہینے کے آخر دن تک اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور دوسرے رمضان تک اس کے لئے کفارا ہو جاتا ہے اور ہر وہ دن جس میں یہ روزہ رکھے گا اس پر روزہ کے بدلے میں اسے ایک ہزار سونے کے دروازوں والا محل جنت میں عطا ہوگا اور اس کے لئے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے رات اور دن میں جب بھی وہ سجدہ کرے گا اس پر سجدہ کے عوض اسے جنت میں ایک ایسا درخت عطا کیا جائے گا کہ اگر اس کے نیچے ایک گھوڑے سوار سو برس تک بھی چلے تو پھر بھی اس ایک درخت کے دوسرے سرے تک نہ پہنچ سکے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ رمضان شریف کی ہر شب آسمانوں میں صبح صادق تک ایک منادی یہ ندا کرتا ہے اے اچھائی مانگنے والے! ختم کر اچھائی مانگنا اور خوش ہو جا کیونکہ تیری دعا قبول ہو چکی ہے، اے شریر! شر سے باز آ جا اور عبرت حاصل کر، ہے کوئی مغفرت کا طالب! کہ اس کی طلب پوری کی جائے ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے ہے کوئی سائل! کہ اس کا سوال پورا کیا جائے اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے اور عید کے دن سارے مہینے کے برابر گناہگاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔

جنت کے دروازوں کا کھل جانا اور جہنم کے دروازوں کا بند ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب رمضان داخل ہو جاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

آسمان کے دروازے کھلنا کنایہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ رحمت خداوندی پے در پے نازل ہوتی ہے اور نیک اعمال کسی رکاوٹ کے بغیر اوپر چڑھتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے اور جنت کے دروازوں کا کھولا جانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رمضان میں نیک اعمال کی توفیق ہوتی ہے جو حصول جنت کا باعث ہیں اور دوزخ کے دروازوں کے بند کئے جانے سے مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو ایسے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے کہ جو جنت میں داخل ہونے کا باعث ہیں، کیونکہ وہ کبائر سے بچتا ہے اور روزے کی برکت سے اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں شیطانوں کا جکڑ دیا جانا اس امر سے کنایہ ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور اہل ایمان ان کے وسوسے قبول نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کی وجہ سے حیوانی قوت جو غضب اور شہوت کی جڑ ہے، جاتی رہتی ہے اور غضب اور شہوت ہی بڑے بڑے گناہوں کا باعث ہوتے ہیں اور قوت عقلیہ جو طاعت اور نیکیوں کا باعث ہے روزے کی وجہ سے قوی ہوتی ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ رمضان میں اور دنوں کی نسبت گناہ کم ہوتے ہیں اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت سیّدنا ابراہیم برہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم رحمت عالم نور مجسم ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خوش خبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کا مہینہ آ گیا جو کہ بہت ہی بابرکت ہے اللہ عزوجل نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سرکش شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے اس میں ایک رات شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

باب الریان صرف روزہ دار کے لئے مخصوص ہے

حضرت سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے بروز قیامت اس میں روزہ دار داخل ہوں

Scanned with CamScanner

گے ان کے علاوہ کوئی دوسرا اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری، ۱:۲۵۴) (رقم حدیث: ۱۷۹۷)

جنت میں انسانوں کے اعمال کے اعتبار سے کئی دروازے ہیں پس جو شخص دنیا میں کوئی عمل کرے گا وہ جنت میں اس عمل کے دروازے سے داخل ہوگا۔

ریان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں محدث ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یا تو وہ بنفسہ ریان ہے کیونکہ اس کی طرف کثیر نہریں جاری ہیں اس کے قریب تازہ اور سرسبز و شاداب پھل پھول بکثرت ہیں قیامت کے دن اس کے ذریعے سے لوگوں کی پیاس زائل ہوگی اور تر و تازگی و نظامت ہمیشہ رہے گی اس لئے صرف رمضان کے روزے رکھنے والا ہی نہیں بلکہ کثرت سے نفلی روزے رکھنے والا بھی اس کا مستحق ہوگا۔

روزہ نہ رکھنے کی سزائیں:

جو شخص رمضان المبارک میں بغیر کسی مجبوری کے علی الاعلان جان بوجھ کر کھائے پیے اس کو قتل کر دیا جائے'' (ردالمختار)

ویسے یہ حکم حاکم اسلام کے لئے ہے کہ وہ اس قسم کے روزہ خوروں کو سزا دے عوام الناس کا یہ کام نہیں، عوام روزہ خوروں کو ممکن ہو تو سمجھائیں ورنہ ان کے اس فعل کو دل میں برا جانیں۔

غور طلب مقام ہے جب روزہ خوروں کی دنیا ہی میں اس قدر سخت سزا تجویز کی گئی ہے (اگرچہ اب دنیا میں کہیں بھی اس پر عمل نہ سہی) تو آخرت کی سزا کس قدر ہولناک اور تباہ کن ہوگی؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جس نے بغیر کسی شرعی مجبوری کے ایک بھی روزہ رمضان ترک کیا وہ نو لاکھ برس جہنم کی آگ جلتا رہے گا!!!

مسلمانو! ہوش میں آؤ!! کب تک اس دنیا میں گلچھرے اڑاتے رہو گے؟ کیا تمہیں مرنا نہیں ہے؟ کیا اس دنیا میں ہمیشہ اسی طرح دندناتے پھرو گے؟ ہرگز نہیں ایک نہ ایک دن

موت ضرور آئے گی اور تمہارا رشتہ حیات منقطع کر کے نرم و نازک پلنگ اور گداز و آرام دہ تکیوں سے اٹھا کر مٹی پر سلا دے گی بہترین ہوادار ٹھنڈے ٹھنڈے اور ہر طرح کے سامانِ طرب سے آراستہ کمروں سے اٹھا کر اندھیری قبروں میں پہنچا دے گی پھر پچھتانے سے کچھ ہاتھ نہ آئے گا ابھی موقعہ ہے گناہوں سے سچی توبہ کر لو اور روزہ و نماز کی پابندی اختیار کرو۔

قبر کا بھیانک منظر:

ایک بار مولائے کائنات حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم زیارت قبور کے لئے قبرستان تشریف لے گئے وہاں ایک تازہ قبر پر نظر پڑی آپ کو اس کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوئی چنانچہ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے یا اللہ عزوجل اس میت کے حالات مجھ پر منکشف (یعنی ظاہر) فرما فوراً اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ کی التجا مسموع ہوئی (یعنی سنی گئی) اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے اور اس مردے کے درمیان جتنے پردہ ہائے حائل تھے تمام اٹھا دیئے گئے اب ایک ہیبت ناک منظر آپ کے سامنے تھا کیا دیکھتے ہیں کہ مردہ آگ کی لپیٹ میں ہے اور رو رو کر آپ سے فریاد کر رہا ہے یا علی! میں آگ میں ڈوبا ہوا ہوں، ہائے! آگ مجھے جلائے جا رہی ہے یا علی! میرے حالِ زار پر رحم فرمایئے اور پروردگار سے مجھ سے کس کی سفارش فرما کر مجھے اس ہولناک عذاب سے نجات دلایئے۔

قبر کے دہشتناک منظر اور مردہ کی چیخ و پکار اور دردناک فریاد نے مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بے قرار کر دیا آپ نے اپنے رحمت والے ہاتھ پروردگار کے دربار میں اٹھا دیئے اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اس میت کی بخشش کے لئے درخواست پیش کی غیب سے آواز آئی، اے علی! آپ اس کی سفارش نہ ہی فرمائیں کیونکہ روزے رکھنے کے باوجود یہ بد نصیب شخص رمضان المبارک کی بے حرمتی کرتا تھا، رمضان المبارک میں بھی گناہوں سے باز نہ آتا تھا۔ دن کو روزے تو رکھتا تھا پھر بھی راتوں کو گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، مولائے

کائنات مولا علی اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ سن کر اور بھی رنجیدہ ہو گئے اور سجدے میں گر کر رو رو کر عرض کرنے لگے یا اللہ عزوجل میری لاج تیرے ہاتھ میں ہے اس بندے نے بڑی امید کے ساتھ مجھے پکارا ہے میرے مالک! تو مجھے اس کے آگے رسوا نہ فرما۔ اس کی بے بسی پر رحم فرما دے اور اس بے چارے کو بخش دے حضرت علی رضی اللہ عنہ رو رو کر مناجات کر رہے تھے آخر کار اللہ عزوجل کو رحم آ ہی گیا اس کی رحمت کا دریا موجزن ہوا اور ندا آئی۔

اے علی! ہم نے تمہاری شکستہ دلی کے سبب اسے بخش دیا''

چنانچہ اس مردے پر سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ (انیس الواعظین)

پیارے اسلامی بھائیو! لرز جاؤ! اللہ عزوجل کے خوف سے کانپ جاؤ اور گھبرا کر اس کی بارگاہ بے کس پناہ میں توبہ کر لو آہ! کئی جگہ دیکھا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کی مبارک راتوں میں ہمارے کئی نوجوان بھائی محلہ میں کرکٹ، فٹ بال، کھیل کھیلتے، خوب شور مچاتے ہیں اس طرح یہ بدنصیب لوگ خود تو عبادت سے محروم رہتے ہی ہیں مگر دوسروں کے لئے بھی بے حد پریشانی کا باعث بنتے ہیں نیز ایسے نادان لوگ بھی دیکھے جاتے ہیں جو اگرچہ روزہ تو رکھ لیتے ہیں مگر پھر ان ''بے چاروں'' کا وقت پاس نہیں ہوتا اور یہ لوگ بھی احترام رمضان شریف کو ایک طرف رکھ کر حرام و ناجائز کاموں کا سہارا لے کر وقت پاس کرتے ہیں۔

اے جنت کے طلب گار روزہ دار اسلامی بھائیو! رمضان المبارک کے ان مقدس لمحات کو اس طرح فضولیات وخرافات مین برباد ہونے سے بچاؤ زندگی مختصر سی ہے اس کو غنیمت جانو ستائش کی گڈیوں اور فلمی گانوں کے ذریعے وقت پاس یعنی برباد کرنے کے بجائے ذکر و درود میں وقت گزارنے کی کوشش کیجئے۔

باب نہم

روزے کی حکمتیں

پہلی حکمت (تقویٰ کا حصول) پہلے باب کے شروع میں درج کردہ آیت کریمہ میں کیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان پر امم سابقہ کی طرح روزے اس لئے فرض کئے گئے کہ وہ متقی اور پرہیزگار بن جائیں۔ گویا روزے کا مقصد عظمیٰ انسانی سیرت کے اندر تقویٰ کا جوہر پیدا کر کے اس کے قلب و باطن کو روحانیت و نورانیت سے جلا دینا ہے روزے سے حاصل کردہ تقویٰ کو بطریق احسن بروئے کار لایا جائے تو انسان کی باطنی کائنات میں ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے، جس سے اس کی زندگی کے شب و روز یکسر بدل کر رہ جائیں تقویٰ بادی النظر میں انسان کو حرام چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اگر بنظر غائر قرآن و سنت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ روزے کی بدولت حاصل شدہ تقویٰ حرام چیزوں سے تو درکنار ان حلال مطیب چیزوں کے قریب بھی بحالتِ روزہ پھٹکنے نہیں دیتا جن سے متمتع ہونا عام زندگی میں بالکل جائز ہے۔ ہر سال ایک ماہ کے اس ضبط نفس کی لازمی تربیتی مشق کا اہتمام اس مقصد کے حصول کے لئے ہے کہ انسان کے قلب و باطن میں سال کے باقی گیارہ مہینوں میں حرام و حلال کا فرق و امتیاز روا رکھنے کا جذبہ اس درجہ فروغ پا جائے کہ اس کی باقی زندگی ان خطوط پر استوار ہو جائے کہ ہر معاملے میں حکم خداوندی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے وہ حرام چیزوں کے شائبے سے بھی بچ جائے۔

اگر تقویٰ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آ جائے تو انسان کی زندگی سراسر خوف و خشیت الٰہی سے عبادت ہو جائے گی، لیکن مقامِ افسوس ہے کہ ہم میں سے اکثر و بیشتر روزے کے ثمرات سے محض اس لئے محروم رہتے ہیں کہ ہمارا شعار روزے کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دینا بن گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہمارے ہاتھ سوائے بھوک و پیاس کی مشقت کے کچھ نہیں آتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ جن کو روزوں

سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہیں جن کو اپنے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔ (مسند احمد بن حنبل ۲: ۴۴۱)

دوسری حکمت:

(تربیت صبر وشکر) تقویٰ کی ایک کیفیت صبر کی آئینہ دار ہے، جس کا تقاضا ہے کہ انسان کسی نعمت سے محرومی پر اپنی زبان کو شکوہ اور آہ و بکا سے آلودہ کئے بغیر خاموشی سے برداشت کرے۔ روزہ انسان کو تقویٰ کے اس مقامِ صبر سے بھی بلند تر مقامِ شکر پر فائز دیکھنے کا متمنی ہے اور وہ اس کے اندر یہ جوہر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نعمت کے چھن جانے پر اور ہر قسم کی مصیبت، ابتلا اور آزمائش کا سامان کرتے وقت اس کی طبیعت میں ملال اور پیشانی پر شکن کے آثار پیدا نہ ہونے پائیں، بلکہ وہ ہر تنگی و ترشی کا بہر حال خندہ پیشانی سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتا رہے۔ اس ضمن میں دو صاحب حال بزرگوں کے واقعہ کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ طویل جدائی کے بعد جب وہ ملے اور ایک دوسرے کا حال پوچھا تو ایک نے کہا کہ اپنا حال تو یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی نعمت سے نوازتا ہے تو اس کا شکر ادا کرتے ہیں، وگرنہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ دوسرے بزرگ نے کہا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ہمارے شہر کے کتوں کا بھی یہی حال ہے وہ مالک کے در پر پڑے رہتے ہیں اگر کچھ مل جائے تو دم ہلا کر اس کے آگے پیچھے جاتے ہیں اور اگر کچھ نہ بھی ملے تو اسے چھوڑ کر کسی اور در پر نہیں جاتے پھر فرمایا کہ اپنا حال یہ ہے کہ جب مولا سے کچھ ملتا ہے تو اس کے بندوں میں بانٹ دیتے ہیں اور کچھ نہ ملے تو ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

روزہ چونکہ کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے اپنے آپ کو روکنے کا نام ہے روزہ کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے دور رہتا ہے تو پھر اس کی قدر کا پتا چلتا ہے بالعموم نعمت کی اہمیت اور قدر کا احساس نہیں ہوتا اس کی قدر تب ہوتی ہے، جب وہ مفقود ہو جائے پس یہ نعمت کی پہچان اور اس کی قدر کا جاننا اس کے حق کی ادائیگی کو واجب کر دیتا ہے اور حق

کی ادائیگی شکر سے ہوتی ہے جو عقلاً اور شرعاً فرض ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ صوم میں **لعلکم تشکرون** کے ذریعے تشکر کی ضرورت واہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تیسری حکمت (جذبہ ایثار):

بحالتِ روزہ انسان بھوک اور پیاس کے کرب سے گزرتا ہے تو لامحالہ اس کے دل میں ایثار ہے، بے نفسی اور قربانی کا جذبہ تقویت پکڑتا ہے اور وہ عملاً اس کیفیت سے گزر کر جس کا سامنا انسانی معاشرہ کے مغلوک الحال اور نانِ شبینہ سے محروم لوگ کرتے ہیں، کرب و تکلیف کے احساس سے آگاہ ہو جاتا ہے فی الحقیقت روزے کے ذریعے اللہ رب العزت اپنے آسودہ حال بندوں کو ان شکستہ اور بے سروسامان لوگوں کی زبوں حالی سے کما حقہ آگاہ کرنا چاہتے ہیں جو اپنے تن و جان کا رشتہ بمشکل برقرار رکھے ہوئے ہیں، تا کہ ان کے دل میں دکھی اور مضطرب انسانیت کی خدمت کا جذبہ فروغ پائے اور ایک ایسا اسلامی معاشرہ وجود میں آ سکے، جس کی اساس باہمی محبت کا بیدار ہو جانا روزے کی روح کا لازمی تقاضا ہے اور اس کا فقدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ روزے میں روح نام کی کوئی چیز باقی نہیں۔

چوتھی حکمت:

(تزکیہ نفس) روزہ انسان کے نفس اور قلب و باطن کو ہر قسم کی آلودگی اور کثافت سے پاک وصاف کر دیتا ہے انسانی جسم مادے سے مرکب ہے، جسے اپنی بقا کے لئے غذا اور دیگر مادی لوازمات فراہم کرنا پڑتے ہیں، جبکہ روح ایک لطیف چیز ہے جس کی بالیدگی اور نشوونما مادی ضروریات اور دنیاوی لذات ترک کر دینے میں مضمر ہے جسم اور روح کے تقاضے ایک دوسرے کے متضاد اور نقیض ہیں۔ روزہ جسم کو اپنا پابند اور منقاد بنا کر مادی قوتوں کو لگام دیتا ہے، جس سے روح لطیف تر اور قوی تر ہوتی چلی جاتی ہے جوں جوں روزے کی بدولت بندہ خواہشات نفسانی کے چنگل سے دستگاری حاصل کرتا ہے، اس کی روح غالب و توانا اور جسم مغلوب و نحیف ہو جاتا ہے روح اور جسم کا تعلق پرندے اور قفس کا

Scanned with CamScanner

سا ہے، جیسے ہی قفس جسم کا کوئی گوشہ وا ہوتا ہے، روح کا پرندہ مائل بہ پرواز ہو کر موقع پاتے ہی جسم کی بندشوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

مسلسل روزے کے عمل اور مجاہدے سے تزکیہ نفس کا عمل تیز تر ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے روح کثافتوں سے پاک ہو کر پہلے سے کہیں لطیف تر اور قوی تر ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بعض کاملین و عرفاء کی روحانی طاقت کائنات کی بیکرانیوں اور پہنائیوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی طاقت:

روح کی جولانیوں کے ذیل میں حضرت غوث الاعظمؒ کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ انہیں فرداً فرداً ستر کے لگ بھگ مریدوں نے اپنے ہاں افطاری کی دعوت دی جو حضرت نے از راہِ بندہ نوازی قبول فرمائی اگلے دن ہر مرید نے حضرت کی تشریف آوری کا ماجرا کمالِ اشتیاق سے بیان کیا تو ان کے درمیان باہمی تکرار ہونے لگا ہر ایک یہ کہتا تھا کہ کل شیخ نے ہمارے ہاں افطاری کی ہے ان میں یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ حضرت کے صاحبزادے کا وہاں سے گزر ہوا وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگے کہ کس لئے تکرار کرتے ہو حضرت نے تو کل اپنے گھر میں روزہ افطار کیا تھا۔

یہ سب کچھ روحانی تصرفات کا اعجاز تھا، جو اللہ کے نبیوں کو تزکیہ نفس کے ذریعے نصیب ہوتے ہیں تاجدار رسالت ﷺ کے روحانی تربیت یافتگان میں زہد و ورع اور تقویٰ کی بناء پر اصحابِ صفہ کو امتیازی مقام حاصل ہے ان کی زندگیوں پر فقر مصطفوی ﷺ کی نمایاں چھاپ تھی جو فقرِ اضطراری نہیں بلکہ فقر اختیاری تھا، روزے سے فقر و فاقہ کی جو شان استغناء جنم لیتی ہے، وہ تونگری سے کہیں اعلیٰ مقام و رفعت کی حامل ہے۔

الغرض نفس امارہ انسان کو برائی پر اکساتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ (یوسف ۱۲: ۵۳)

ترجمہ: بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے۔

نفس امارہ کو قابو میں رکھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بعض اوقات اپنے نفس کو جائز اور حلال خواہشوں سے بھی روکیں، تا کہ ناجائز اور حرام کی طرف میلان کی جرات و ہمت ہی نہ کر سکے اس کا اثر یہ ہو گا کہ اس تربیت سے اس کی عادت بھی بدل جائے گی اور بری باتوں کی طرف اس کا دھیان ہی نہیں جائے گا۔

پس جب اس تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان المبارک کا مہینہ عطا کیا ہے جس میں اللہ دن کے وقت حلال چیزیں کھانے، پینے اور جماع سے باز رہتا ہے تو پھر وہ حرام جو کہ ہر حالت میں حرام ہے تو اس دوران پھر اس کی طرف رغبت اور میلان کس طرح ممکن ہے اگر انسان ایک طرف زہر کے اثر کو مٹانے کے لئے دعا بھی کرے تو دوسری طرف زہر کا استعمال بھی کرے تو ایسی صورت میں دوا کا اثر کس طرح ممکن ہے؟ اس لئے روزہ کا مقصود تبھی حاصل ہوتا ہے جب انسان اپنے نفس کو پاک اور منزہ کرے۔

پانچویں حکمت (رضائے خداوندی کا حصول):

روزے کا منتہائے مقصود یہی ہے کہ وہ بندے کو وہ تمام روحانی مدارج طے کرانے کے بعد مقام رضا پر فائز دیکھنا چاہتا ہے یہ مقام رضا کیا ہے؟

جو روزے کے توسط سے انسان کو نصیب ہو جاتا ہے اس پر غور کریں تو اس کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوتا ہے رب کا اپنے بندے سے راضی ہو جانا اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے مقابلے میں باقی سب نعمتیں ہیچ دکھائی دیتی ہیں۔ روزہ وہ منفرد عمل ہے جس کے اجر و جزا کا معاملہ رب اور بندے کے درمیان چھوڑ دیا گیا کہ اس کی رضا حد و حساب کے تعین سے ماوراء ہے۔

رضائے خداوندی کی پہچان اور علامت:

رب تعالیٰ اپنے بندے سے کب اور کیسے راضی ہوتا ہے اور اس بات کی کیا علامت ہے کہ رب اپنے بندے سے فی الواقعہ راضی ہو گیا ہے اس بارے میں ایک بزرگ نے اپنے مرید سے پوچھا تمہیں کس طرح پتہ چلے گا کہ رب آپ سے راضی ہو گیا ہے اس

Scanned with CamScanner

نے جواب دیا۔

''جب میں نے اپنے دل کو اپنے رب کے ساتھ راضی پایا تو میں سمجھ گیا کہ اللہ عزوجل مجھ سے راضی ہے۔ (الرسالۃ القشیریہ:۱۹۴)

گویا خدا تعالیٰ کی رضا کی کسوٹی اور پہچان یہ ہوئی کہ بندہ اپنے معاملات کی طرف نگاہ ڈالے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ کیا وہ اپنے رب سے راضی ہے اس طرح خدا اور بندے کی رضا باہم مربوط اور لازم وملزوم ہے اس میں دوگونہ تعلق میں تاہم یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ رب کی رضا اپنے بندے کے معاملے میں بہر حال مقدم ہے اور جب تک وہ راضی نہ ہوگا، بندے کا رب کی رضا کے بارے میں مطمئن ہونا ممکن نہیں ہے اور بندے کی رضا کے بارے میں مطمئن ہونا ممکن نہیں ہے اور بندے کی رضا اپنے رب سے لامحالہ موخر ہوگی قرآن حکیم نے اس تصور کو راضیۃ مرضیۃ کے بلیغ الفاظ سے اجاگر کیا ہے یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جب تک خدا کی ذات بندے کی تلاش وجستجو اور طلب کا محور تھی، اس بندے کی حیثیت محبّ اور طالب کی تھی، لیکن جب وہ خود ذاتِ خداوندی کا محبوب ومطلوب بن گیا تو اسے خدا کے پسندیدہ ہونے کا مقام نصیب ہوگیا، جس کی بناء پر وہ نہ صرف خدا بلکہ کائنات کا مدعا اور مقصود بن گیا۔ اس مقام پر خدا کی رضا قدم بہ قدم بندے کے شاملِ حال ہوگئی اور اسے زبان سے کچھ کہنے کی حاجت نہ رہی۔

تزکیہ روح کے لئے روزہ بہترین عمل

روح اور باطن کو ہر قسم کی آلائشوں سے مزکی اور مصفا کرنے کے لئے روزے سے بہتر اور کوئی عمل نہیں یہی سبب تھا کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کو اس عبادت سے اتنا شغف تھا کہ آپ ﷺ اکثر روزے سے رہتے اور صیام وصال یعنی پے در پے بغیر افطار کے روزے رکھتے۔ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع میں بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی صیام وصال رکھنے شروع کئے تو کمزوری سے ان کے چہرے پیلے پڑنے لگے اور ان کی حالت یہ ہوگئی کہ چلتے چلتے گر پڑتے حضور نبی کریم ﷺ کو اس معاملہ کی خبر

ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے ایسا کرنے کا سبب دریافت فرمایا، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ ہم آپ کی اتباع میں ایسا کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون میری مثل ہے؟ میرا حال تو یہ ہے کہ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے جیسا کہ احادیث نبوی ﷺ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل اور پے در پے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک مسلمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ تو مسلسل روزے رکھتے ہیں آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں تو رات اس حالت میں گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔ (صحیح بخاری ۱:۲۶۳) (رقم حدیث: ۱۸۶۰)

تاجدار رسالت ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے ترشح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعض عمل خصوصی پیغمبرانہ امتیاز کے حامل ہیں اور وہ امت کے لئے قابل تقلید نہیں ہیں۔

بحیثیت شارع اسلام آپ ﷺ نے امت کو میانہ روی اور اعتدال کی راہ پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ اس ساری بحث سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ تزکیہ روح اور تصفیہ باطن کا موثر ترین ذریعہ روزہ ہی ہے جس سے محبوب حقیقی کا قرب ووصال نصیب ہوتا ہے۔ اور بندہ ان کیفیات ولذات سے آشنا ہوتا ہے جن کے مقابلے میں دنیا و مافیہا کی کوئی شے پرکاہ کے برابر نہیں۔

روح کیا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جب روح کی حقیقت وماہیت کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے سوال پوچھنے لگے تو قرآن نے ان کے استفسار کا جواب بڑے جامع اور مانع انداز سے دیا۔ ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''اور یہ کفار آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے'' (بنی اسرائیل، ۱۷:۸۵)

Scanned with CamScanner

خدا تعالیٰ نے روح کو امرِ ربی کہہ کر انسان کو متنبہ کر دیا کہ وہ اس معاملے کو زیادہ نہ کریدے کہ اس سے زیادہ حیطۂ ادراک و فہم میں نہیں آ سکتا۔ لہٰذا اس کی شایانِ شان یہی ہے کہ روح کی ماورائی حقیقت کو فقط اپنے رب کا امر (حکم) سمجھنے پر اکتفا کرے، ورنہ وہ اپنی ناقص اور محدود عقل کے بل بوتے پر ایسی بھول بھلیوں پر پڑ جائے گا جس سے نکلنا اس کے لئے ممکن نہ ہوگا۔

جسم اور روح کے بارے میں سائنس کا نقطہ نظر:

جسم اور روح کے باہمی ارتباط کی توجیہ جدید سائنسی نقطہ نظر سے کی جائے تو ہم سائنس کی اصطلاح میں جسم کو مادہ اور روح کو توانائی کا نام دے سکتے ہیں۔ مادہ اپنی تین حالتوں یعنی ٹھوس، مائع اور گیس پر مشتمل ہوتا ہے اور کثیف ہونے کے باوجود جب وہ ٹھوس مائع اور مائع سے گیس میں بدلتا ہے۔ تو اس کی کثافت ہونے کے باوجود جب وہ ٹھوس سے مائع اور مائع سے گیس میں بدلتا ہے تو اس کی کثافت بتدریج گھٹنے لگتی ہے اور اس کی ماہیت میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے مادے کی ایک بنیادی خاصیت یہ ہے کہ وہ جگہ گھیرتا ہے، اس کی مثال یوں ہے کہ برتن میں پانی مادے کی مائع حالت میں موجود ہے برتن میں موجود پانی کو گرم کریں تو وہ حرارت سے بھاپ میں تبدیل ہو کر گیس کی شکل اختیار کرے گا اور پورے کمرے کی فضا میں پھیل جائے گا، جبکہ برتن میں وہ محدود جگہ میں مقید تھا۔ پانی جب گرم ہو کر بھاپ یا گیس کی ہیئت اختیار کر گیا تو اپنی کثیف حالت سے لطیف حالت میں منتقل ہو گیا اور وہ اپنی اس حالت میں خالی جگہ میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے برعکس عام اصول کے مطابق جب کوئی شے مائع سے ٹھوس حالت میں منتقل ہوتی ہے۔ تو اس کی کثافت میں نسبتاً اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ گھیرنے کی استعداد نسبتاً کم ہو جاتی ہے۔ یہ عام سائنسی مشاہدہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ مادہ جس قدر کثیف ہوگا، وہ اتنا ہی محدود جگہ میں محصور ہوگا اور وہ جوں جوں لطیف ہوتا جائے گا، توں توں اس کا پھیلاؤ اور حصاری بڑھتا چلا جائے گا۔ مادے کی ان تینوں مختلف حالتوں کے فرق سے اس کی کثافت

ولطافت کے فرق کا اندازہ ہو گیا۔ مادے اور توانائی کے فرق کو ایک مثال کے ذریعے سے سمجھ سکتے ہیں۔ فرض کریں کہ آپ کے منہ میں پانی موجود ہے، جسے آپ کلی کی صورت میں باہر نکالیں گے تو اس کا فاصلہ اور پھیلاؤ محدود ہوگا، کیونکہ پانی مادہ ہونے کی بنا پر نسبتاً محدود جگہ میں محصور رہ سکتا ہے۔ اس کے برعکس آپ کے منہ سے نکلنے والی آواز جو کہ توانائی کی ایک شکل ہے، دور تک جا رہی ہے اور اگر آپ لاؤڈ سپیکر استعمال کر رہے ہوں تو اس آلے کی مدد سے اس کے دائرہ اثر میں اور بھی اضافہ ہوگا۔

جسم اور روح کا تعلق اس سے گہری مماثلت رکھتا ہے، جسم مادی اور کثیف ہے جبکہ روح غیر مادی لطیف وجود سے متشکل ہے اور وہ توانائی کی ناقابل بیان لطیف صورت ہے اس پر متزاد توانائی کی مختلف صورتیں، مثال کے طور پر آواز کے مقابلے میں روشنی بہت زیادہ طاقتور اور تیز رفتار ہے۔ وہ ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کی مسافت طے کر لیتی ہے۔ جبکہ آواز کی رفتار مختلف اور محدود ہے وہ صرف گیارہ سو پچاس فٹ فی سیکنڈ کی رفتار رکھتی ہے۔ رات کی تاریکی میں بجلی کا قمقمہ روشن ہوتے ہی آنِ واحد میں پورے کمرے کو روشن کر دیتا ہے۔ آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی لامتناہی مسافتیں طے کر کے مختصر وقت میں کرہ ارض کے وسیع و بسیط خطے کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے اس کے تقابل میں آواز باوجود مہرالعقول سائنسی ایجادات و اکتشافات کے ایک حد سے آگے نہیں جا سکتی۔ ان مظاہر سے بدرجہا بڑھ کر روح توانائی کی وہ مافوق الادراک مابعد الطبیعاتی صورت ہے، جس کے لئے قرب و بُعد اور زمان و مکان کی حدود و قیود کی حقیقت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

روزہ اور اصلاح معاشرہ

اسلامی معاشرہ میں روزہ کی اجتماعی حیثیت اور اس کے رواج کی وجہ اس بات کا اندیشہ تھا کہ یہ ایک رسم و تقلید بن کر نہ رہ جائے اور بہت سارے لوگوں کی ملامت سے بچنے کے لئے مجبور ہو کر یا بہت سارے طبی یا مادی اغراض کے لئے روزہ نہ رکھنے لگیں اس لئے دور رس نگاہ نبوت نے اس کا پہلے ہی سد باب کر دیا اور فرمایا۔

Scanned with CamScanner

من صام رمضان ایمانا واحتساباغفرلہ ما تقدم من ذنبہ

شریعت نے صرف روزہ کی ظاہری شکل کو ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ اس کی حقیقت اور روح کی طرف بھی توجہ دی محرمات کے علاوہ ہر اس چیز کو روزہ میں ممنوع قرار دیا ہے جو روزہ کو نقصان پہنچاتی ہو ارشادِ نبوی ہے تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ بدکلامی و فضول گوئی کرے نہ شور و شر کرے اور اگر کوئی اس کو گالی دے اور لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے کہ پس روزہ سے ہوں نیز جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے جو روزہ تقویٰ اور روح کی پاکی سے خالی ہو وہ ایک ایسا جسم ہے جس میں روح نہیں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کتنے روزہ دار ہیں کہ ان کو روزہ سے سوائے بھوک و پیاس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا اور کتنے ایسے عبادت گزار ہیں جن کو اپنے قیام میں شب بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا اور فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو پھاڑا نہ جائے۔

روزہ صرف کھانے پینے، غیبت، چغل خوری، گالی گلوچ سے ہی نہیں روکتا بلکہ وہ عبادت وتلاوت، ذکر و تسبیح ہمدردی و خیر خواہی اور غربا پروری کا حکم دیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے جو کسی ایک عمل سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہے گا وہ دوسرے دنوں کی ادائیگی فرض کے برابر سمجھا جائے گا اور جو اس میں فرض ادا کرے گا وہ اس کی طرح ہو گا جو غیر دنوں میں ستر فرض ادا کرے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور غم خواری کا مہینہ ہے۔

روزے کے معاشرتی اثرات

اسلام انصاف، عدل اور غریب پروری سکھاتا ہے۔ جب پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے تو دوسروں کی بھوک کا احساس نہیں ہوتا اور جب زبان پانی سے تر ہوتی ہے تو دوسروں کی پیاس کا احساس نہیں ہوتا۔

روزہ مسلمان کو ترس، رحم اور غریب پروری سکھاتا ہے یہ چیزیں اسلامی معاشرہ کا حصہ

ہیں یورپ غریبوں کی امداد اور احساس کے لئے بے شمار قوانین مرتب کر رہا ہے لیکن استحصال کی دنیا شاید یورپ میں زیادہ آباد ہے۔

ماوزے تنگ چین کا قائداعظم تھا اس کے سامنے چین کے معاشی مسائل تھے اس نے اپنے خطبات میں اس بات پر زور دیا ہے کہ خود کھانا کھاتے ہوئے اپنے پڑوسی اور دیکھنے والوں کو بھی شامل کر لیا کرو خود بھوکے رہ کر بھوکوں کا احساس پیدا کرو۔ مذکورہ تعلیمات دراصل ماوزے تنگ کی نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات ہیں۔

اسلام غریبوں کا مذہب ہے اسلام امیروں کو امن دیتا ہے۔ اسلام دولت کا مخالف نہیں بلکہ اس کے کمانے اور خرچ کرنے کی احتیاط بتاتا ہے۔

روزہ اور ذہنی خود اعتمادی:

ڈاکٹر گولڈ اسٹین نے امریکن نیچرل ہائجین سوسائٹی کے ایک مشاورتی نشست میں جو بوسٹن میں منعقد ہوئی تھی کہا کہ مشکل ترین چیز جو ہمارے انداز فکر و ذہن کو خود ہمارے جسمانی استعداد کی طرف متوجہ رکھنا ہوا کرتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ بہت سی طویل بیماریوں میں لوگ مدد کے طلب گار ہوتے ہیں مگر ان کو کوئی مدد نہیں ملتی اور طبی تحقیقات بھی بعض وقت ان علامات سے واقف نہیں ہو سکتے جو صحت کو لوٹا سکے مگر بہت سے عمر رسیدہ لوگوں نے برسوں بیمار رہنے کے بعد روزوں کو آزمایا اور اپنی صحت میں بہتری محسوس کی یہ تلخ حقیقت ہے کہ حاملین طب روزہ کی افادیت سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ ایک عورت نے کینیڈا کے شہر انٹریو سے سالانہ مشاورتی بورڈ میں شرکت کی اور کہا کہ صحت کے لئے کسی رقم کی ضرورت نہیں مگر ہمارے ڈاکٹرز صرف علامتوں کا علاج کرتے ہیں۔ بیماری کا نہیں۔ میں چاہتی ہوں جو میں نے رمضان کے متعلق سنا ہے کہ قرآن پاک رمضان میں نازل ہوا صرف وہی پاک کرتا ہے روح کو اور غنی کرتا ہے دل کو! رمضان میں کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک

مکمل احتراز بلاشبہ تقدس اور پاکی کے اثرات روح اور جسم پر مرتب کرتے ہیں جو ایسی بلندی پر پہنچا دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا مقام ہے اور انسان کی خود غرضی اور نفسانی خواہشات کی نفی کرتا ہے جب کوئی دیندار اس طرح پابندی کے ساتھ پورے رمضان کے روزے ترتیب کے ساتھ رکھتا ہے کہ جائز ماکولات و مشروبات تک محض حکم الٰہی کی اتباع میں ترک کر دیتا ہے تو اس کے لئے بقیہ سال بلکہ تمام عمر برائیوں سے بچنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

روزہ سے اللہ عزوجل کی خوشنودی کا نفسیاتی پہلو:

جب کوئی مومن یہ معلوم کر لیتا ہے کہ روزے رب کریم نے فرض قرار دیئے اور اس میں ہماری بھلائی خیر لکم میں بتلا دی گئی اور سب سے بڑی بات یہ فرما دی کہ **الصوم لی وانا اجزی به** ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''

غور فرمائیے روزدار کے دل و دماغ پر اس امید و یقین دہانی سے کیا کچھ اثر نہ پیدا ہو گا؟ لاکھ تکلیف وسختی سہی وہ بڑی کشادہ پیشانی سے اور صدق دل سے روزہ کی اطاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے احساس اذیت کو خود دور فرما دے گا جس کا معاوضہ وصلہ، خود خدا تعالیٰ ہو تو اس عبادت کا کیا کہنا اور پھر اس تصور میں کہ روزہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے لئے فرمایا تو پھر ان کی خدمت میں ناقص کمزور اور بے روح روزے کیوں کر گزاروں؟ نہیں معلوم کہ آئندہ رمضان میں، میں روزہ رکھوں یا نہ رکھوں اور اگر زندہ بھی رہا تو صحت مند رہنے کی کیا ضمانت ہے؟

اس لئے کیوں نہ اس دم کو غنیمت جانوں اور کیوں نہ ابھی تعمیل سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لوں ہر لمحہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں حاصل کر لوں۔ سب کچھ اسی کا ہے اس لئے اس کے ہر حکم پر گردن ڈال دینا بہتر ہے اس طرح روزہ سے اعمال میں امید لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں دل و دماغ کو تقویت اور سکون نصیب ہوتا ہے اور دل کی کارکردگی میں مسرت آگیں لہریں پیدا ہو کر، دوران عمر کا باعث بنتی ہیں جیسا کہ ہمارے دیندار بزرگ

اور متقیوں کی عمر اور صحت دونوں قابل رشک ہوا کرتی تھیں۔

روزہ ایک فزیشن کی نظر میں:

روزہ خالص اللہ عزوجل کے لئے ہوتا ہے لہٰذا جو کام اللہ عزوجل کے لئے ہو اس میں خلوص لازمی ہوتا ہے نتائج سے بے پرواہ حرف تعمیل حکم اور حصول خوشنودی پیش نظر ہو اور اس کے ذریعہ اگر روحانی و جسمانی برکتیں مل رہی ہوں تو یہ فضل خداوندی ہے محض حاصل شدہ بے شمار نعمتوں میں سے کسی ایک کو پیش نظر رکھ کر روزہ رکھا جائے تو اصل مقصد مجروح ہو گا اور تمام برکات سے محرومی ہو گی۔

روزہ کے ان گنت فوائد میں چند جسمانی سے تعلق رکھتے ہیں صرف صحت و تندرستی کے نقطہ نظر سے روزہ رکھا جائے تو روزہ کی مذہبی روح پر اثر پڑے گا اور تقویٰ کے بنیادی مقاصد متاثر ہوں گے رضائے الٰہی کے بجائے بہت معمولی اغراض سے دلچسپی باقی رہ جائے گی جو تعلیمات شریعت کے بالکل مغائر ہے روزہ کو حکم خدا کی تعمیل میں رکھنا ہی سعادت ایمان ہے یہ اور بات ہے کہ اس کے مفید ثمرات میں سے ایک نظام صحت کی درستگی بھی ہے۔

روزہ جسمانی آلائشوں اور روحانی کثافتوں کو دور کرنے کا باعث ہے رمضان کے فرائض روزوں کے علاوہ سال بھر مختلف اوقات میں نفل روزے بھی انہی مقاصد کے حامل ہوتے ہیں جن کی قرآن مجید نے بار ہا تشریح فرمائی روزہ ایک دینوی عمل ہے جس کی تمام تر بنیاد حکم خداوندی پر ہے اور جس کی جزاء کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آخرت میں روزہ دار حقیقی ثمرات پائے گا روزہ خدا پر احسان نہیں بلکہ اپنی بھلائی اور نجات کا سامان ہے۔ زندگی اور صحت اللہ عزوجل کی عطا کی ہوئی دولت و امانت ہے اس کی حفاظت انسان پر فرض ہے چونکہ خود انسان ان چیزوں کا مالک نہیں لہٰذا انہیں ختم کرنے کا بھی اسے اختیار نہیں اس لیے خودکشی کو حرام قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں بیماریوں کی صورت میں علاج معالجہ کا حکم بھی اس طرح اشارہ ہے کہ امانت کی حفاظت کی جائے۔

Scanned with CamScanner

روزہ اور صحت انسانی ایک اہم نازک اور حساس موضوع ہے اس پر گفتگو سے پہلے قرآنی موقف کو سمجھنے کی کوشش کرنی لازم ہے اور ایمانی ضرورت بھی اللہ تعالیٰ نے مسافر، مریض، ضعیف، نابالغ، مجاہد (حالت جنگ میں) مجنون، حائضہعورت، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو معقول عذر کی بناء پر قضا کا حکم دیا ہے یہاں بحثیت ڈاکٹر مریض کی رخصت کے بارے میں کچھ مناسبت ہوگا اس ضمن میں دو چار باتیں اہم ہیں۔ بیماری کی نوعیت، بیماری کی شدت، صحت کی حالت، عمر، قوت برداشت، روزہ کا اثر صحت جسمانی پر بیماری کا اثر روزہ وغیرہ۔

فقہا نے اس ضمن میں تین نکات بیان فرمائے ہیں، گمان غالب، ذاتی تجربہ، معالج کا مشورہ۔

مرض کے بارے میں ان تین امور کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ گمان غالب کی تعریف یہ کہ مرض کے نا قابل برداشت حد سے بڑھ جانے یا تکلیف میں زیادتی کا خیال قوی ہو محض وہم یا شک دلیل نہیں ہے۔ ذاتی تجربہ ماضی میں اگر ایسا کبھی ہوا ہو جس کا مریض کو تجربہ ہو چکا ہے تو یہ بات بنیاد بن سکتی ہے تیسرا اور اہم نکتہ معالج کا مشورہ ہے صحیح بات تو یہ ہے کہ مرض یا مریض کے بارے میں معالج کا فیصلہ ہی بے حد اہم ہوتا ہے۔ گویا معالج کی رائے پر ہی مریض کے روزہ رکھنے یا چھوڑنے کا انحصار ہوتا ہے۔ علماء نے اس بارے میں معالج کا مسلمان اور غیر فاسق ہونا لازمی قرار دیا ہے روزہ دار یا مریض کی صحت کے بارے میں ڈاکٹر کی رائے بلاشبہ مذہبی نقطہ نظر سے بے حد اہمیت رکھتی ہے معالج کا طبی مشورہ بجائے خود فتویٰ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے مشورہ کو نہ صرف مریض اور علماء کو تسلیم کرنا پڑتا ہے بلکہ قانون شریعت بھی اس کا پاس کرتا ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم)

روزہ ایک سرجن کے نقطہ نظر میں

''پروفیسر ڈاکٹر محمد ولی الدین''

میں فاضل اکیڈمی کا مشکور ہوں کہ اکیڈمی نے مجھے سرجری (جراحت) اور روزے کے تعلق سے اپنے ناچیز خیالات کو آپ کے گوش گزار کرنے کا موقع دیا۔ یہ بات تو سب پر روحانی ہی نہیں بلکہ جسمانی ڈسپلن کی وجہ سے روزے کی افادیت صحت کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے۔

روز مرہ زندگی میں ہم جو معمول کی غذا کھاتے ہیں وہ ہضم ہو کر خون میں جذب ہو جاتی ہے جذب شدہ غذائی اجزاء ایندھن کا کام کر کے توانائی کے حرارے پیدا کرتے ہیں، عمل تکسید پیدا ہوتے ہیں جس سے جسم کی بنیادی ضروریات دوسرے کام مثلاً چلنا پھرنا دوڑنا وغیرہ تکمیل پاتے ہیں۔ امتراق یعنی Comeustion سے بچ رہنے والے جذب شدہ غذائی اجزاء جسم کے مختلف ذخائر یعنی Deposts میں شامل ہو جاتے ہیں جو زیادہ تر چربی اور گلائیکوجن پر مشتمل ہیں چربی پورے جسم میں پھیلی ہوئی ہے خاص طور پر زیر جلد، عضلات اور پیٹ میں ذخیرے کی شکل میں موجود ہے۔ چربی کا جسم میں زیادہ جمع ہو جانا فربہی موٹاپا کہلاتا ہے جو ام الامراض ہے۔ بحالت روزہ جسم کے چربی کے ذخائر متحرک ہو کر جل اٹھتے Comeoust ہوتے ہیں تا کہ جسم کو ضروری توانائی حاصل ہو سکے اس طرح جسم کی چربی کم ہو کر موٹاپا کم ہونے لگتا ہے بالفاظ دیگر روزہ Refined way of Dieting ہے۔ اس طرح فربہی یا Opasity سے پیدا ہونے والے تمام بیماریوں کا روک تھام کیا جا سکتا ہے۔

حسب ذیل امراض جراحی کے اعتبار سے اہم ہیں جو فربہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

ا۔ پتے کا التہاب اور پتے کی پتھریاں:

Cholectits اس کے زیر اثر لبلبے کا التہاب (۲) ہاتھ پاؤں کی خون کی رگیں تنگ ہو جاتی ہیں اور انگلیاں کالی پڑ کر سڑ جاتی ہیں۔

۳۔ ذیابیطس سے اعصاب متاثر ہونے سے حس ختم ہو جاتی ہے اور پنجہ اور انگلیاں بے حس ہو کر کسی بھی چیز سے ٹکرا جاتی ہیں اور پھوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

۴۔ خون میں شکر کی زیادتی کی وجہ سے جسم کی مدافعتی صلاحیت کم ہو جانے سے سمیت یا

Infection آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے یہ ہاتھ پیر اور خاص طور پر پیٹھ میں راج پھوڑے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

۵۔ خون کی نالیوں کی دیوار میں چربی کے جمع ہو جانے سے رگیں تنگ اور کمزور ہو جاتی ہے جس سے یا تو رگ پھٹ جانے سے خون باہر نکل آتا ہے۔ ہاتھ، پاؤں، آنتوں کا مردار پڑ جانا Gnagrene ہو جاتا ہے۔

۶۔ پیٹ میں چربی:

زیادہ ہو جانے سے پیٹ کا اندرونی دباؤ بڑھ جاتا ہے تو دوسری طرف پیٹ کے عضلات اور سینے اور پیٹ کا درمیانی عضلاتی پردہ میں چربی جا بجا جمع ہونے سے ان عضلات میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور پیٹ کی آنتوں سے چربی وغیرہ باہر نکلنے لگتی ہے جس کو فتق کہتے ہیں۔

کنج ران کا فتق خرج کا فتق خط ابیض سینے اور پیٹ کے خط نصفی میں نمودار ہونے والا فتق بطنی شراسیفی ہرنیا (پیٹ اور پسلیوں کے درمیان کا ہرنیا (ابھار) پیدا ہوتے ہیں۔

۷۔ پیٹ کے عضلات میں چربی:

کی وجہ سے جو کمزوری پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے اجابت کرنے کے لئے کافی قوت نہیں لگائی جا سکتی اس سے قبض پیدا ہوتا ہے اور حیض کی صورت میں مزید قوت لگا کر اجابت کی کوشش کرنے پر بڑی آنت جا بجا پھول جاتی ہے جس کو Diverticlctis کہا جاتا ہے۔ اس سے آگے چل کر جریان خون، آنتوں کا بند ہو جانا، بڑی آنت کا خبیث ورم پیدا ہوتے ہیں۔

۸۔ بیماری میں موٹے انسان:

کے بستر پر مسلسل آرام کرنے سے اپنی ہی جلد اس کے اپنے وزن سے دب کر کالی پڑ جاتی ہے اس لئے کہ خون کی روانی اس جگہ متاثر ہو جاتی ہے یعنی چند ایک دن بستر پر پڑ جانے سے Pressure Sore Or Bed Scres پیدا ہو جاتے ہیں یہ سارے

امراض فربہی کی روک تھام سے روکے جا سکتے ہیں با الفاظ دیگر متذکرہ بالا امراض فربہی نہ ہو تو پیدا نہ ہوں گی اور ان امراض کی جراحی کے اعتبار سے کافی اہمیت ہے۔ سارے امراض جن کی روک تھام روزے کے ذریعہ مٹاپے کے کنٹرول سے روکی جا سکتی ہیں۔

۹۔ مزید براں فربہی سرجن:

اور مریض دونوں کے لئے پریشان کن ہیں پیٹ کے آپریشن میں پیٹ کی دیوار کی چربی اور پیٹ کے اندر کی چربی بہت زیادہ ہونے سے پیٹ کے اندرونی اجزاء تک پہنچنے میں کافی دشواری ہوتی ہے اور آپریشن مشکل ہو جاتا ہے آپریشن کے دوران کھینچ تان کی وجہ سے انفیکشن کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں اور چربی میں انفیکشن بہت آسانی سے پھیل جاتا ہے اس سے بڑھ کر پریشان کن مسئلہ یہ ہے کہ پیٹ کی دیوار کے ٹانکے بیکار ہو جاتے ہیں یعنی جراحتی فتق یا Burst Abdomin شکم شق ہو جاتا ہے اس کے علاوہ آپریشن کے بعد کی پیچیدگیاں جیسے نمونیہ یا رگوں میں خون کا جم جانا آسانی سے ہو جاتے ہیں۔

اس گفتگو سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ فربہی کی روک تھام سے متذکرہ بالا امراض روکے جا سکتے ہیں اور پیچیدگیوں کا ازالہ یا انسداد کیا جا سکتا ہے۔

اس مقالہ سے یہ حقیقت واضع ہو جاتی ہے کہ فربہی کا واحد اور بے ضرر علاج روزہ ہے۔

چند گھنٹہ مسلسل غذا و پانی پر کنٹرول کی وجہ سے پیدا ہونے والے سینکڑوں خطرناک جسمانی بیماریوں سے روزہ دار محفوظ رہ سکتے ہیں اور دنیاوی کاروبار میں بھی جسمانی پھرتی اور سہولت برقرار رہتی ہے اس لئے اسلام میں روزمرہ کی غذاؤں میں بھی پرفوری سے منع کیا گیا اور ہمیشہ کم غذا کی ترغیب دی جاتی رہی ہے۔

روزہ مفکرین یورپ کی نظر میں

۱۔ روزہ رکھنے سے خیالات پریشان نہیں ہوتے، جذبات کی تیزی جاتی رہتی ہے، برائیاں اور بدیاں دور ہو جاتی ہیں اور تجرد کی زندگی بخوبی گزر جاتی ہے۔ (ڈاکٹر میکل)

Scanned with CamScanner

۲۔ مہینہ میں ایک دوبار روزہ رکھنا امراض کے لئے حفظ ماتقدم اور قیام صحت کے لئے مفید تدبیر ہے۔ (ڈاکٹر جی جیکپ)

۳۔ شدائد ومصائب گرسنگی اور تشنگی برداشت کرنے کے لئے روزہ سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے (ڈاکٹر ہنگر)

۴۔ کبھی کبھی روزہ رکھنا مفید ہوتا ہے اس سے جسم کو بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں لیکن روزہ رکھتے اور کھولتے وقت بسیار خودی سے بچنا چاہتے (ڈاکٹر فرلنعکین)

۵۔ سکون اور اطمینان پیدا کرنے کے لئے روزہ بہترین چیز ہے (ڈاکٹر سمرسٹ)

۶۔ روزے سے کئی جسمانی بیماریاں زائل ہوجاتی ہیں خصوصاً مرطوب اور بلغمی بیماریاں
(ڈاکٹر کلاؤ)

۷۔ جذباتی انسانوں اور مجرد افراد کے لئے روزہ بہت مفید ہے اس سے خیالات درست اور شیطانی وسوسے نہیں آتے۔ (ڈاکٹر اہرایام)

۸۔ فاقہ کی بہترین صورت روزہ ہے جو اہل اسلام کے طریقہ پر رکھا جاتا ہے میں یہ مشورہ دوں گا کہ جب کسی کو فاقہ کرنے کی ضرورت پڑے تو اسلامی طریقہ سے روزہ رکھا کرے طبیب یا ڈاکٹر جس طرح سے فاقہ کرواتے ہیں وہ قطعی غلط ہے۔ (ڈاکٹر ایمرن)

۹۔ جس بشر کو تزکیہ نفس کی ضرورت ہو اسے لازم ہے کہ وہ کثرت سے روزہ رکھا کرے میں یہی دوستوں سے کہوں گا کہ وہ اس بات میں مسلمانوں کی تقلید کریں۔ ان کے روزہ رکھنے کا طریقہ بہترین ہے۔ (ڈاکٹر رچرڈ)

باب دہم

روزہ اور صحت

☆ ڈاکٹر جیکب گولڈ اسٹین جس کی تائید امریکن نیچرل سوسائٹی نے بھی کی اور جس کے سابق صدر ڈاکٹر موصوف رہ چکے ہیں ان کی کتاب روزے اور فطری غذاؤں سے امراض پر قابو پانا۔ ڈاکٹر موصوف روزہ کی وکالت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روزہ جسم میں جمع شدہ (سمی مواد) کو دور کرتا ہے جو بہتر صحت کے لئے ضروری ہے سالانہ 140 بلین ڈالر سے زیادہ مختلف میڈیکل ریسرچ اور ادویات کی تحقیقات پر امریکن سوسائٹرز پر خرچ ہو رہا ہے بہت سے لوگ صحت کی حقیقتوں کی تلاش کے بجائے بیماریوں پر توجہ کرتے ہیں۔

☆ ڈاکٹر گولڈ اسٹین نے چھ سالہ مریض جو قرحہ قولون (بڑی آنتوں کے زخم سے بے حد کمزور اور ناتواں بلکہ مایوس العلاج ہو چکا تھا جس کے نتیجہ میں زیریں آنت کے نما نغرانہ کے حصہ کو قطع کر دینا، طے ہو چکا تھا جس کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ تھا یا پھر موت کا سامنا کرنا ہوتا۔ ڈاکٹر گولڈ نے اس کا آپریشن کیا اور نہ ہی وہ مرا بلکہ اس نے روزہ اختیار کر لیا۔ روزوں نے اس کے جسم میں ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ زخموں کا اندمل ہوتا گیا جس میں فزیالوجیکل آرام (بافتوں) کی سمیت جو مختلف کیمیائی مادوں یا مختلف عادتوں یا ادویات سے یا ہارمون کے اضافوں سے خود طبیعت اپنے طور پر دفع کرتی رہتی ہے سردی لگنا اس کی علامت ہے کہ غشا مخاط (بلغمی جھلی کے ذریعہ اس کا اخراج ہوا کرتا ہے ادویہ جو بخار کو یا ناک بہنے کو روکنے کے لئے استعمال ہوتی ہے یہ مداخلت کرتی ہیں اس وقت مدافعت کی اور اس رہبری کو روک دیتی ہے جو قدرتی طور پر جسم ان امراض کے خلاف تیار کرتا ہے۔

روزہ جسم کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ آرام کو، بیماری زدہ بافتوں اور غیر طبعی بڑھوتری کو جذب کر لے اس لئے کہ جسم کی قوت مدافعت اور Energy کو راستہ مل جاتا ہے لیکن

اس کے برعکس دیگر حالات میں وہ انرجی جو غذا کے ہضم میں صرف ہوا کرتی تھی اب متاثرہ حصوں کو مندمل کرنے کے کام میں صرف ہونے لگتی ہے۔

☆ بحوالہ انڈیا ایک کتاب جو روزہ کے اثرات پر احمد آباد سے شائع ہوتی ہے، ڈاکٹر گالا اور ڈھیرن گالا نے روزہ کے طبی افادیت پر تفصیلی اعداد و شمار سے تحقیقی کینسر کو جو روزوں کے سبب شفایاب ہوئے اس طرح گنائے ہیں۔ بخار، جوڑوں کا درد، سردی اور قبض، اسہال اور درد شکم، موٹاپا، ماہواری کی بے ترتیبی، ملیریا، اپنڈ سائیٹس، دمہ، سائینو، سائیس اور پیشاب کی جلن وغیرہ۔

روزہ قیام صحت کا ایک بے نظیر طریقہ

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے جسم کا ایسا نظام بنایا ہے کہ جب تک اسے آب و دانہ مناسب مقدار میں بروقت حاصل نہ ہو اس کی زندگی کا قیام مشکل ہوتا ہے جس نسبت سے اس خوراک میں کمی بیشی واقعہ ہوگی اسی نسبت سے اس کی صحت متاثر ہوگی۔ ادنیٰ حیوانات تو اپنی خوراک میں اپنے شعور کے ماتحت اعتدال کے پابند رہتے ہیں لیکن انسان اشرف المخلوقات اور ذی عقل ہوتے ہوئے بھی ادنیٰ حیوانات کے طریق کے برعکس حد اعتدال سے بالعموم تجاوز کر جاتا ہے اور اپنے بدنی نظام کے بگاڑنے اور اس میں کئی نقائص بالفاظ دیگر امراض پیدا کرنے کا خود باعث ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے حیوانات کے امراض انسانی امراض سے نسبت ہی نہیں رکھتے۔

مگر انسان اپنی خداداد عقل کے ذریعہ اپنے امراض کے مقابلہ یا بطور حفظ ماتقدم کئی ذرائع، طریق اور علاج اختیار کرتا ہے ان نقائص و امراض کے لئے (سب سے بہتر حفظ ماتقدم جواب تک تجویز کر سکا ہے یہ ہے کہ کبھی کبھی کچھ عرصہ کے واسطے وہ کھانا پینا بند کر کے اپنے معدہ کو جس پر تمام بدن کی صحت و ثبات کا انحصار ہوتا ہے خالی رکھے تاکہ بھوک سے اس کے مواد فاسدہ حل کرا سے صاف کر دیں اور پھر وہ اپنا کام صحیح طور پر کر سکے۔

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب اور شریعتوں نے اپنے پیروؤں کے لئے یہی طریق تجویز

کیا ہے اسے مذہبی اصطلاح میں روزہ کہتے ہیں ہندو چوبیس گھنٹے کا برت یا روزہ رکھتے ہیں اناج یا آگ پر پکائی ہوئی اشیاء وہ برت میں نہیں کھاتے مگر کچا دودھ، پانی، حقہ وغیرہ پیتے ہیں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے زمانہ حاضر کا عیسائی تو صرف گوشت مچھلی یا بعض اور ترک کر کے اور دوسری سب چیزیں کھا پی کر اسے روزہ قرار دیتا ہے اسی طرح یہودیوں میں بھی بعض چیزوں کی روزہ میں کھانے پینے کی ممانعت نہیں ہے۔

اسلام میں روزے مسلسل ایک ماہ قمری حساب سے رکھے جاتے ہیں اور قمری اور شمسی سال میں دس دن کے فرق کے باعث چھتیس سال کے عرصہ میں موسم گرما اور موسم سرما دونوں میں آجاتے ہیں اسی طرح تقریباً پچاس یا زیادہ سال کی عمر کا مسلمان دونوں موسموں میں روزے رکھنے کا تجربہ کر لیتا ہے۔

ماہ رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل اور تندرست مسلمان پر فرض ہیں ان کے علاوہ اور روزے بھی اپنی مرضی سے رکھے جاتے ہیں جنہیں نفلی روزے کہتے ہیں اسلامی روزہ پھٹنیسے غروب آفتاب تک ہوتا ہے اس عرصہ میں ہر قسم کا کھانا، پینا، احتیاط جنسی بلکہ اس کی مبادیات بھی منع ہے پان، بیڑی، سگریٹ، حقہ، ہلاس وغیرہ سے پرہیز لازمی ہے کوئی بھی ایسی چیز استعمال کی جائے تو روزہ ٹوٹ یا ختم ہو جاتا ہے۔

اس قسم کا روزہ ضبط نفس یا اپنے آپ پر قابو پانے کا بے نظیر و بے مثال طریقہ اور ذریعہ ہے۔ نوعمر جب گرمیوں میں پہلے روزہ رکھتے ہیں جبکہ پیاس کا مقابلہ کرنا بڑی اہمیت کی بات ہوتی ہے وضو کرتے ہوئے کلیاں کرتے ہیں تو پانی کا ایک قطرہ بھی حلق کے نیچے اترنے نہیں دیتے۔ خاص کر غسل خانے میں جب کہ کوئی انہیں دیکھنے والا نہیں ہوتا ان کا پانی سے اجتناب حیرت کا باعث ہوتا ہے۔

علاوہ روحانی اور اخلاقی فوائد کے اسلامی روزہ معدی امراض اور بدن کے گندے مواد کے لئے جھاڑو کا کام دیتا ہے۔ ضبط نفس، بھوک اور پیاس کی شدت کے مقابلہ کی طاقت پیدا کرتا ہے اور روزہ کھولتے وقت کھانے پینے سے جس طرح ایک روزہ دار لطف

اندوز ہوتا ہے وہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اطباء اور موجودہ زمانہ کے ڈاکٹر اسلامی طریق روزہ داری کی قیام صحت کے لئے اہمیت و افادیت کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ بعض امراض میں علاج تجویز کرتے ہوئے اسلامی طریق کا روزہ رکھنے کا مشورہ دیا کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اسلام کسی انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کے خلاف ہے بحالت صحت و تندرستی روزہ رکھنا ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے لیکن بیماری، سفر، بڑھاپے، حمل اور بچے کو دودھ پلانے کے زمانہ میں روزہ رکھنے کی قید نہیں۔ کیونکہ اس سے صحت الٹا خراب ہوتی ہے ہاں اس سے وہ امراض مستثنیٰ ہوں گی جن میں معالج روزہ بطور علاج تجویز کرے۔

روسی ماہر الابدان پروفیسر وی۔ این نکٹین نے لمبی عمر سے متعلق اپنی ایک اکیسر دوا کے انکشاف کے سلسلہ میں لندن 22 مارچ 1960ء کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ اگر ذیل کے تین اصول زندگی اپنائے جائیں تو بدن کے زہریلے مواد خارج ہو کر بڑھاپا روک دیتے ہیں اوّل خوب محنت کیا کرو ایک ایسا پیشہ جو انسان کو مشغول رکھے جسم کے رگ و ریشہ میں تروتازگی پیدا کرتا ہے جس سے خلیے پیدا ہوتے ہیں بشرطیکہ ایسا شغل ذہنی طور پر بھی قوت بخش ہو۔ اگر تمہیں اپنا کام پسند نہیں تو فوراً ترک کر دینا چاہیئے۔

دوئم کافی ورزش کیا کرو، بالخصوص زیادہ چلنا پھرنا چاہیئے۔

دوئم: غذا جو تم پسند کرو کھایا کرو لیکن ہر مہینے کم از کم ایک مرتبہ ضرور فاقہ کیا کرو۔

(بحوالہ سنت نبوی اور جدید سائنس)

بدن انسانی پر روزے کے اثرات (تجربات کی روشنی میں):

موسم اور جغرافیائی وقوع کے اختلاف کے لحاظ سے روزے کی مدت ۱۲ سے ۱۹ گھنٹوں تک ہوتی ہے اور رات کے طول کے اعتبار سے عام طور پر ایک دو مرتبہ (افطار کے بعد اور سحر سے پہلے) کھانا کھایا جاتا ہے۔ محض سائنٹیفک اعتبار سے یہ بات پورے یقین کے

ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ روزے کا جسم پر کیا اثر پڑتا ہے اور کس طرح بعض لوگوں کے خیال میں روزہ جسمانی فعلیات میں نقصان اور جسمانی کمزوری کا موجب ہوتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ روزے سے جسم میں کوئی نقص یا کمزوری واقع نہیں ہوتی کیونکہ روزہ رکھنے سے دو کھانوں کا درمیانی وقفہ ہی معمول سے کچھ زیادہ ہو جاتا ہے اور درحقیقت ۲۴ گھنٹوں میں مجموعی طور پر اتنے حرارے (غذائیت) حاصل ہو جاتے ہیں اور جسم کو پانی کی اتنی مقدار مل جاتی ہے۔ جتنی روزے کے علاوہ دنوں میں ملتی ہے۔

مزید براں یہ بھی ایک حقیقت اور مشاہدہ ہے کہ لوگ رمضان میں لحمی (پروٹین) اور کاربوہائیڈیٹ اجزاء عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ استعمال کرتے ہیں اس حقیقت کے پیش نظر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مجموعی غذائیت (حرارے) دنوں کے مقابلے میں جسم کو زیادہ مقدار میں ملتے ہیں۔

ان مختلف آراء کی اپنے طور پر تصدیق و تکذیب کر سکے یا ان کے متعلق کسی صحیح رائے کے قائم کرنے کے سلسلے میں روزہ داروں کے جسم کے اثرات کا مشاہدہ کیا گیا چنانچہ اس غرض سے ۱۳ روزہ داروں کا ایک گروپ منتخب کیا گیا ان میں ایک حاملہ خاتون (مدت حمل ۶ ماہ) کو بھی شامل کیا گیا اس کے ساتھ ایک ایسے ۲۷ سالہ مرد کو بھی شامل کیا گیا جس نے روزہ نہیں رکھا اس طرح ۱۴ افراد پر تجربہ شروع کیا گیا تجربے اور مشاہدے کے دوران حسب ذیل امور کو تفصیلی طور پر ریکارڈ کیا گیا۔

(۱) وزن (۲) جسمانی حرارت (۳) نبض (۴) خون کا دباؤ (۵) طبعی استحالے کی شرح (B.M.R) (۶) بدنی سیال (۷) خون اور پیشاب کا کیمیائی تجزیہ

طریقہ کار اور وسائل:

اس گروپ میں (علاوہ ایک حاملہ خاتون) کے تین عورتیں بالترتیب ۱۷، ۲۷، ۴۰ سال کی عمر کی تھیں۔ گروپ کے مردوں کی عمریں ۲۲ سے ۲۹ سال تک تھیں (اوسطاً ۳۳ سال) ان تمام کا تعلق متوسط طبقہ سے تھا ان کی معمولاً استعمال کی جانے والی غذا میں غذائیت کا

Scanned with CamScanner

انداز ہ ڈھائی سے تین ہزار حرارے (کیلوریز) یومیہ کیا گیا تھا۔ سرسری باقی امتحان میں ان کو کوئی جسمانی بیماری یا تعدیہ (چھوت) میں مبتلا نہیں پایا گیا رمضان سے ایک ہفتہ قبل ان سب کا تفصیلی معائنہ کرلیا گیا تھا، تا کہ بعد کے حالات سے ان حالات کا مقابلہ کیا جا سکے۔

اس وقت امتحان کی غرض سے بدنی مواد پیشاب اور خون کے معائنہ کے لئے ناشتے سے قبل نمونے حاصل کر لئے گئے تھے اسی طرح رمضان کے دوران مواد کے نمونوں کو مغرب کے عین بعد حاصل کیا گیا جبکہ روزہ صرف ایک گھونٹ پانی سے کھولا گیا تھا۔

روزہ کا اثر جسمانی رطوبات پر

عام حالتوں میں جسم میں پانی کی مقدار یکساں اور مناسب رہتی ہے موٹے لوگوں اور عورتوں کے جسم میں رطوبات کی تعداد کسی قدر زیادہ رہتی ہے اوسطاً مرد کے جسم میں پانی کی مقدار 55 سے 59 فیصد ہوتی ہے اور عورتوں میں 47 تا 57 فیصد رہتی ہے۔ بوڑھوں اور عمر رسیدہ لوگوں کے جسم میں کم اور کم عمر بچوں میں نسبتاً زیادہ رطوبات پائی جاتی ہیں جسم کی یہ ماہیت نصف سے زیادہ خلیات (CELLS) میں رہتی ہے جو انٹرا سیلولر یا دورون خلیات کی شکل میں پائی جاتی ہیں۔

روزہ کی حالت میں:

Extra Cellular یا بیرون خلیات رطوبات میں کمی واقع ہوتی ہے۔ یہ کمی عمر، کام اور موسم کی رطوبات پر مبنی ہوا کرتی ہیں مثلاً کم عمر بچوں میں جو کہ ورزش (محنت کے کام) دھوپ میں اگر زیادہ کریں تو اس کی کمی کا بہت جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ عمر رسیدہ لوگوں اور عورتوں میں بہ نسبت جوان مردوں کے پانی کی کمی کے اثرات جلدی نمایاں ہوتے ہیں پانی کی کمی کے احساس سے جسم میں کئی قدرتی نظام متحرک ہو جاتے ہیں اور پانی کو جسم سے خارج ہونے سے روکتے ہی۔ اس طرح پیشاب اور پسینے میں بتدریج کمی واقع ہونے لگتی ہی۔ اس طریقہ کار کے لئے کئی ہارمنز جیسے کہ کلاہ گردہ بیرونی (قشری) غیر مدر، حابس الام وغیرہ حصہ لیتے ہیں۔

ان ہارمونز کے دوسرے اثرات ان طریقہ کار کے حرکت میں آنے سے واضح طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں جیسا کہ ڈھڑکا، جسم کے درجہ حرارت میں زیادتی گرمی کا احساس اور پسینے میں کمی، پانی کے ساتھ ساتھ عناصر بھی جسم میں کم ہونے لگتے ہیں چونکہ یہ بھی جسم کے فعلیات (افعال) کے لئے ضروری ہوتے ہیں انہیں بھی اوپر بیان کردہ طریقہ کار کے تحت جسم کے اخراج سے روکا جا سکتا ہے۔

روزہ کے اثرات استحالہ جسم پر:

سحر کرنے کے ۴ گھنٹے تک خون اور جسم میں شکر انگوری (گلوکوز) کی سطح معمول پر رہتی ہے تحلیل غذا کے پہلے مرحلہ کو غذا اور روزہ کا دوران (Fasting Cycle Feeding) کہا جاتا ہے، اس وقفہ میں گلوکوز ٹرائی گلیسرائیڈز اور امینو ایسڈ (B.C.A.A) کا مسلسل شاخ در شاخ ہو کر جز بدن ہونے کے لئے غذا کے ہضم ہونے میں آنتوں کے ذریعے کافی مقدار میں خون میں جذب ہو جاتے ہیں یا جو زیادہ ہوتے ہیں وہ گلائیکوجن کی شکل میں جگر اور گوشت میں جمع ہو جاتے ہیں اس طرح یہ (B,.C.AA) منقسم و منہضم امینو ایسڈ گوشت میں اور گلیسرائز Tringeyceroies چربی میں جم جاتے ہیں اور وقفہ میں (Glucose,insolin) کی سطح کو تھامے رکھتا ہے۔ پانچویں گھنٹہ سے اٹھارہ گھنٹے تک جب تک کہ کھانا کھایا نہیں جاتا غذا کے اس مدت معینہ کو انجذابی مدت یا Ketoboliolicphase کہا جاتا ہے۔

اس وقفہ یا مدت کے شروع میں گلوکوز اور ٹرائی گلیسرائیڈز کی سطح، خون میں کم ہونے لگتی ہے Free Fatty Acids اور Ketone Bodies جو کہ خون میں عام حالتوں میں نہیں پائے جاتے، اب نظر آنے لگتے ہیں۔ اس گرتی ہوئی گلوکوز کی سطح کو قدرت معمول پر رکھنے کے لئے Glycogin کا استعمال کرتی ہے جو جگر اور گوشت کے گلائیکوجن کو توڑ کر گلوکوز کے علاوہ جسم کے آزاد چربی آنتوں Fatty Acids Free کو نکال کر خون میں شامل کر دیتے ہیں اور ان کو اس طرح بہم پہنچا کر جسم کے کیمیائی تغیرات و تعاملات

Scanned with CamScanner

کیمیائی کا یہ سلسلہ اٹوٹ رکھا جاتا ہے۔

افطار کے ساتھ ہی (اتلاف غذا) کی حالت ختم ہو جاتی ہے اور تعذیہ کی بناء شروع ہو جاتی ہے۔

مندرجہ بالا تشریح سے ثابت ہے کہ روزہ سے جسم کے کسی حصہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ جسم کا نظام ایک توانائی بخش طریقہ سے بدل کر دوسرے انرجی سسٹم پر چلا جاتا ہے اور پہلے نظام کو آرام ملتا ہے جو سائنسی اصولوں کے عین مطابق ہے جس سے روزہ دار، نظام ہضم کی کئی خرابیوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

ہضمی رطوبات:

روزہ میں پانی کی کمی کے احساس کے ساتھ ہی ہضمی رطوبات میں بھی کمی واقع ہونے لگتی ہے اور روزہ کے آخری مرحلوں پر Juices (ہضمی سیال) بہت کم تیار ہونے لگتے ہیں بلکہ یوں سمجھئے کہ روزہ میں ان ہضمی سیال کے پیدا کرنے والے غدودوں کو کافی آرام مل جاتا ہے جو آگے چل کر ان کی کارکردگی میں اضافہ کا باعث بن جاتا ہے۔

افطار کے ساتھ ہی یہ غدود پھر سے اپنی عام حالت کارکردگی میں آ جاتے ہیں اور اس طرح غذا کے ہاضمہ میں کسی قسم کی کمی یا تاخیر نہیں ہوا کرتی۔

کیا روزہ ہر انسان پر یکساں اثر انداز ہوتا ہے؟ اس کا اثر، عمر، کھانے کے طور پر طریقے اور پیشوں سے تعلق رکھتا ہے۔

جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے کہ 60 سال سے زائد عمر کے لوگ جن کے جسم میں پانی پہلے سے کسی قدر کم رہتا ہے، وہ پانی کی کمی سے جلد متاثر ہوتے ہیں۔

جو لوگ دن میں ایک بار کھانے کے عادی ہیں ان میں روزہ کے اتلاف غذا کی حالت واقع نہیں ہو سکتی اور جو لوگ دن میں دو مرتبہ کھانا کھانے کے عادی ہیں، ان کو روزہ، اوسط لگتا ہے اور جو لوگ تین یا اس سے زائد مرتبہ کھانا کھانے کی عادت رکھتے ہیں ان میں روزہ کا سب سے زیادہ اثر محسوس ہونے لگتا ہے۔

روزہ کا نظام ہضم پر اثرات

روزہ کا اثر جسم کے ہر اعضاء پر ہوتا ہے سائنس دان روزہ کو سائنسی نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں، انسانی معدہ روزہ کے ذریعے جو بھی اثرات حاصل کرتا ہے وہ بے حد فائدہ ہوتے ہیں اس ذریعہ سے معدہ سے نکلنے والی رطوبتیں بھی بہتر طور پر متوازن ہو جاتی ہیں اس کی وجہ سے روزہ کے دوران تیزابیت جمع نہیں ہوتی اگرچہ عام قسم کی بھوک شے بڑھ جاتی ہے لیکن روزہ کی نیت اور مقصد کے رطوبت پیدا کرنے والے خلیے رمضان کے مہینے میں آرام کی حالت میں چلے جاتے ہیں جو لوگ زندگی میں روزے نہیں رکھتے، انکے دعوؤں کے برخلاف یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایک صحت مند معدہ شام کو روزہ کھولنے کے بعد زیادہ کامیابی سے ہضم کا کام سرانجام دیتا ہے۔

روزہ آنتوں کو بھی آرام اور توانائی فراہم کرتا ہے یہ صحت مند رطوبت کے بننے اور معدہ کے پٹھوں کی حرکت سے ہوتا ہے آنتوں کے شرائین کے غلاف کے نیچے محفوظ رکھنے والے نظام کا بنیادی عنصر موجود ہوتا ہے جیسے انتڑیوں کا جال، روزے کے دوران ان کو نئی توانائی اور تازگی حاصل ہوتی ہے اس طرح ہم ان تمام بیماریوں کے حملوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں جو ہضم کرنے والی نالیوں پر ہو سکتے ہیں۔

روزہ میں بہت سے حیاتیاتی، کیمیائی تغیرات واقع ہوتے ہیں اور اس کے ہر بائیو کیمیکل پہلو پر تحقیقات جاری ہیں، ان تمام تحقیقاتی بیانوں کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ ایک حیاتیاتی عمل ہے اور اس میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، وہ قدرت کے قانون کے خلاف نہیں ہیں۔

روزہ کا انسانی جگر پر اثرات:

دوسری طرف روزے کے ذریعے جگر کو چار سے چھ گھنٹوں تک آرام مل جاتا ہے یہ روزے کے بغیر قطعی ناممکن ہے کیونکہ بے حد معمولی مقدار کی خوراک یہاں تک کہ ایک گرام کے دسویں حصہ کے برابر بھی۔ اگر معدہ میں داخل ہو جائے تو پورا کا پورا نظام ہضم اپنا

کام شروع کر دیتا ہے اور جگر فوراً مصروف عمل ہو جاتا ہے، سائنسی نکتہ نظر سے یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اس آرام کا وقفہ ایک سال میں ایک ماہ تو ہونا ہی چاہئے۔

جدید دور کا انسان جو اپنی زندگی کی غیر معمولی قیمت مقرر کرتا ہے متعدد طبی معائنوں کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا شروع کر دیتا ہے لیکن اگر جگر کے خلیے کو قوت گویائی حاصل ہوتی تو وہ ایسے انسان سے کہتا ''مجھ پر ایک عظیم احسان صرف روزے کے ذریعے ہی کر سکتے ہو۔

جگر پر روزہ کی برکات میں سے ایک وہ ہے جو خون کے کیمیائی عمل پر اثر اندازی سے متعلق ہے جگر کے انتہائی مشکل کاموں میں ایک کام اس توازن کو برقرار رکھنا بھی ہے جو غیر ہضم شدہ خوراک اور تحلیل شدہ خوراک کے درمیان ہوتا ہے اسے یا تو ہر لقمے کو سٹور میں رکھنا ہوتا ہے یا پھر خون کے ذریعے اس کے ہضم ہو کر تحلیل ہو جانے کے عمل کی نگرانی کرنا ہوتی ہے جبکہ روزے کے ذریعے جگر توانائی بخش کھانے کے سٹور کرنے کے عمل سے بڑی حد تک آزاد ہو جاتا ہے اسی طرح جگر اپنی توانائی خون میں گلوبن (جو جسم کے محفوظ رکھنے والے سسٹم کو تقویت دیتا ہے) کی پیداوار پر صرف کر سکتا ہے روزے کے ذریعے گلے کو اور خوراک کی نالی کو جو بے حد حساس حصے ہیں جو آرام نصیب ہوتا ہے اس تحفے کی کوئی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی۔

روزہ کے دورانِ خون پر اثرات

دن میں روزے کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہ اثر دل کو انتہائی فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سیلوں کے درمیان مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹشو یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہو جاتا ہے پٹھوں پر دباؤ یا عام فہم ڈاسٹالک دباؤ دل کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے روزے کے دوران ڈاسٹالک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام یا ریسٹ کی صورت میں ہوتا ہے۔ مزید براں، آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ یا ہائی پر ٹینشن کا شکار ہے رمضان کے

ایک ماہ کے روزے بطور خاص ڈاسٹالک پریشر کو کم کر کے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں روزے کا سب سے اہم اثر دورانِ خون پر اس پہلو سے ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس سے خون کی شریانوں پر کیا اثر ہوتا ہے اس حقیقت کا علم عام ہے کہ خون کی شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ خون میں باقی ماندہ مادے کا پوری طرح تحلیل نہ ہو سکنا ہے جبکہ دوسری طرف روزے میں بطور خاص افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے تحلیل ہو چکے ہوتے ہیں ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا اس طرح خون کی شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزاء جم نہیں پاتے۔ اس طرح شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں۔ چنانچہ دور کی انتہائی خطرناک بیماریوں جس میں شریانوں کی دیواروں کی سختی نمایاں ترین ہے سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے کیونکہ روزے کے دوران گردے جنہیں دورانِ خون ہی کا ایک حصہ سمجھا جا سکتا ہے آرام کی حالت میں ہوتے ہیں تو انسانی جسم کے ان اہم اعضاء کی بحالی بھی روزے کی برکت سے بحال ہو جاتی ہے۔

خون کے کیمیائی اجزاء پر روزہ کے اثرات

ڈھاکہ میڈیکل کالج کے پروفیسر نے فروری 1962ء میں روزہ اور غیر روزہ داروں کے گروپس میں تقابلی تجربات کئے اور روزہ کے بلڈ کیمسٹری کے اثرات کو تجرباتی اور محققانہ انداز میں ایک سائنٹیفک رپورٹ پیش کی جس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

چند اہم سوالات:

☆ روزہ داروں کو آخری حصہ میں چستی اور پھرتی باقی نہیں رہتی اس کی کیا وجہ؟

☆ کیا خون کے شکر کے سطح میں کمی تو رونما نہیں ہوتی؟

☆ قلب کے افعال پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

☆ لعاب دار رطوبت معدہ کی پیداوار پر روزہ کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

Scanned with CamScanner

تجربات:

۱۔ خون پر E.S.R Pvc اور Serum میں پوٹاشیم کی موجودگی

۲۔ قلب کا E.C.G وغیرہ پر روزہ کے اثرات

۳۔ تجرباتی نوعیت یہ امتحانات رمضان کے ایک ہفتہ قبل شروع کئے گئے

۴۔ Blood Chemistry روزہ کی حالت میں

خون کے کیمیائی تغیرات پر تجربات کی تفصیل:

(E.S.R) Erythrocytic Sedimentation Rate یہ ایک امتحان ہے جس میں خون کے R.B.C سرخ جسیمے (دانوں) کے تہہ نشین ہونے کے شرح میں کمی بیشی کسی نہ کسی مرض کی طرف نشاندہی کرتی ہے اوسطاً R.B.C کے تہہ نشینی کی شرح ہر انسان میں 5 تا 15 ملی میٹر ہوا کرتی ہے۔ E.S.R کے زیادتی کے معنی خون میں فائبروجن اور گلوبیولین کے زیادتی اور البیومن کی کمی کو ظاہر کرتی ہے۔

E.S.R کی زیادتی کے اثرات:

خون کے سرخ دانوں یعنی R.B.C کی تہہ نشینی کی شرح میں اوسطاً 15.5 ملی میٹر ہے اس میں زیادتی ہو جائے تو حسب ذیل امراض کا شبہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ کسی نہ کسی مرض کا تعدیہ سمیت کا اثر

۲۔ نمو کی خرابی یا کمی

۳۔ کسی مقام پر ورم سوجن مثلاً پیٹ میں جوڑوں میں ہڈیوں کے ٹوٹنے پر کینسر یا کسی Shock (صدمہ) کے سبب E.S.R کی شرح میں زیادتی ہو جاتی ہے۔

E.S.R میں کمی:

خون کے سرخ جسیموں R.B.C کی شرح تہہ نشینی میں کمی حسب ذیل امراض کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱۔ ضعف یا سقوط قلب

۲۔ خون کی کمی

۳۔ حساسیت

۴۔ کالی کھانسی جیسے امراض کا پتہ دیتے ہیں۔

خون کے E.S.R کا روزہ دار اور غیر روزہ دار میں فرق:

E.S.R کے نارمل غدود 5.15MM زیر نظر تجربہ میں

۱۔ غیر روزہ داروں میں ابتداء میں 10.10 آخر ماہ 12 نتیجتاً کوئی قابل ذکر تبدیلی عمل میں نہیں آئی۔

۲۔ Polymar Cell P.c.v (کثیر الفاۃ)

تجربہ:

اس میں مختلف قسم کے خلیات خون کو خون سے الگ کر کے ان کی کارکردگی کو مخصوص طرز عمل سے معلوم کیا جاتا ہے لیکن روزہ کی حالت میں ان کیسوں پر کوئی اثر مرتب نہ ہو سکا۔

تجربہ میں:

۱۔ غیر روزہ داروں کا اوسط 45 تا 47 فیصد ہے۔

۲۔ روزہ داروں میں P.C.V

ابتدائی ایام میں 4556

آخری دنوں میں 4355

۳۔ ضمن کے رفیق مادوں میں پوٹاشیم کی مقدار: 10.22mg to 12.20mg

100 mg

روزہ داروں کے خون کے پوٹاشم میں کوئی کمی بیشی نہیں پائی گئی۔

۴۔ Acidity اور دیگر رطوبات معدہ

☆ ہائیڈروکلورک ایسڈ Hcl 30.0ml

Scanned with CamScanner

☆ مجموعی معدی ترشہ 17ml/ 100ml

☆ آزاد ترشہ Free Acid:20 to 40ml/100

روزہ داروں میں: (۱) روزہ کے آخر میں Ncl-Nill

(۲) معدی لعابات نارمل Normal

۳۔ غیر روزہ داروں میں ہائیڈروکلورک ایسڈ HCl کی زیادتی ملی۔

نتائج:

۱۔ چونکہ R.B.C (خون کے سرخ دانوں میں) کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی اس لئے E.S.R نارمل رہا۔

۲۔ چونکہ R.B.C (خون کے سرخ جسیمے کے طاقت ور تولید میں فرق نہیں آیا اس لئے vcp نارمل رہا۔

۳۔ چونکہ خون کے رقیق مادوں میں پوٹاشیم کی موجودگی متاثر نہیں ہوتی اس لئے جسمانی صحت برقرار رہی۔

۴۔ چونکہ سوڈیم کلورائیڈ کی پیداوار میں کوئی کمی نہیں ہوئی اس لئے صحت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

روزہ کے آخر میں جو جسمانی کمزوری محسوس ہوتی ہے اس کی وجہ پوٹاشیم کی زیادہ تولید ہے اور

۱۔ Basic Metabolic Rat Bur یا بنیادی استمالوی رفتار جو 35 to 40 SQM پر گھنٹہ ہوئی۔ قوت تغیر ہوا کرتی ہے روزہ کی حالت میں انسان چونکہ کمی تغذیہ کی حالت میں ہوا کرتا ہے اس لئے خفیف سی کمزوری محسوس کرتا ہے جو بالکل عارضی ہوتی ہے۔

۲۔ پوٹاشیم کی زیادتی، پژمردگی کمزوری اور سستی کا موجب بن سکتی ہے۔

۳۔ خون میں شکر کی سطح کے تناسب میں قدرے کمی کی وجہ سے پستی ہوسکتی ہے۔

مقام حیرت:

عام طور پر ذیابیطس خون کی شکر کی سطح بڑھ جاتی ہے اور کیلشیم میں کمی ہو جاتی ہے اور انسولین کے استعمال سے شکر کی سطح اور گر جاتی ہے کیلشیم میں بھی کمی واقع ہو جاتی ہے لیکن

روزہ کی کمزوری میں کیلشیم میں اضافہ ہو جاتا ہے جو مقام حیرت ہے؟

غرض کہ ماہ قیام یا روزوں کے آخر میں جو کمزوری محسوس ہوتی ہے وہ چونکہ خون کے ذرات کی شکستگی سے نہیں ہوا کرتی بلکہ خون میں شکر کی سطح کے نارمل سے کچھ کم ہو جانے کی وجہ سے کمزوری محسوس ہوتی ہے جو افطار اور سحر کے درمیان متوازن ہو جایا کرتی ہے۔

(روزہ کے سائنسی پہلو) (انٹرنیشنل اسلامک فیڈریشن کویت)

خلیہ سیل (Cell) پر روزے کا اثر

روزے کا سب سے اہم اثر خلیوں کے درمیان اور خلیوں کے اندرونی سیال مادوں کے درمیان توازن کو قائم پذیر رکھنا ہے چونکہ روزے کے دوران مختلف سیال مقدار میں کم ہو جاتے ہیں خلیوں کے عمل میں بڑی حد تک سکون پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے جنہیں (اپی تھلیل) سیل کہتے ہیں اور جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے بڑی حد تک آرام اور سکون ملتا ہے۔ جس کی وجہ ان کی صحت مندی میں اضافہ ہوتا ہے خلیات کے علم کے نکتہ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ لعاب بنانے والے غدود گردن کے غدود۔ تھوسیہ اور لبلبہ کے غدود شدید بے چینی سے ماہ رمضان کا انتظار کرتے ہیں۔ تاکہ روزے کی برکت سے کچھ ستانے کا موقع حاصل کر سکیں اور مزید کام کرنے کے لئے اپنی توانائیوں کو جلا دے سکیں۔

خون کی تشکیل اور روزے کی لطافتیں:

خون ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے جب کبھی جسم کو خون کی ضرورت پڑتی ہے ایک خود کار نظام ہڈی کے گودے کو حرکت پذیر کر دیتا ہے اور لاغر لوگوں میں یہ گودہ بطور خاص سست حالت میں ہوتا ہے۔ یہ کیفیت بڑے بڑے شہروں میں رہنے والوں کے ضمن میں بھی پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے پژمردہ اور پیلے چہروں میں روزہ بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں، ہڈیوں کا

گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کر سکتے ہیں بہر حال یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص خون کی پیچیدہ بیماری میں مبتلا ہو اسے طبی معائنہ اور ڈاکٹر کی تجویز کو ملحوظ خاطر رکھنا ہی پڑتا ہے چونکہ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے۔ یہ ہڈی کے گودے کے لئے ضرورت کے مطابق اتنا مواد مہیا کر دیتا ہے جس سے آسانی سے اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہو سکے۔

اس طرح روزے سے متعلق بہت سی اقسام کی حیاتیاتی برکات کے ذریعے ایک پتلا دبلا شخص اپنا وزن بڑھا سکتا ہے اسی طرح موٹے اور فربہ لوگ بھی صحت پر روزے کی عمومی برکات کے ذریعے اپنا وزن کم کر سکتے ہیں۔

روزے کا اعصابی نظام پر اثر:

اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ روزے کے دوران چند لوگوں میں چڑچڑا پن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس قسم کی صورتِ حال ان انسانوں کے اندر انانیت یا طبیعت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے اس کے برخلاف روزے کے دوران اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے عبادات کی بجا آوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام کدورتوں اور غصے کو دور کر دیتی ہے اس سلسلے میں زیادہ خشوع وخضوع اور اللہ عزوجل کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کی وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں اس طرح آج کے دور کے شدید مسائل جو اعصابی دباؤ کی صورت میں ہوتے ہیں۔ تقریباً مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔

روزے کے دوران ہماری جنسی خواہشات چونکہ علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اس وجہ سے بھی ہمارے اعصابی نظام پر منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے۔

روزہ اور وضو کے مشترکہ اثر سے جو مضبوط ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اس سے دماغ میں دورانِ خون کا بے مثال توازن قائم ہو جاتا ہے جو صحت مند اعصابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے اندرونی غدودوں کو جو آرام اور سکون ملتا ہے وہ پوری طرح سے اعصابی نظام پر اثر پذیر

ہوتا ہے جو روزے کا اس انسانی نظام پر ایک اور احسان ہے۔

انسانی تحت الشعور جو رمضان کے دوران عبادت کی مہربانیوں کی بدولت صاف شفاف اور تسکین پذیر ہو جاتا ہے اعصابی نظام سے ہر قسم کے تناؤ اور الجھن کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

(سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس)

روزے سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا خاتمہ

سگمنڈ فرائیڈ مشہور ماہر نفسیات ہے اور اس کی تھیوری نفسیاتی ماہرین کے لئے نشانِ راہ ہے موصوف فاقہ اور روزے کا قائل تھا"

اس کا کہنا ہے کہ روزے سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا کلی طور پر خاتمہ ہوتا ہے جسمِ انسانی میں مختلف ادوار آتے ہیں لیکن روزہ دار آدمی کا جسم مسلسل بیرونی دباؤ کو قبول کی صلاحیت پالیتا ہے، روزہ دار کو جسمانی کھچاؤ اور ذہنی ڈیپریشن سے سامنا نہیں ہوتا۔

روزہ کے قلبی نظام پر اثرات

قلبی نظام سے مراد دل اور شریانوں اور وریدوں یعنی Artries اور Vems کا سسٹم ہے اس موضوع پر اہم نکتے پر خبردار ہونے اور واقف ہونے کے بعد اب یہ بتانا چاہوں گا کہ روزہ کس طرح قلب اور اس کے اہم رگوں شریانوں اور وریدوں پر اپنا اثر چھوڑتا ہے یہ سمجھنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے قلب کے نارمل فعل کو سمجھنا چاہئے اور پھر اس کے بعد ہم سمجھ سکیں گے کہ ناموافق حالات میں کس طرح یہ فعل جسمانی ضروریات پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

قلب ایک Muscular عضو ہے جو کہ 300 گرام وزنی اور سینے میں محفوظ طریقے سے ایک استخوانی پنجرہ میں گویا رکھا ہوا ہے۔ یہ تقریباً آدمی کی اپنی بند مٹھی کے برابر ہوتا ہے شاعروں اور فلسفیوں کی رنگین بیانیوں کے باوجود قلب سوائے ایک پمپ کے کچھ

Scanned with CamScanner

بھی نہیں کسی شاعر نے قلب کے تعلق سے غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد ہی کہا تھا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

لیکن کیا یہی شاندار اور مستعد پمپ ہے جو کہ مسلسل خون تمام نالیوں میں پمپ کرتا رہتا ہے۔ ایک منٹ میں تقریباً ساڑھے پانچ لیٹر خون پمپ کرتا ہے گویا 70 سال کی عمر کے دوران یہ قلب تقریباً 400 ملین لیٹر خون پمپ کرتا ہے اس طرح کے پمپ کا تصور کوئی ماہر انجینئر نہیں کرسکتا اور یہ دعویٰ الہیہ کی تصدیق کہ **خلقنا الانسان فی احسن تقویم** لہٰذا جب یہ خون پہ شیر سے قلب کے ذریعے پمپ کیا جاتا ہے تو یہ بدن کی ہر عضو اور ریشے کی باریک نالیوں کے ذریعے پہنچتا ہے ہر ریشے کو خون کے ذریعے ہی غذائیت آکسیجن ہارمون پہنچایا جاتا ہے اور خون کے ذریعے ہی نقصان دہ (Waste Products) نکالے جاتے ہیں یہ جو فی منٹ 5.5 لیٹر خون پمپ کیا جاتا ہے، یہ عام حالت میں ہوتا ہے لیکن اگر جسم پر کسی قسم کا بار ہو یا ناموافق حالات میں اس کا Out, Put کئی گنا بڑھ جاتا ہے جس سے کہ جسم کی ضروریات ان نامساعد حالات میں پوری کی جاتی ہیں۔

یہ خون پمپ ہونے کے بعد باریک خون کی نالیوں یا Capillaries کے ذریعے جسم کے ہر دور افتادہ حصے کو پہنچتا ہے انسانی جسم میں تقریباً 40,000 ملین (Capillaries) عروق شعریہ (بال سے باریک رگیں) ہیں۔ لیکن حیرت ناک بات یہ ہے کہ ان میں سے صرف 25 فیصد ہیں جو عام حالات میں کارکرد ہوتے ہیں۔ اور 75 فیصد ان نالیوں کا جال ایک Reserve کے طور پر جسم انسانی میں ہوتا ہے جو دباؤ (Stress) یا ناموافق حالات میں روبہ کار رہتا ہے جو دباؤ ناموافق حالات کئی قسم کے ہوتے ہیں جن میں عام طور پر ورزشیں یا غذا اور پانی کا جسم کو نہ پہنچنا جیسے کہ فاقہ کشی یا حالت روزہ، یا بیماری ان حالات میں قلب اور ان نالیوں کا Reserve کارکرد ہوجاتا

ہے اور جسم انسانی کے مختلف فعل نارمل طریقے سے جاری رہتے ہیں۔

دورانِ خون کی نوعیت:

اجزاء کو خون ملنے کا انحصار چند چیزوں پر ہوتا ہے ان چیزوں میں تبدیلی سے عام اور ناموافق حالات میں دوران خون جسم کا فعل قائم رکھنے کا متحمل ہوتا ہے یہ چیزیں حسب ذیل ہیں۔

قلب کی رفتار:

۱۔ جو کہ عام حالات میں 70 فی منٹ ہے ناموافق حالت میں یہ رفتار بڑھ جاتی ہے اور خون کے پمپ ہونے میں سہولت ہوتی ہے۔
۲۔ قلب کے سکڑنے کی قوت
۳۔ خون کا گاڑھاپن
۴۔ کارکرد خون کی نالیوں کا جال

جیسا کہ کہا جاچکا ہے عام حالت میں صرف 25 فیصد کام کرتی ہے Stress میں 75% Reserve موجود ہوتا ہے جو حسب ضرورت بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ Stress یا ناموافق حالات کی سب سے اچھی مثال ورزش یا تناؤ (Exercise) کی ہے یہ مثال اس لیے بھی دی جاسکتی ہے کہ اس پر میڈیکل ریسرچ کافی ہوئی چنانچہ حسب ذیل سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کس طرح Stress میں جسم انسانی کا فعل نارمل حالت میں رہ سکتا ہے۔

	عام حالات میں	ورزش یا تناؤ
۱۔ خون کا Out. Put فی منٹ	5 لیٹر	25 لیٹر
۲۔ قلب کی رفتار	70 لیٹر	180 لیٹر
۳۔ خون سے آکسیجن چوسنے کی قوت	400 سی سی	300 سی سی فی منٹ

Scanned with CamScanner

فاقہ کشی:

اس کی دوسری شکل جس پر ریسرچ ہوتی ہے وہ فاقہ کشی یا Starvation ہے۔

حسبِ ذیل حالات میں ان پر کام کیا گیا ہے۔

۱۔ وار سائیکمپ دوسری جنگ عظیم

۲۔ بہار کا قحط 1966-67ء

۳۔ مدارس کا قحط 1876-77ء

۴۔ بعض نفسیاتی امراض جن میں بھوک اڑ جاتی ہے جیسے کہ اشتہاء بوجہ خلل اعصاب

۵۔ افریقی بچوں کے فاقہ کشی کے امراض

لیکن یہ سب کیفیات امراض کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور یہ ہمارے روزوں سے کسی طرح میل جول نہیں کھاتے۔ میں نے میڈیکل لٹریچر کا معائنہ اس نقطہ نظر سے کیا لیکن رمضان کے روزوں کے قسم کے کسی بھی Stress پر کوئی ریسرچ نہیں ہے قریب ترین صرف ورزش پر مواد موجود ہے جو کہ میں نے پیش کیا اس سلسلے میں میں نے نظاس انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس میں کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے اپنے دوستوں سے اس سلسلے میں تبادلہ خیال کیا وہ ہماری مدد اس قسم کی ریسرچ میں کرنے پر تیار ہیں، ہوسکتا ہے آگے ہم یہ کام کرسکیں۔

روزہ بانجھ پن اور فربہی کو دور کرتا ہے:

روزہ: بانجھ پن کو دور کرتا ہے۔

روزہ: فربہ عورتوں میں استقراءِ حمل کا باعث بن سکتا ہے۔

ایک جاپانی ماہر جنسیات نے اکتیا یونیورسٹی کانفرنس میں ان تحقیقات کا اظہار فرماتا ہے روزہ بانجھ پن کو جو بہت زیادہ موٹی عورتوں میں ہوا کرتا ہے دور کرتا ہے۔ ڈاکٹر ٹیڈ ایوشی ہاشی گاؤ اکتیا یونیورسٹی کے حالیہ کانفرنس میں جو معمولی موٹاپے میں مبتلا تھیں روزہ کے طریقہ علاج سے ان کے زنانہ ہارمونز کی نکاسی نارمل ہوگئی اور اس

طرح ان کا بانجھ پن دور ہو چکا۔

معمولی موٹاپا جو غیر معمولی وزن جو بلاخوری اور محنت اور ورزش کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے (فربہی سادہ) کہا جاسکتا ہے اس سے وہ فربہی جو ذیابطس میں اور دیگر غدود کے اندرونی رطوبات کی کمی کی وجہ سے پیدا ہو، مراد نہیں ہے۔

ڈاکٹر ہیسی گوا نے کہا کہ تین ماہ کے اندر اندر 4.3 خوش نصیبوں نے تندرست بچوں کو جنم دیا، جن کے لئے دس بارہ دن اس طرح علاج کیا گیا کہ وہ ہر روز صرف (1500) پانی پیا کریں چوتھی غالباً مانع محل دوا استعمال کرتی تھی۔

ڈاکٹر ہیگوا نے کہا کہ ان کا یقین ہے کہ خواتین کا موٹاپا غدہ نخامیہ کو Pituitary Gead متاثر کرتا ہے جس کا ہارمون (افراز) عورتوں میں ماہواری اور اخراج بیضہ میں محرک ہوا کرتا ہے۔

۶ کیسوں میں جن کی عمریں سترہ اور پینتیس سال کے درمیان تھی، ان میں سے ایک تو ماہواری کبھی نہیں رہی۔ چار (4) ماہواری فربہی کی وجہ بند ہو چکی تھی اور ایک کی ماہواری بغیر اخراج بیضہ ہو رہی تھی ان کا وزن 76 اور 93 کلوگرام کے درمیان تھا لیکن 5 تا 10 کلوگرام ہر ایک کا وزن روزوں کی وجہ سے گر گیا تھا ان میں سے چار کو طبعی طور پر ماہواری اور بیضہ کا اخراج ہونے لگا جبکہ وہ لوگ ایک سے ۳ ماہ پہلے دواخانہ سے خارج ہو چکے تھے ڈاکٹر موصوف نے آگاہ کیا کہ کسی طرح روزہ یا فاقہ سے علاج بغیر کسی معالج کے مشورہ کے اختیار نہ کریں ممکن ہے کہ وہ کسی خطرہ کا سبب بن سکے لیکن بانجھ پن "روزہ" کو علاج میں ضرور آزمایا جائے۔

Scanned with CamScanner

گیارہواں باب

نماز تراویح اور سائنسی انکشافات

رمضان المبارک کے ایام اور معمولات کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں نماز تراویح کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

افطار کے وقت مختلف نوع کے کھانے سامنے ہوتے ہیں اور یہ فطری حریص انسان کھانا کھاتے ہوئے اس بات کا خیال نہیں رکھتا کہ سارا دن معدہ خالی ہوتا ہے اور اگر اس کے اندر زیادہ کھانا ایک ہی وقت میں سمو لیا جائے تو اس کا انجام کیا ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ مضر اثرات جو اس کے جسم پر مرتب ہونے تھے وہ اس ورزش تراویح سے کافور ہو جاتے ہیں اور یہ از سر نو ہشاش بشاش گھر لوٹتا ہے اگر تراویح نہ ہوتی تو یہ آدمی کھانے کے بعد سو جاتا اور مندرجہ ذیل امراض پیدا ہونے کے قوی خطرات لاحق ہو جاتے۔

۱۔ معدے کی تیزابیت
۲۔ دماغی چکر اور قے کی کیفیت
۳۔ بلغمی رطوبات اور دائمی نزلہ
۴۔ دل کی دھڑکن کی زیادتی یا کمی
۵۔ بدن کی سستی اور خشکی
۶۔ دست پیچش اور ہیضہ

آپ ان خطرناک اور فوری اثر امراض کی طرف غور کریں تو احساس ہوگا کہ صرف ایک سنت تراویح کی وجہ سے ہم مہلک امراض سے بچ جاتے ہیں تراویح ایک ہلکی پھلکی ورزش ہے جس کے بعد سکون اور آرام کی نیند آتی ہے۔ بے خوابی کے مریضوں کے لئے تراویح علاج بھی اور ورزش بھی۔

☆ ایک فارماسسٹ کا کہنا ہے تراویح سے جنسی امراض ختم ہو جاتے ہیں اور اعصابی کھچاؤ اور دباؤ کم ہوتا ہے رانوں اور پنڈلیوں کے پٹھوں کو تقویت ملتی ہے معدے اور دل کے امراض کم ہوتے ہیں چونکہ رمضان المبارک میں شام کے وقت بدن میں سستی آ جاتی ہے اس کا علاج صرف تراویح ہی ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس)

تراویح کی شرعی حیثیت

نماز تراویح کا سنت موکدہ ہونا نص حدیث سے ثابت ہے تاجدار رسالت ﷺ نے نماز تراویح مسجد میں باجماعت اور انفرادی طور پر گھر میں بھی ادا فرمائی اس کا باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ کے ذیل میں آتا ہے بصورت دیگر موجودہ نماز تراویح خلفائے راشدین کی سنت بھی ہے، جس نے اجماع امت کا درجہ اختیار کر لیا ہے۔

تراویح کا لغوی مفہوم:

تراویح کا لفظ ''ترویحہ'' کی جمع ہے جس کا مادہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق راحت ہے اگر تراویح کو راحت و آرام کے معنوں میں لیا جائے تو اس سے مراد وہ نماز ہوگی جسے آرام و اطمینان اور سکون سے ادا کیا جائے۔

لفظ تراویح کے ان لغوی معانی پر غور کر کے اگر ہم آج اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں تو ہماری نماز تراویح کی ادائیگی کی صورت کچھ اس طرح نظر آئے گی گویا کوئی دشمن اپنی کمین گاہ سے ہم پر حملہ کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہو اور ہم انتہائی عجلت میں نماز تراویح سے فراغت حاصل کر کے اپنے گھروں کے عافیت کدوں کی طرف نیند کے دامن میں سب دوچار ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ وطیرہ نماز تراویح کی معنوں سے ہرگز موافقت نہیں رکھتا۔

عربی لغت میں تراویح منتہی الجموع ہے جس سے بڑھ کر کوئی جمع نہیں ہوتی اور اس کا واحد ترویحہ ہے، جس سے مراد وہ وقفہ ہے جو چار رکعت ادا کرنے کے بعد تسبیح اور ذکر کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس طرح بیس رکعت تراویح میں چار ترویحے ہوتے ہیں۔ اگر بیس رکعت کے بعد وتر کی نماز سے پہلے توقف کیا جائے تو کل پانچ ترویحے بنتے ہیں۔ حضرت

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ چار ترویحے نماز کے اندر اور پانچواں ترویحہ وتروں سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے۔ ترویحے خواہ چار ہوں یا پانچ ان کا مقصد یہ ہے کہ روزے دار اس طرح بالاہتمام زیادہ سے زیادہ قیام اور عبادت ذوق وشوق سے کر سکیں اور رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے متمتع ہو سکیں۔

رمضان المبارک میں قیام کو بہت اہمیت حاصل ہے جتنا قیام تنہا اس مہینے کیا جاتا ہے، وہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں نہیں ہوتا۔ اسی مناسبت سے اسے قیام رمضان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، منشاء ایزدی اس سے یہ ہے کہ بندہ رمضان المبارک میں راتوں کی زیادہ سے زیادہ ساعتیں اس کے حضور عبادت اور ذکر وفکر میں گزارے اور اس کی رضا کا سامان مہیا کرے، لیکن ہمارا عالم یہ ہے کہ ہم مختلف مساجد میں حفاظ کی رفتار تلاوت جانچتے ہیں اور اس مسجد میں نماز تراویح ادا کرتے ہیں۔ جس میں نماز سے جلد فراغت ہو سکے۔ ہم اس حقیقت سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔ کہ قیام رمضان کا تقاضا ذکر واستغفار کی کثرت اور ذوق وشوق سے عبادت اور یاد الٰہی میں انہماک و استغراق ہے رمضان المبارک کی رات کی ہر ساعت اتنی فضیلت اور قدر و منزلت کی حامل ہے کہ ہمارے لئے اس کا اندازہ کرنا محال ہے۔

یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہم تراویح کی چار رکعتیں ادا کرنے کے بعد ایک مختصر وقفے کے لئے حالتِ تشہد میں رکتے ہیں اور سرعت تمام تسبیحہ کے چند کلمات پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دو رکعت تراویح کی نیت سے شامل نماز ہو جاتے ہیں، جس میں امام نے قرآت کو جہاں سے چھوڑا تھا، شروع کر کے ایک مخصوص و معین حصہ قرآن کا ختم کرتا ہے اس سارے عمل میں قیام و سجود کے بعد ہم بمشکل آدھ منٹ تسبیح تراویح کے لئے نکالتے ہیں۔ نماز تراویح کا صحیح اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت ادا کرنے کے بعد تراویح میں کم از کم اتنا وقت ضرور تسبیح و ذکر میں گزاریں جتنا وقت چار رکعتوں کی ادائیگی میں صرف ہوا ہے صرف ایک ہی تسبیح کا مخصوص کر لینا ضروری نہیں، بلکہ اگر کسی کو وہ یاد نہ ہو

تو وہ کوئی بھی تسبیح واستغفار درود یا چند قرآنی آیات، جو یاد ہوں پڑھ سکتا ہے اگر کچھ بھی یاد نہ ہو تو محض خاموش بیٹھے رہنا بھی شاملِ عبادت متصور ہوگا۔

رمضان المبارک کی یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ ترویحہ میں خاموشی سے بیٹھنا بھی عبادت کا درجہ رکھتا ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ آرام وسکون سے بیٹھنے کے بغیر تراویح کا عمل اپنی روح کے اعتبار سے نامکمل رہتا ہے البتہ ہماری عجلت پسندی جو تیزی سے اٹھنے بیٹھنے سے عبادت ہے، تراویح کی روح کے منافی ہے۔

مقامِ تاسف ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دینی معاملات وعبادات ہیں ہمارا شغف اور جوش وولولہ مضمحل اور کمزور پڑتا جارہا ہے ایک وقت تھا کہ لوگ دور دراز سے بڑی جامع مسجد میں جوق در جوق نماز تراویح کے لئے چلے آتے تھے اور ان کا ذوق وشوق دیدنی ہوتا تھا۔ لیکن آج ہمارے قدم بادلِ نخواستہ مسجد کی طرف اٹھتے ہیں اور ہمارے ذہن میں یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ نماز تراویح سے فارغ ہوتے ہی جلد از جلد اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔ نماز تراویح محض ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر اپنا محاسبہ کریں اور تراویح کے دوران زیادہ سے زیادہ تسبیح، ذکر و استغفار اور حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات پر درود وسلام بھیجیں اور خشوع وخضوع سے بارگاہ خداوندی میں اپنی گردن جھکا کر صدقِ دل سے گناہوں کی معافی مانگیں۔

نماز تراویح اور معمول قرآن:

رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح میں کم از کم ایک بار قرآن ختم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے قرآن حکیم روزانہ کتنی مقدار میں پڑھا جائے؟ اس بارے میں ائمہ و علمائے فقہ کے فتاویٰ موجود ہیں۔

حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک فی رکعت میں کم از کم دس تا بارہ آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی جائے تو آسانی ماہ رمضان میں ایک قرآن ختم ہو سکتا ہے حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ قرآن پاک پڑھنے کے حق میں تھے/اور وہ روزانہ بیس سے پچیس آیات تک تلاوت کرنے کے قائل تھے۔ بہر حال اس سے مقصود یہ ہے کہ حفاظ وقراء کرام قرآن مجید کو اتنی مقدار میں نہ پڑھیں کہ ترتیل کے ساتھ تلاوت ممکن نہ رہے۔ قرآت میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ نماز تراویح کی جماعت میں بچے اور بوڑھے بھی شامل ہوتے ہیں اس بناء پر قرآت کو اتنا طول دینا ہرگز مناسب نہیں، جو ان کی برداشت سے باہر ہو جائے۔ صرف اتنی مقدار پر کفایت کی جائے کہ ہر شخص اطمینان وسکون کے ساتھ نماز تراویح کے دوران قرآت کو سن سکے۔

جس طرح حضور تاجدار رسالت ﷺ کی ذات گرامی کل جہاں کے لئے پیکر رحمت ہیں، اس طرح آپ ﷺ کا لایا ہوا دین بھی سراپا رحمت ہے، جس پر عمل کرنا امت کے ہر فرد کے لئے سہل اور آسان ہے لیکن ہم نے اپنی کم نظری اور کوتاہ اندیشی کی بناء پر اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے اور کم وبیش ہر معاملے میں افراط وتفریط کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔

رمضان المبارک میں ہمارے اندر عرصہ سے ایک غلط رجحان جڑ پکڑ رہا ہے کہ ہم بزعم خویش زیادہ سے زیادہ اجر وثواب کمانے کی غرض سے تراویح میں ایک سے زیادہ بار قرآن ختم کرنے کے رواج کو فروغ دے رہے ہیں، جس کی وجہ سے طویل قرآت کے بوجھ کے کچھ مقتدی متحمل نہیں ہوتے اور نتیجتاً عبادت میں ذوق وشوق پیدا ہونے کے بجائے لوگوں میں قرآن حکیم سے بے رغبتی بڑھنے لگی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ زیادہ سے زیادہ قرآت کا ساعت کرنا باعثِ اجر وثواب ہے لیکن اس شوق کو پورا کرنے کے لئے بجائے تراویح کے خواہشمند حضرات کے لئے نوافل کی نماز کا اہتمام علیحدہ کیا جائے اور نمازِ تراویح میں صرف ایک بار قرآن سنایا جائے اور اس کی مقدار اتنی ہو کہ ہر شخص بغیر کسی دشواری کے نماز تراویح میں بطیّبِ خاطر شریک ہو سکے۔

تاجدار مدینہ ﷺ کا دورانِ رمضان المبارک ایک بار ختم قرآن کا معمول تھا اور

آپ ﷺ نے امت کو بھی اسی اعتدال پر چلنے کی تعلیم وتلقین فرمائی ہے اسلام سادہ اور فطرت سے ہم آہنگ دین ہے اور تعلیمات مصطفوی ﷺ میں بھی اسی فطری سادگی کی جھلک نظر آتی ہے اسی لیے ہر امتی کی سہولت کے پیش نظر آپ ﷺ ماہِ صیام میں ایک بار قرآن پاک ختم کرنے کے معمول پر زندگی بھر کار بند رہے ورنہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو رمضان المبارک میں ہزار ہا قرآن ختم کر سکتے ہیں آپ ﷺ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شانِ تلاوت یہ تھی کہ وہ گھوڑے کی ایک رکاب پر پاؤں رکھتے ہوئے تلاوت شروع کرتے تو دوسری رکاب تک پورا قرآن والناس تک ختم کر ڈالتے۔ (مرقاۃ المفاتیح)(۵!۳۴۴)

جس کے غلام کی یہ شان ہو، اس آقا کی قدرت کی وسعت کا کیا عالم ہو گا لیکن ہمارے آقا مولا ﷺ کو اپنے کمزور امتیوں کا خیال تھا جنہیں پریشانی اور تکلیف میں دیکھنا آپ ﷺ کو ہرگز گوارا نہ تھا۔

سنتِ اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت المؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی پورے شہر میں کسی ایک نے بھی کرایا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا اور اگر کسی ایک نے بھی نہ کیا تو سبھی مجرم ہوئے۔ (بہار شریعت)

اس اعتکاف میں یہ ضروری ہے کہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد کے اندر بہ نیت اعتکاف موجود ہو اور انتیس کے چاند کے بعد یا تیس کے غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔

اعتکاف کی حقیقت خلوت نشینی اور یہ رب العزت کا اپنے محبوب ﷺ کے تصدق سے امت مصطفوی ﷺ پر خصوصی لطف واحسان ہے کہ وصال حق کی وہ منزل جو ام سابق کو زندگی بھر کی مشقتوں اور بے جا ریاضتوں کے نتیجے میں بھی حاصل نہیں ہو سکتی

چنانچہ فقط چند روز کی خلوت نشینی سے میسر آ سکتی ہے۔

چنانچہ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان چند روز کے لئے علائق دنیوی سے کٹ کر گوشہ نشین ہو جائے ایک محدود مدت کے لئے خلوت گزیں ہو کر اللہ عزوجل کے ساتھ اپنے تعلق بندگی کی تجدید کر لے۔ اپنے فن کو آلائش نفسانی سے علیحدہ کر کے اپنے خالق و مالک کے ذکر سے اپنے دل کی دنیا آباد کر لے۔ مخلوق سے آنکھیں بند کر کے اپنے خالق کی طرف لو لگا لے، ان کیفیات سے محور ہو کر جب انسان دنیا و مافیہا سے کٹ کر صرف اپنے خالق و مالک کے ساتھ لو لگا لیتا ہے تو اس کے یہ چند ایام سالوں کی عبادت اور محنت و مشقت پر بھاری قرار پاتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے آخر خلوت نشینی کا فلسفہ کیا ہے؟ انسان آخر خلوت نشینی کیوں اختیار کرے؟ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسان کا نفس انسان کو ہمہ وقت برائی کی طرف اکساتا رہتا ہے۔

إِنَّ النَّفْسَ لَا حَارَةٌ بِالسُّوْءِ. (یوسف ۵۳:۱۲)

بیشک نفس انسان کو برائی کی طرف ہی اکساتا رہتا ہے۔

ارشادِ قرآنی کی رو سے تمرد و انحراف انسانی نفس کا شیوہ اور اس کی فطرت میں شامل ہے چنانچہ کاروبار حیات کی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے انسان بالعموم غفلتوں کا شکار رہتا ہے نتیجتاً انسان میں کسی کا بندہ ہونے کا شعور بیدار نہیں رہتا اور انسان مسلسل بغاوت و سرکشی پر مائل رہتا ہے اسی شعور بندگی کو بیدار کرنے کے لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس امر کی تعلیم دی ہے کہ دن کے چوبیس گھنٹوں میں تھوڑی دیر کے لئے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے آپ کو ایک مجرم کی حیثیت سے اپنے آقا و مولا کی بارگاہ میں پیش کر کے اصلاح احوال کا متمنی ہو۔ یہ معمول زندگی بھر رہنا چاہیئے۔

لیکن رمضان المبارک چونکہ خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہے اس لیے اس ماہ رحمت میں خلوت نشینی کے اس تصور کو ایک باقاعدہ ضابطے کے تحت اعتکاف کی صورت میں متعین کر

دیا گیا، تا کہ سال بھر علائق دنیوی میں ملوث رہنے والا انسان چند روز کے لئے اپنے نفس کے متمرد اور سرکش گھوڑے کو لگام ڈال سکے، نیز کثرتِ ذکر الٰہی اور ریاضت و مجاہدہ کے ذریعے تصفیہ باطن کر کے خلوت میں جلوت محبوب کی دولت سے بہرہ ور ہو سکے۔

اعتکاف کی تعریف:

مسجد میں اللہ عزوجل کے لئے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لئے مسلمان عاقل اور جنابت حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے، بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے۔ (عالمگیری)

اعتکاف کے لغوی معنی ہیں دھرنا مارنا مطلب یہ کہ معتکف اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کی عبادت پر کمر بستہ ہو کر دھرنا مار کر پڑا رہتا ہے اس کی یہی دھن ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کا پروردگار راضی ہو جائے۔

فضیلتِ اعتکاف

تاجدار رسالت ﷺ کا فرمان عالی شان ہے ”جس نے رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔ (بیہقی)

حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرکار مدینہ ﷺ نے یکم رمضان سے بیس رمضان تک اعتکاف کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے شب قدر کی تلاش کے لئے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا پھر مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے، لہٰذا تم میں سے جو شخص اعتکاف کرنا چاہے وہ کر لے (مشکوٰۃ)

لہٰذا اس کے بعد سرکار ابد قرار ﷺ کا یہ معمول ہو گیا کہ ہر رمضان کے عشرہ آخر (یعنی آخری دس دن) کا اعتکاف فرمایا کرتے اور اسی سنت کریمہ کو زندہ رکھتے ہوئے امہات المومنین بھی اعتکاف کرتی رہیں چنانچہ ام المومنین حضرت سیّدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے سرتاج صاحبِ معراج ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ (یعنی

Scanned with CamScanner

آخری دس دن) کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو وفات ظاہری عطا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اعتکاف کرتی رہیں (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے جو شخص رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں صدق و اخلاص کے ساتھ اعتکاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہزار سال کی عبادت درج فرمائے گا اور قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔

(تذکرۃ الواعظین)

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں (۱) اعتکافِ واجب (۲) اعتکافِ سنت

(۳) اعتکافِ نفل

۱) اعتکافِ واجب:

اعتکاف کی نذر (یعنی منت) مانی یعنی زبان سے کہا کہ میں اللہ عزوجل کے لئے فلاں دن یا اتنے دن کا اعتکاف کروں گا“

تو اب جتنے بھی دن کا کہا ہے اتنے دن کا اعتکاف کرنا واجب ہو گیا یہ بات خاص کر یاد رکھیئے کہ جب کبھی کسی بھی قسم کی منت مانی جائے اس میں یہ شرط ہے کہ منت کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں صرف دل ہی دل میں منت کا ارادہ یا نیت کر لینے سے منت صحیح نہیں ہوتی منت کا اعتکاف مرد مسجد میں کرے اور عورت مسجدِ بیت میں۔ اس میں روزہ بھی شرط ہے۔

۲) اعتکافِ سنت:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت المؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی پورے شہر میں کسی ایک نے کرلیا تو سب کی طرف سے ادا ہو گیا۔ اور اگر کسی ایک نے بھی نہ کیا تو

سبھی مجرم ہوئے۔ (بہار شریعت)

اس اعتکاف میں یہ ضروری ہے کہ رمضان المبارک کی بیسویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد کے اندر بہ نیت اعتکاف موجود ہو اور انتیس کے چاند کے بعد یا تیس کے غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔

اگر غروب آفتاب کے بعد مسجد میں داخل ہوئے تو اعتکاف کی سنت موکدہ ادا نہ ہوئی بلکہ سورج ڈوبنے سے پہلے مسجد میں تو داخل ہو چکے تھے مگر نیت کرنا بھول گئے تھے یعنی دل میں نیت ہی نہیں تھی کیونکہ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں تو اس صورت میں بھی اعتکاف کی سنت موکدہ ادا نہ ہوئی اگر غروب آفتاب کے بعد نیت کی تو نفلی اعتکاف ہو گیا۔ دل میں نیت کر لینا ہی کافی ہے زبان سے کہنا شرط نہیں۔ البتہ دل میں نیت حاضر ہونا ضروری ہے ساتھ ہی زبان سے کہہ لینا زیادہ بہتر ہے۔

نیت اس طرح کریں:

رمضان شریف کے اعتکاف کی نیت اس طرح کریں ”میں اللہ عزوجل کی رضا کے لئے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے سنت اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔

۳۔ اعتکافِ نفل:

اس کے لئے نہ روزہ شرط ہے نہ کوئی وقت کی قید ہے جب بھی مسجد میں داخل ہوں اعتکاف کی نیت کر لیں جب تک مسجد میں رہیں گے مفت بغیر محنت کے ثواب ملتا رہے گا۔ جب مسجد سے باہر نکلیں گے اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اعتکاف کی نیت کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔

نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں اگر دل ہی میں آپ نے ارادہ کر لیا ”میں سنت اعتکاف کی نیت کرتا ہوں“ یہی کافی ہے اور اگر دل میں نیت حاضر ہے اور زبان سے بھی یہی الفاظ ادا کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اپنی مادری زبان میں بھی نیت ہو سکتی ہے اور اگر عربی میں نیت یاد کر لیں تو زیادہ مناسب ہے ہو سکے تو آپ یہ عربی نیت یاد کر لیں۔

Scanned with CamScanner

نویت سنت الاعتکاف:

میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔

پیارے اسلامی بھائیو! جب بھی آپ کسی عبادت مثلاً نماز، روزہ، احرام، طواف کعبہ وغیرہ کی عربی میں نیت کریں تو اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اس عربی عبادت کے معنی بھی آپ سمجھ رہے ہوں کیونکہ دل میں نیت ہونا شرط ہے اگر آپ نے رٹی ہوئے ''عربی'' نیت کے الفاظ ادا کر لئے یا کتاب میں دیکھ کر پڑھ لئے اور دھیان کسی اور طرف لگا ہوا تھا وہ نیت دل میں موجود نہ ہو تو نیت سرے سے ہوگی ہی نہیں۔

فضیلتِ شب قدر

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے شب قدر اس قدر اہم ہے کہ اس کی شانِ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے پوری ایک سورت نازل فرمائی ہے اس سورہ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اس مبارک رات کی کئی خصوصیات ارشاد فرمائی ہیں۔

مفسرین کرام اسی سورہ قدر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس رات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کو لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل فرمایا اور پھر تقریباً تیئس برس کی مدت میں یانے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسے بتدریج نازل کیا۔ اس رت کی عبادت کو ایک ہزار مہینوں کی عبادات سے بھی افضل قرار لیا گیا ہے، ایک ہزار مہینوں کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں یعنی جس نے زندگی میں صرف ایک بار بھی اگر شب قدر کی سعادت حاصل کی تو گویا اس نے تراسی سال چار ماہ سے بھی زیادہ عرصہ کی عبادت اور اس ''زیارہ'' کا علم اللہ عزوجل جانے یا اس کے بتائے سے اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں کہ کتنا ہے اس رات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور پھر عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اس مبارک شب کا ہر ایک لمحہ سلامتی ہے اور یہ سلامتی صبح صادق برقرار رہتی ہے۔

''تفسیر عزیزی'' وغیرہ میں ہے کہ جب ہمارے پیارے اور میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سابقہ (انبیاء علیہم السلام) کی امتوں کی طویل عمروں اور اپنی امت کی قلیل عمروں کو ملاحظہ فرمایا تو غمخوار امت تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل شفقت سے بھر آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہو گئے کہ میری امت کے لوگ اگر خوب خوب نیکیاں کریں جب بھی ان کی برابری نہیں کر سکیں گے چنانچہ اللہ عزوجل کی رحمت جوش پر آئی اور اس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شب قدر میں اجر و ثواب کی امید سے عبادت کی، اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری، ۱:۲۷۰) (رقم حدیث: ۱۹۱۰)

اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاں لیلۃ القدر کی ساعتوں میں ذکر و فکر، عبادت و طاعت کی تلقین کی گئی ہے، وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو، ریا کاری یا بد نیتی نہ ہو اور آئندہ عہد کرے کہ میں برائی کا ارتکاب نہیں کروں گا، چنانچہ اس شان کے ساتھ عبادت کرنے والے بندے کے لئے یہ رات مژدہ مغفرت بن کر آتی ہے۔

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی مد پر ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جو ماہ تم پر آیا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہو سکتا ہے جو اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر بسر کر لیتا ہے تو اسی سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لئے دس راتیں کیوں نہیں جاگ سکتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ القدر کی فضیلت

بیان کرتے ہوئے فرمایا شب قدر کو جبرائیل امین علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترتے ہیں اور ہر شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے، بیٹھے (یعنی کسی حال میں) اللہ عزوجل کو یاد کر رہا ہو۔ (شعب الایمان، ۳، ۳۴۳)

شب قدر کے معنی ومفہوم:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قدر کا معنی مرتبہ کے ہیں چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف ومرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے، اس لئے اسے "لیلۃ القدر" کہا جاتا ہے۔

(القرطبی، ۲۰، ۱۳۰)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو تمام فیصلے فرمالیتا ہے اور چونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سال کی تقدیر و فیصلے کا قلمدان فرشتوں کو سونپا جاتا ہے اس وجہ سے یہ لیلۃ القدر کہلاتی ہے۔

(تفسیر القرطبی، ۲۰، ۱۳۰)

اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب، قابل قدر امت کے لئے صاحب قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔ (تفسیر کبیر، ۳۲، ۲۸)

قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے اس معنی کے لحاظ سے اسے قدر والی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اسی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (تفسیر الخازن، ۴:۳۹۵)

امام ابو بکر الوراق قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں تھا۔

(تفسیر القرطبی ۲۰!۱۳۱)

شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے

چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ دیگر اہم مخفی اور مثلاً اسم اعظم، جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا گیا۔

۲۔ اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر اکتفا کر لیا جاتا، ذوقِ عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔

۳۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے اس لئے رات کو تعین نہ فرمائی، تا کہ اس کی تلاش متعدد راتیں عبادت میں گزریں۔

۵۔ عدم تعین کی وجہ سے گنہگاروں پر شفقت بھی ہے، کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔

(التفسیر الکبیر، ۳۲: ۲۸)

شب قدر کے تعین سے محرومی کا سبب:

ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کر دینے کی جھگڑا بھی ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اس رات کی تعین کے بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرما دیں کہ یہ فلاں رات ہے، لیکن دو آدمیوں کے جھگڑنے کی وجہ سے بتلانے سے منع فرما دیا، روایت کے الفاظ یوں ہیں۔

ایک مرتبہ رسالت مآب ﷺ شب قدر کی تعین کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے، لیکن راستہ میں دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں شب وقدر کے بارے میں اطلاع دینے آیا تھا، مگر فلاں فلاں کی لڑائی کی وجہ سے اس کی تعین اٹھالی گئی۔ (صحیح البخاری، ۱: ۲۷۱، کتاب الصیام) (رقم حدیث ۱۹۱۹)

Scanned with CamScanner

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج امت برکتوں اور سعادتوں سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ مذکورہ روایت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ شاید اس کے بعد تعین شب قدر کا آپ کو علم نہ رہا حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ شارحین حدیث سے تصریح کر دی ہے کہ تعین کا علم جو اٹھا لیا گیا تھا تو صرف اسی ایک سال کی بات تھی، ہمیشہ کے لئے نہیں،

''امام بدرالدین عینی شرح بخاری میں رقم طراز ہیں۔

''اس سال تعین شب قدر کا علم اٹھا لیا گیا اس کے بعد حضور ﷺ کو اس کی عین کا علم رہا یا نہ؟ میں کہتا ہوں کہ حضرت سفیان بن عنیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کو اس کے تعین کا علم تھا۔ (عمدۃ القاری ۱۱!۱۳۸)

ہمارے نزدیک آقائے دو جہاں ﷺ کو نہ صرف تعین کا علم ہے، بلکہ آپ بعض غلاموں کو اس پر آگاہ فرماتے ہیں۔

ایک صحابی کو آگاہ فرمانا:

حضرت ابن عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا میں ایک ویرانے میں رہتا ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نماز ادا کرتا ہوں آپ مجھے حکم دیں کہ کون سی رات آپ ﷺ ہاں ہاں مسجد نبوی ﷺ میں بسر کرنے کے لئے آؤں تو فرمایا رمضان کی تیئسویں رات آ جاؤ۔

(سنن ابی داؤد ۱:۲۰۳) (رقم حدیث ۱۳۸۰)

یہ صحابی ہمیشہ تیئسویں رات کو مسجد نبوی میں آ کر جاگا کرتے۔ لوگوں نے آپ کے صاحبزادے سے پوچھا کہ بتاؤ آپ کے والد اس رات کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا، وہ عصر کے بعد صبح تک مسجد سے بغیر کسی حاجت کے باہر نہ آتے اور صبح اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے دیہات کی طرف روانہ ہو جاتے۔

اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے لئے شب قدر کی رات الگ الگ ہے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا

لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح بخاری، ۱!۲۷۰ رقم حدیث: ۱۹۱۳)

رمضان المبارک کی ستائیسویں شب، شب قدر کی رات ہے جمہور علماء اسلام کی یہی رائے ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علماء کا شب قدر کی تعین کے بارے میں اختلاف ہے لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے کہ لیلۃ القدر کی رات ستائیسویں شب ہے۔ (تفسیر القرطبی)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ستائیسویں ہے۔

(روح المعانی، ۳۰!۲۲۰)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ستائیسویں کو شب قدر قرار دیتے ہوئے تین دلیلیں بیان کیا کرتے تھے جس کو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے لفظ لیلۃ القدر کے نو حروف ہیں اور اس کا تذکرہ تین دفعہ ہوا ہے اور مجموعہ ۲۷ ہو گا (تفسیر کبیر، ۳۲!۳۰)

سورۃ القدر کے کل ۳۰ الفاظ ہیں، جن ذریعے شب قدر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، لیکن اس سورۃ میں جس لفظ کے ساتھ اس رات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ہی ضمیر ہے اور یہ لفظ اس سورۃ کا ستائیسواں لفظ ہے سورۃ کے کل کلمات تیس ہیں (اور ان میں) ھی ستائیسواں کلمہ ہے۔ (تفسیر کبیر ۳۲، ۳۰) (القرطبی، ۱۰: ۱۳۶)

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے شب قدر کی تعین کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کو طاق عدد پسند ہے اور طاق عددوں میں سے بھی سات کے عدد کو ترجیح حاصل

Scanned with CamScanner

ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کائنات کی تخلیق میں سات کے عدد کو نمایاں کیا ہے مثلاً سات آسمان، سات زمین، ہفتہ کے دن سات، طواف کے چکر سات وغیرہ۔ (تفسیر کبیر، ۳۲:۳۰)

شب قدر کا وظیفہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ شب قدر کا کیا وظیفہ ہونا چاہیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کی تلقین فرمائی۔

اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنی

اے اللہ تو معاف کر دینے والا اور معافی کو پسند فرمانے والا ہے پس مجھے بھی معاف کر دے۔ (مسند احمد بن حنبل ۱:۱۷۱، ۱۸۲)

بارہواں باب

زکوٰۃ اور جدید سائنس

ارکان اسلام میں زکوٰۃ بھی اہم ترین رکن ہے قرآن حکیم میں بیاسی مقامات وہ ہیں جہاں نماز اور زکوۃ کی فرضیت کا حکم یکجا وارد ہوا ہے۔ شریعت مطہرہ میں زکوۃ کی اہمیت کا اندازہ تنہا اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضور تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سرزمین عرب میں ہر طرف فتنے سر اٹھانے لگے جن سے اسلامی ریاست کو نازک ترین صورتِ حال اور بحران کا سامان کرنا پڑا تو اپنی سنگینی کے اعتبار سے سب سے بڑا چیلنج منکرین زکوٰۃ کا تھا۔

اسلامی تاریخ کے اس انتہائی نازک لمحے میں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کمال جرأت ایمانی سے اکثر صحابہ کے مشورہ کے علی الرغم اس بات کا ببانگ دہل اعلان کیا کہ جو کوئی نماز اور زکوۃ میں کسی قسم کی تفریق اور امتیاز روا رکھے گا میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔

چنانچہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغیوں کے خلاف کھلم کھلا جہاد کیا اور ان کی تلوار اس وقت تک نیام میں نہ آئی جب تک منکرین زکوۃ کی برپا کی ہوئی شورش پوری طرح فرو نہ ہوگئی۔

انسان آج مادیت کی جن منازل پر پہنچا ہے اس میں اونچ نیچ موجود ہے کوئی خوشحال ہے تو کوئی فاقہ کش، یہ بات انسانی ہمدردی اور مساوات واخوت کے خلاف ہے جس کے نتیجہ میں فاقہ کش اپنی پریشانیوں کو دور کرنے میں ایک نئی مصیبت کا شکار بن جاتے ہیں اور ''فساد'' برپا ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پریشانی سے بچانے کے لئے اس کے راس الحال پر سال گزرنے پر ڈھائی فیصد غریب حاجت مندوں کو دینا فرض کیا ہے کہ غریبوں اور حاجت

Scanned with CamScanner

مندوں کو تلاش کر کے لازماً ادا کر دے ورنہ اس کا وہ مال حساب کے دن سانپ بن کر ڈستا رہے گا۔ جدید تحقیق کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنے سے کردار و اخلاق کو اچھا بنانے کی ترغیب ملتی ہے اور اچھے اخلاق اور نیک کردار اچھی صحت کے ضامن ہیں زندگی کے معاملات اور لین دین میں انسان ذہانت، دینداری سے جب کام لیتا ہے تو وہ اس کی عافیت اور درازی عمر کا سبب بن جاتے ہیں انسان کا ہر اچھا عمل اگر اسلامی طریقہ کے مطابق ہو تو وہ بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے اگر دنیاوی امور کو اس نیت اور روشنی سے سرانجام دیا جائے تو اس کے مفید اور صحت بخش ہونے میں کوئی شک نہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے دل میں پاکیزگی آتی ہے دل کا پاک و صاف ہونا تمام جسم تندرستی اور صحت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ دینے کے فوائد:

زکوٰۃ کی ادائیگی بے شمار ان گنت فوائد کا گنجینہ ہے۔

۱۔ زکوٰۃ کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے انسان کے ایمان کی پختگی ہوتی ہے۔

۲۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مالِ زکوٰۃ سے قوم کے غریب، نادار اور مفلس عزیز و اقرباء کی پرورش ہوتی ہے۔

۳۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے غربا و مسکین کی دعائیں حاصل ہو جاتی ہیں اور ان کی دعائیں قبولیت کے درجہ پر فائز ہوتی ہیں۔

۴۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاکیزگی کا حامل ہو جاتا ہے اور پاکیزہ اشیاء کا اثر بھی پاکیزہ ہوا کرتا ہے۔

۵۔ پانچواں فائدہ یہ ہے کہ آخرت میں ایک روپے کے بدلے میں سات سو روپے ملیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ جود و کرم فرمائے تو ایک روپے کے عوض ان گنت روپے دے گا۔

۶۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والے پر کوئی طعنہ زنی نہ کر سکے گا کہ اتنا مالدار اور امیر کبیر ہونے کے باوجود اتنا بخیل اور کنجوس ہے کہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔

۷۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کا ساتواں فائدہ یہ ہے کہ ادائیگی زکوٰۃ سے قلب میں پاکیزگی آ جاتی ہے۔

۸۔ ل حرص و بخل سے طہارت اور تزکیہ حاصل ہوتا ہے بخل اور حرص جس میں ہو لوگوں کو اس سے نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخیل کے دیکھنے اور ملنے سے ہی قلب کو اذیت ہوتی ہے لہٰذا زکوٰۃ سے انسان میں اس مکروہ وصف کا ازالہ ہوتا ہے، عطا و بخشش کا محبوب وصف اس میں پیدا ہوتا ہے بخل کی ذات سے نجات ملتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے زکوٰۃ ادا کی وہ بخیل نہیں۔

۹۔ لوگوں پر احسان کرنا اللہ تعالیٰ کے قرب و معصیت کا ذریعہ ہے قرآن کریم میں ہے کہ اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (پ۲۱ رکوع۳)

۱۰۔ زکوٰۃ دینے والے کا حال کم نہیں ہوتا جو دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ میں اور مال رکھ دیتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

''جو کچھ تم نے خرچ کیا اللہ اس کی جگہ اور مال رکھ دے گا وہ بہتر رزق پہنچانے والا ہے۔'' (پ۲۲ رکوع۱۱)

۱۱۔ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والوں کی حاجت روائی فرمائے گا اور قیامت کی سخت تکالیف کو اس سے دور فرمائے گا حدیث شریف میں ہے جو کوئی بندہ کی حاجت روائی کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

۱۲۔ غرباء اور کمزوروں کی دعائیں لینا یہ ہزار درجہ بہتر ہے زکوٰۃ نہ دے کر ان کا حق اپنے پاس رکھنے سے کہ یہ نفرت اور کراہت کا باعث ہے جبکہ زکوٰۃ کا دینا قبولیت اور محبوبیت کے مقام پر پہنچنے کا ذریعہ ہے خدا کی مدد اور رحمت کمزوروں اور ضعیفوں کی خدمت اور امداد سے حاصل ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کا مال کن لوگوں کو دیا جائے؟

جن جن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے وہ یہ لوگ ہیں۔

۱۔ مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کھانے کے لئے غلہ اور پہننے کے لئے کپڑا بھی نہ ہو۔

۲۔ فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ مال ہے مگر نصاب سے کم ہے۔

Scanned with CamScanner

۳۔ قرضدار یعنی وہ شخص کہ جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے فاضل کوئی مال بقدر نصاب نہ ہو۔

۴۔ مسافر کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا ہو اس کو بقدر ضرورت زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔

۵۔ عامل یعنی جس کو بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ وعشر وصول کرنے کیلئے مقرر کیا ہو۔

۶۔ مکاتب غلام تاکہ وہ مال دے کر آزاد ہو جائے۔

۷۔ غریب مجاہد تاکہ وہ جہاد کا سامان کرے (فتاویٰ عالمگیری ۱:۱۷۶تا۱۷۷)

کن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا منع اور اور کن کو جائز:

جن لوگوں کو عشر وزکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ مالدار یعنی صاحب نصاب جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے۔

۲۔ بنی ہاشم یعنی حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس، حضرت حارث، بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد کو زکوٰۃ جائز نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۳۔ اپنی اصل وفرع یعنی ماں، باپ، دادی، دادا، نانی، نانا وغیرہ بیٹا بیٹی، پوتا پوتی نواسہ نواسی کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔

۴۔ شوہر اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ یونہی صدقہ فطر اور کفارہ بھی ان کو نہیں دے سکتے۔

۵۔ مالدار کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور مالدار کی بالغ اولاد کو جب کہ وہ صاحب نصاب نہ ہو، زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۶۔ کسی کافر ومرتد یا بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱:۱۷۷)

۷۔ بہو، داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد جو دوسرے شوہر سے ہو یا شوہر کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہو اور دوسرے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

(ردالمحتار ۲:۶۳)

۸۔ مالدار کی بیوی اگر صاحب نصاب نہیں تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۹۔ تندرست، اور طاقتور آدمی اگر مالک نصاب نہیں تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر اس کے لئے سوال کرنا اور بھیک مانگنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۱۰۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اس کو مالک بنا دیں، اس لیے اگر زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو بطور دعوت کے کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی کیونکہ یہ اباحت ہوئی تملیک نہ ہوئی ہاں اگر کھانا پکا کہ غریبوں کو دے دے اور ان کو اس کھانے کا مالک بنا دے کہ وہ چاہیں اسے کھائیں یا کسی دوسرے کو دے دیں یا بیچ ڈالیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی کیونکہ اس میں تملیک (مالک بنا دینا) پائی گئی۔ (درمختار وردالمحتار ۲:۶۲)

۱۱۔ اگر مال زکوٰۃ سے دینی کتابیں خرید کر غریب طلباء کو ان کتابوں کا مالک بنا دیں تو یقیناً زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اعانت دین اور اشاعت اسلام کا اجر عظیم بھی ملے گا کاش اہل دولت اس طرف توجہ کریں کہ یہ ادائے زکوٰۃ کی بہت ہی افضل صورت ہے۔

۱۲۔ فقیر زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے اگر مسجد ومدرسہ کی عمارت میں لگا دے یا میت کے کفن دفن میں خرچ کر دے تو جائز ہے۔

۱۳۔ جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے انہیں اور بھی کوئی صدقہ، فدیہ، نذر وکفارہ وصدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ (جوہرہ)

۱۴۔ صدقہ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہ کی۔ (درمختار)

۱۵۔ زکوٰۃ وصدقات وغیرہ میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بہن بھائیوں کو دے پھر ان کی اولاد کو، پھر چچاؤں اور پھوپھیوں کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر ماماؤں اور خالاؤں کو، پھر ان کی اولاد کو، پھر دوسرے رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو، پھر اپنے گاؤں اور شہر کے رہنے والوں کو۔ (جواہر عالمگیری)

۱۴۔ دوسرے شہروں کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر وہاں حاجت مند رشتہ دار ہوں تو بھیج

Scanned with CamScanner

سکتا ہے ایسے ہی دوسرے شہر میں اپنے شہر سے زیادہ حاجت مند ہوں یا طالب علموں، عالموں یا عابدوں کے لئے بھیجے تو ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو زکوٰۃ کا مال بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری و درمختار)

١٧۔ جس کے پاس آج کھانے کو ہے یا وہ تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اسے کھانے کے لئے سوال کرنا حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز ہے اور کھانے کو اس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لئے سوال کر سکتا ہے یونہی اگر علم دین کی طلب میں یا جہاد میں مشغول ہے تو اگرچہ تندرست وقوی ہو اور کمانے پر قدرت بھی رکھتا ہو پھر بھی اسے سوال کی اجازت ہے۔ (درمختار)

١٨۔ مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اس دن اس کو سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اس فقیر کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہے اس کے کھانے، بال، بچوں کی کثرت اور دوسری باتوں کا لحاظ کر کے دے (درمختار و ردالمحتار)

١٩۔ علم دین حاصل کرنے والے طالب علموں اور گوشہ نشین غریب علماء کو زکوٰۃ کا مال دینا افضل ہے کہ اس میں فرض زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ہو جائے گی اور علم دین کی اعانت کا ثواب بھی ملے گا۔ دولت مندوں کو خاص طور پر اس جہت کا دھیان رکھنا چاہیے۔

١٠۔ کسی بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے کی وعیدیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں بنا دیا جائے گا۔

جس کے سر میں زہر کی دو تھیلیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا تو وہ اس کی باچھیں کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ (بخاری)

مسلم شریف کی ایک روایت کے مطابق جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لئے وہ آگ کے پترے بنائے جائیں گے اور پھر ان پر دوزخ کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے اس (تارک زکوٰۃ) کی کروٹ، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا جب وہ ٹھنڈے ہونے لگیں گے تو پھر ویسے ہی گرم کر دیئے جائیں گے اور یہ عذاب کا معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ اب وہ تارک زکوٰۃ اپنی راہ دیکھے گا جنت کی یا دوزخ کی۔

معراج کی رات سرور کائنات ﷺ نے لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے مقام پر دھجیاں لٹک رہی ہیں اور وہ اونٹوں اور جانوروں کی طرح دوزخ کے کانٹے دار درخت چر رہے ہیں اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے ہیں۔ میرے دریافت کرنے پر جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دینے والے لوگ ہیں (ابن کثیر)

قارون کا عبرت ناک قصہ:

''خزائن العرفان'' میں قارون نامی فرد کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو کہ بنی اسرائیل کا ایک غریب ''مفلس'' نادار اور مفلوک الحال شخص تھا زندگی سے بیزار موت کا خواہاں تھا اس کی غربت، مفلسی اور مفلوک الحالی پر ترس کھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو علم کیمیا سے آشنا کر دیا، علم کیمیا ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعہ سے رانگ کی چاندی اور تانبے سے سونا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

قارون کو جب یہ علم آیا تو اس کے وارے نیارے ہو گئے وہ تانبا سے گولڈن حاصل کرتا اور چند ہی دنوں میں مالدار ہو گیا بنی اسرائیل میں اس کے چرچے ہونے لگے آخر شریعت موسوی میں زکوٰۃ کا حکم آیا حضرت موسیٰ علیہ اسلام قارون کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو حکم دیا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے حضرت موسیٰ علیہ السلام قارون کے محسن تھے

Scanned with CamScanner

انہوں نے اسے غربت کی اندھیری گلیوں سے نکال کر دولت کی روشنی میں لا کھڑا کیا تھا اس نے آپ کے احسان کو یاد کرتے ہوئے قارون نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ اپنے مال مویشیوں کی زکوٰۃ نکالے گا حضرت موسیٰ واپس تشریف لے آئے اور قارون نے مال زکوۃ کا حساب کیا خزانے کا ایک بہت بڑا حصہ بطور زکوۃ دینا پڑتا تھا۔

دل تھام کے رہ گیا کہ اتنا مال راہِ خدا عزوجل میں دوں اگر ہر سال اس طرح زکوۃ دیتا رہا تو میرا کباڑا ہو جائے گا اسے کسی طور پر گوارہ نہ ہوا کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کرے زکوٰۃ نہ دینے کے لئے اس نے بنی اسرائیل کے سرمایہ داروں کو جمع کیا اور ان کو مخاطب ہو کر کہنے لگا اے بنی اسرائیل تم ہر معاملے میں موسیٰ علیہ السلام کی بات تسلیم کرتے ہو اس کی پیروی کرتے ہو وہ جو کہتا ہے وہی کرتے ہو اب وہ تم سے تمہارا محنت سے کمایا ہوا مال بھی حاصل کرنا چاہتا ہے بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ سرمایہ داروں کا سب سے بڑا خیال اور آرزو یہی ہوتی ہے کہ ان کا مال محفوظ رہے بڑھے اور ترقی کرے سب کہنے لگے آپ جو کہیں گے وہی ہم کریں گے کیونکہ نبی اسرائیل میں آپ معتبر اور امیر ہیں آپ ہمارے لیڈر اور سردار ہیں اس لئے جو حکم ہو اس کی تعمیل کی جائے، قارون مطمئن ہو گیا کہ سارے سرمایہ داروں کی حمایت اس کے حق میں ہے کہنے لگا فلاں جگہ ایک بدکار اور فاحشہ عورت رہتی ہے اس کے پاس جاؤ اور اس کو انعام کا لالچ دے کر اس بات پر رضامند کرو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام گناہ عائد کرے ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بدظن ہو جائیں گے اور ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے سب نے اس بات پر لبیک کہا اور قارون کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا اب قارون نے اس بدکار اور فاحشہ عورت کو ایک ہزار اشرفی، ایک ہزار روپے کا لالچ دیا اور بہت سے وعدے کئے اور اس عورت کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام تراشی کرے روپیہ تو بڑے بڑوں کے پائے استقلال میں لغزش ڈال دیتا ہے، بے چاری فاحشہ عورت کس زمرے میں آتی ہے پروگرام کے مطابق دوسرے دن قارون نے بنی

اسرائیل کو جمع کیا اور بارگاہ موسوی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا نبی اللہ! آج بنی اسرائیل آپ کا وعظ سننے کے لئے جمع ہیں اور بے چینی سے آپ کے منتظر ہیں۔

چنانچہ تشریف لے چلئے اور ان کی علمی تشنگی کو بجھایئے۔ موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے اولاً رب قدوس کی حمد و ثناء کی۔ بعد از حمد و ثنائے رب قدوس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وعظ شروع فرمایا وعظ کے دوران آپ نے فرمایا۔ اے بنی اسرائیل چوری کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جو بہتان تراشی کرے گا اس کی سزا اَسی کوڑے ہیں اور اگر کوئی شخص غیر شادی ہو کر کسی غیر عورت سے زنا کرے گا تو اس کو 100 کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہے تو اس کی سزا سنگساری ہے جو اس وقت جاری رہے گی جب تک کہ اس کی روح اس کے جسد خاکی سے ناطہ توڑ کر عالم ارواح کی جانب پرواز کر جائے۔

قارون کے مطلب کی بات آ چکی تھی لہٰذا قطع کلامی کرتے ہوئے بولا۔ کیا یہ حکم سب پر یکساں طور سے لاگو ہے اس میں کسی کی تفریق نہیں حتیٰ کہ یہ حکم میرے پر بھی لاگو ہے۔ قارون کہنے لگا بنی اسرائیل کے خیال میں آپ نے فلاں عورت سے زنا کا ارتکاب کیا ہے آپ نے فرمایا اس کو میرے رُوبرو کیا جائے قارون نے اس عورت کو بلایا جب وہ آپ کے روبرو ہوئی تو آپ نے فرمایا، اے عورت تجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا کو دو پار کیا۔ اور اس میں سے بنی اسرائیل کے واسطے گزرگاہیں بنائیں اور جس نے تورات کا نزول فرمایا اے عورت سارا ماجرا سچ سچ بیان کر، عورت پر نبوت کا رعب چھا گیا اس پر خوف طاری ہو گیا اور اسی خوف کے عالم میں اس کے لبوں سے سچی بات نکل گئی کہ حضور! قارون جو کچھ مجھ سے کہلوانا چاہتا تھا، خدا کی قسم وہ سب کذب اور غلط ہے قارون نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اگر میں آپ پر الزام تراشی کروں تو وہ مجھے بکثرت مال و زر سے نواز دے گا بس اس وجہ سے میں بہک گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر بہت افسردہ ہوئے اور روتے ہوئے اپنے خداوند کے حضور سر بسجود ہو گئے اور عرض کرنے لگے اے میرے رب اگر میں واقعی تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون کو مغضوب فرما۔

اس پر اپنا عذاب نازل کر خدا تعالیٰ نے جبرائیل امین علیہ السلام کو وحی دے کر بھیجا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میں نے زمین کو حکم دے دیا ہے کہ وہ آپ کی فرماں برداری کرے آپ جو حکم دیں گے زمین آپ کے حکم کی تعمیل کرے گی حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر بولے اے بنی اسرائیل تم میں سے جو قارون کا ساتھ دینے والا ہے وہ قارون کے ساتھ رہے اور جو میرا ساتھی ہے وہ اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور میرے پاس آجائے۔ ایک ایک کر کے سب نے قارون کا ساتھ چھوڑ دے وہ سرمایہ دار جو قارون کے منصوبے میں شریک تھے قارون سے الگ ہو گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام قارون پر اپنا غضب ڈھائیں گے اور ہم بھی اس کی زد میں آجائیں گے اس لیے وہ بھی قارون سے جدا ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہو گئے مگر دو شخص جو خود کو قارون کا وفادار خیال کرتے تھے قارون کے ساتھ رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام زمین سے مخاطب ہو کر بولے، اے زمیں قارون اور اس کے ساتھیوں کو گرفت میں لے لے چنانچہ زمین شق ہو گئی اور قارون بمعہ اپنے ساتھیوں کے گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے سربارہ آپ نے یہ حکم دیا تو وہ گردنوں تک زمین میں دھنس گئے اب قارون اور اس کے ساتھیوں کو ہوش آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منت سماجت کی۔ زکوۃ ادا کرنے کا وعدہ کیا مگر آپ نے ذرا بھی دھیان نہ دیا اور زمین کو حکم دیا کہ ان کو کشش کرتی رہے ایسا ہی ہوا اور وہ زمین میں بالکل دھنس گئے ایک روایت کے مطابق تا قیامت وہ زمین میں دھنستے ہی جائیں گے۔

بعض کم فہم اور بدظن لوگ معترض ہوئے کہ معاذ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اس لئے زمین میں دھنسایا ہے کہ ان کے خزانے پر قبضہ کر سکیں ان کے اعتراض کو رد کرنے کے لئے ان کے خیال کو باطل کرنے کے لئے ان کی غلط فہمی کو دور کرن کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ یا اللہ عزوجل قارون کے ہمراہ اس کا مال بھی چلا جائے آپ کی دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی اور قارون کے تمام کے تمام اموال وخزائن میں دھنس گئے جواب قیامت تک کے لئے قارون کے ساتھ دھنستے جائیں گے۔ (خزائن العرفان)

تیرہواں باب

فرضیت حج اور جدید سائنس

قرآن مجید کے چوتھے پارہ کی سورہ آل عمران کی بیان کی گئی آیت مقدسہ میں حج کی فرضیت کا حکم دیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

''اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے لوگوں پر فرض ہے کہ وہ بیت اللہ کا حج کریں جو صاحب استطاعت ہو، اور جو انکار کرے تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہے'' (آل عمران)

زکوٰۃ کے بعد اسلام کا آخری فریضہ عبادت حج ہے۔ حج سے مراد حج کے دنوں میں مجوزہ مقامات پر مناسک حج ادا کرنا ہے جس طرح نماز عاقل بالغ اور جوان پر فرض ہے اور جس طرح زکوٰۃ صرف حقدار لوگوں کو ہی دینا فرض ہے اس طرح حج بھی مجوزہ مقام پر ادا کرنا فرض ہے یعنی حج کا فریضہ بھی مجوزہ مقام پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ حج کی ادائیگی کے لئے ایک مقام مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ ہے، خانہ کعبہ کے علاوہ حج کی ادائیگی دیگر کسی جگہ نہیں ہو سکتی، خانہ کعبہ منبع عرفان وخزائن ہے اس لیے حج کی ادائیگی کے لئے اس کو تجویز فرمایا گیا تاکہ لوگ اس کی زیارت کا شرف حاصل کر کے دینی اور دنیاوی فائدوں سے مالا مال ہوں۔

ارکانِ اسلام میں حج ہی ایک ایسا رکن ہے جس کا ساری زندگی میں صرف ایک دفعہ ادا کر لینا شریعت نے فرض کیا ہے ورنہ دیگر ارکان مثلاً نماز پنجگانہ ہر دن مختلف اوقات میں فرض ہے، روزہ، زکوٰۃ سال کی بعد فرض ہے۔

اس لئے بطور خاص حج کے جملہ مسائل کا بغور مطالعہ کرنا انہیں ذہن نشین کر کے رختِ سفر حج باندھنا بہت ضروری ہے۔

سائنسی اور طبی لحاظ سے حج ایک ایسی عبادت ہے جس سے اجنبیت میں اپنائیت خود

Scanned with CamScanner

اعتمادی اور بھائی چارہ جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعے اعصابی نظام کو کشادگی، روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے جس سے کامیاب اور صحت مند زندگی گزارنے کی راہیں کھلتی ہیں، حاجی کا اعصابی رسیور انوارِ الٰہی کو جذب کرتا رہتا ہے جس سے روح کو جلا اور جسمانی تقویت حاصل ہوتی ہے نیز جسمانی وصنعتوں کو مسلسل متحرک کیا جاتا ہے جس سے اعصابی تناؤ ختم ہو کر برقی قوتوں میں اضافے کا باعث ہو کر دماغی، الجھنوں اعصابی کھچاؤ اور نفسیاتی امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

موجودہ تاریخ انسانی اور حج

موجودہ تاریخ انسانی کا آغاز آج سے کوئی ساڑھے چار ہزار سال پہلے ہوتا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبرانہ دعوت کے جواب میں حرم کعبہ کی تعمیر کے بعد پہلے حج کا آغاز ہوا۔ انسانی محفوظ تاریخ کی شروعات اسی دور سے ہوئیں اور اس سے پہلے کا زمانہ گوشہ گمنامی میں پڑے ہونے کے باعث قبل از تاریخ زمانے سے تعبیر کیا جاتا ہے اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موجودہ انسانی تہذیب وتمدن کے بانی اور موسس اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہوں نے ظلم وجہالت کی سیاہی میں بھٹکنے والے قافلہ انسانیت میں اجالے بھر دیئے۔ اسلام (بطور دین فطرت) کے پہلے داعی حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جن کی دعوت وتبلیغ حق سے دنیائے کفر والحاد توحید سے آشنا ہوئی اور خودساختہ جھوٹے خداؤں کا غرور مٹی میں مل گیا۔

حج کی تاریخ کا آغاز:

تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت ابھرتی دکھائی دیتی ہے کہ باقاعدہ سلسلہ حج کا آغاز بعثت نبوی ﷺ سے کوئی تین ہزار سال قبل ہوا اور یہ کسی نہ کسی شکل میں آنحضور ﷺ کی آمد تک جاری رہا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ حج کے طور طریقے اور ضابطے بدلتے چلے گئے اور ان میں ایسے رسم ورواج شامل کر لئے گئے جو دین ابراہیمی کی روح کے منافی تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے ادوار میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان جیسے جلیل القدر پیغمبر منصب نبوت وحکومت پر متمکن ہوئے تو بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس قرار پایا۔ وہ حکم خداوندی کے تحت اپنی عبادت بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کرتے تھے۔ جب خاتم الانبیاء فخر دو عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی تو دین ابراہیمی کے پیرو بیت المقدس کو ہی اپنا قبلہ مانتے تھے۔ خود تاجدار مدینہ ﷺ اور آپ کے نام لیوا ایک عرصہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے حتیٰ کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے حبیب ﷺ کی خواہش کی تکمیل میں بیت المقدس کی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تعمیر کردہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا۔

حج سے فحاشی، عریانی اور باطل رسموں کے خاتمے کا اعلان:

دور جاہلیت میں عرب طواف کعبہ کرتے وقت برہنے ہو کر تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے جنہیں وہ عبادت تصور کرتے، قرآن مجید نے ان کے اس ناپسندیدہ فعل کو یوں بیان فرمایا،

''اور ان کی نماز خانہ کعبہ میں صرف سیٹی اور تالی بجانا تھی'' (الانفال ۸،۳۵)

چنانچہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارادہ خداوندی کے مطابق حج کی ان تمام قبیح، بیہودہ، لغو اور بے سروپا رسموں کا خاتمہ فرما دیا اور دور جاہلیت کے تمام آثار اور نقش حرف غلط کی طرح مٹا دیئے۔

تاریخی تناظر میں حج کے پس منظر کا جائزہ لیں تو آج جو ہمیں حج کی صورت نظر آتی ہے اور اس حج کی ارتقائی شکل نظر آتی ہے جو فتح مکہ کے ایک سال بعد نو سن ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت وسربراہی میں ادا کیا گیا تھا یاد رہے کہ فتح مکہ آٹھ سن ہجری میں عمل میں آئی تھی۔ اور اس سال حج اسی قدیم طریقے پر ادا ہوا تھا جو زمانہ جاہلیت میں طویل عرصہ سے رائج چلا آ رہا تھا۔ آئندہ سال نو ہجری میں رسول اللہ ﷺ

Scanned with CamScanner

نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر حج کے وفد کا امیر و سربراہ بنا کر چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سربراہی میں مکہ مکرمہ بھیجا یہ وفد عازم سفر ہو چکا تھا کہ سورۃ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں تفصیل کے ساتھ حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں اور دور جاہلیت کی ان باطل رسموں کو کالعدم قرار دیا گیا ہے جن سے حج کی صورت مسخ ہو کر رہ گئی تھی۔ چنانچہ حضور تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنا نمائندہ خاص بنا کر ان آیات حج کو مجمع عام کے سامنے خطبہ کی شکل میں تلاوت کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا۔ پس حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لئے اس تاریخی حج کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وفد کے ساتھ شامل ہو گئے اور حج کے اجتماع عام میں خطبہ حج ارشاد فرمایا جس نے دور جاہلیت کی تمام باطل رسموں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ یہ بات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے کہ سن نو ہجری کا حج دو طریقوں سے ادا کیا گیا۔

کفار اور مشرکین جو اس موقع پر موجود تھے انہوں نے قدیم آبائی طریقے سے حج کے رسوم ادا کئے جبکہ مسلمانوں نے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعین کردہ حدود کے اندر رہ کر مناسک حج ادا کئے۔ تاہم اس تاریخی حج کے موقع پر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ کسی کافر و مشرک کو حج کے لئے حرم پاک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہو گی۔

چنانچہ آئندہ حج سے قبل ہی سرزمین کعبہ ہمیشہ کے لئے مشرکوں کے وجود سے پاک ہو گئی اور اس طرح تمام قدیم باطل رسموں کا بھی مناسک حج سے کوئی تعلق نہ رہا۔

حج کس پر فرض ہے؟:

اس بات میں کلام نہیں رہا کہ حج فرض ہے لیکن اس بات کی وضاحت ابھی ہے کہ کس پر فرض ہے؟ بچے، بوڑھے، جوان، عاقل مرد اور عورت، امیر ہو کہ غریب کیا تمام پر ہی حج کی ادائیگی فرض ہے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

خدا تعالیٰ نے وضاحت فرما دی کہ حج سب پر فرض نہیں ہے بلکہ صرف ان عاقل اور بالغ افراد پر فرض ہے جو استطاعت رکھتے ہوں جو صاحب مال و زر ہوں حج کے لئے دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے جس کو پیدل طے کرنا ایک امپاسیبل سی بات ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حج کے لئے سواری کی ضرورت ہے اگر سواری اپنی نہیں تو پھر سواری کا کرایہ ہو، دوسری بات یہ کہ کھانے پینے کا سامان ہو یا اس قدر روپیہ ہو کہ سامان خرید سکے کیونکہ پیٹ تو ہر حال میں پالنا ہے اور یہ ہو سکتا نہیں کہ بھیک مانگ کر پیٹ بھرا جائے کیونکہ بھیک مانگنا اسلام میں منع ہے گویا حج کی ادائیگی کے لئے زاد راہ اور روپیہ کا ہونا از حد ضروری ہے ادائیگی حج کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے اس قدر روپیہ چھوڑنا چاہیئے کہ واپس آنے تک اس کے اہل وعیال اپنے کنبے کی کفالت کر سکیں ادائیگی حج کے لئے یہ بھی ضروری ہے راستہ محفوظ ہو حج کے لئے عاقل بالغ اور مکمل و کامل طور پر فزیکل اور مینٹل طور پر درست ہو۔

اسلام نے ہر عبادت میں مسلمانوں کے لئے قدم قدم پر بڑی سہولتیں رکھی ہیں اگر کوئی شخص صاحبِ مال و زر ہو لیکن دماغی توازن درست نہ ہو تو اسے حج سے رخصت ہے اور طرح مجنوں، نابالغ اور مفلس پر حج فرض نہیں نیز سخت بیمار شخص کو بھی حج سے رخصت ہے اگر راستہ میں چوروں اور ڈاکوؤں کا ڈر ہو یا راستہ میں گہری گہری کھائیاں ہوں یا اور کسی بھی وجہ سے راستہ محفوظ نہ ہو تو ایسی حالت میں بھی حج سے رخصت ہے ان سب صورتوں کے علاوہ اگر حکومتِ وقت حج کی اجازت نہ دے تو بھی حج سے رخصت ہے۔

فضائل حج:

ہر صاحب استطاعت مسلمان شخص پر اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے حج فرض ہے حج کرنے سے سابقہ تمام گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ عزوجل کے لئے حج کیا اور فحش گوئی اور گناہ نہیں کیا جب لوٹے گا تو اس دن کی

طرح ہوگا جس میں اس کی ماں نے اس کو جنم دیا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں اس بات کی خوشخبری ہے کہ ادائیگی حج اور حج کے دنوں میں گناہوں سے اگر باز آ جائے تو خدا تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ اس طرح معاف کر دیتا ہے جیسے اس نے ابھی کوئی گناہ نہ کیا ہو اور ابھی ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

حضور تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام پہلے گناہوں کو گرا دیتا ہے اور ہجرت قبل کے گناہ مٹا دیتی ہے اور بے شک حج سابقہ گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ (زواجر جلد اول ص ۱۶۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج گناہوں کو یوں دھوڈالتا ہے جیسے پانی میل کو۔

(کشف الغمہ ص ۲۱۴ جلد ۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو حاجی سے ملے تو اس کو سلام دے اس سے مصافحہ کر اور اس سے کہہ دے کہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے قبل تیرے لئے استغفار کرے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور حج مقبول کی جزا صرف جنت ہے۔

بیان کی گئی مندرجہ بالا احادیث مقدسہ اس بات کی غماض ہیں کہ حج کرنے سے انسان گناہوں سے اس طرح پاکیزگی حاصل کر لیتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جس شخص کا حج قبول ہو جائے اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! انسان کا دامن طرح طرح کے گناہوں کی گندگی سے آلودہ ہوتا ہے مگر جب انسان حج کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ بندروں اور سوروں کی شکل میں اس کے دامن سے جدا ہو جاتے ہیں۔

نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۵۱ پر ایک حکایت درج ہے جس سے مندرجہ بالا بات کی

حقانیت پایۂ تکمیل کو پہنچتی حکایت ملاحظہ ہو۔

ایک مرتبہ فصلِ حج میں حج کی ادائیگی سے فراغت کے بعد ایک بزرگ واپس تشریف لا رہے تھے میدانِ عرفات سے جب مزدلفہ پہنچے تو اچانک ان کو خیال آیا کہ وہ اپنے روپوں کی ایک تھیلی عرفات میں بھول آئے ہیں۔ روپے بڑے ضروری شے ہوتے ہیں۔ اس کے بغیر چارہ ممکن نہیں وہ بزرگ روپوں کی تھیلی حاصل کرنے کی غرض سے دوبارہ میدان عرفات کی جانب عازم سفر ہوا۔ جس وقت وہ وہاں پہنچے تو بحر حیرت میں غوطہ زن ہو گئے کیونکہ میدان عرفات میں بندروں اور سوروں کی اس قدر تھی کہ سارا میدان ان سے بھر گیا تھا۔ بندروں اور سوروں کی اس تعداد کثیر دیکھ کر وہ بزرگ خوفزدہ ہو گئے ان کی یہ حالت بندوں اور سوروں نے دیکھ لی ان کا خوف دور کرنے کے لئے ایک بندر نے ان سے کہا، اے بزرگ گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں ہم حجاج کے دامن گناہ کی آلودگی ہیں جس کو یہاں چھوڑ گئے ہیں اور خود پاکیزہ و صاف ہو کر اپنی منزلوں کی جانب روانہ ہو گئے ہیں اس بزرگ نے اپنی روپوں کی تھیلی کو تلاش کیا۔ اور اسے اٹھا کر آپ واپس آ گئے۔

(نزہۃ المجالس ص ۱۵۱)

حکایت ۲: ابنا لموقف رحمۃ اللہ علیہ ایک برگزیدہ بندے تھے خدا تعالیٰ کی خاص عنایت کا محور تھے انہوں نے خدا کے فضل سے پچاس سے زائد حج ادا کئے اپنے آخری حج میں جب انہوں نے دیگر ہزار ہا پرستارانِ توحید کے ساتھ میدان عرفات میں حاضری دی تو اپنے دست اقدس اوپر اٹھائے اور دعا کی۔

پرستارانِ توحید کی اس محفل میں اگر کوئی ایسا بے بس توحید موجود ہے جس کا حج تیری بارگاہ میں قبولیت کے شرف سے محروم رہ گیا ہو تو ایسے شخص کو میں اپنا حج بخشتا ہوں۔ میدانِ عرفات کے مقام کے بعد جب مزدلفہ میں آئے اور شب خوابی کے لئے محو خواب ہو گئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں اپنی نورانی تجلیات سے ان کو سرفراز فرمایا اور کہا اے ابن الموقف تو اپنے خدا پر احسان کرتا ہے کہ تو نے اسے اپنا بخشا اے ابن الموقف میں نے

میدان عرفات کے تمام ساکنین کی مغفرت فرمادی یہ ہی نہیں بلکہ جس کے لئے وہ مغفرت کی سفارش کریں گے میں اس کی بھی مغفرت فرما کر اسے پروانہ جنت اور جہنم سے آزادی دے دوں گا۔

حکایت نمبر۳:

کعبہ معظمہ سارے جہانوں کے لئے باعثِ برکت و رحمت ہے ایک مرتبہ کعبہ معظمہ کے دل سے سرکار مدینہ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کی آتش شوق بھڑکی، وصال محبوب کی تمنا دل میں جاگی قدم بوسی محبوب کے لئے بے قراریوں نے تڑپایا اور کعبہ معظمہ بعد عجز وانکساری خداوند کے حضور گڑگڑایا اور عرض گزار ہوا کہ رب العالمین تو مجھے روضہ محبوب ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر فرما جب زیارت سے سرفراز ہوا اور محبوب کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ میری یہ گزارش ہے کہ تین قسم کے اشخاص کے بارے میں اہتمام نہ فرمائیں کیونکہ ان کی سفارش کرنے کی جسارت میں کروں گا۔ اولاً ایسے اشخاص جو میرا حج کرلیں دوم وہ اشخاص جو حج کی نیت کر کے گھر سے نکلے ہوں مگر موت، بیماری یا کسی بھی معقول وجہ کی بناء پر مجھ تک پہنچنے سے محروم رہ گئے ہوں، تیسرے وہ اشخاص جن کے سینوں میں میری زیارت کا شوق موجزن ہو مگر وہ کسی معقول وجہ کی بناء پر میرے دیدار کی سکت نہ رکھتے ہوں۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۵۲)

حج نہ کرنے کی وعیدیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج فرض قرار دیا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ

اور جو انکار کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو کسی کی کوئی پرواہ نہیں یہ باتیں تو اس نے امت مسلمہ کے فائدے کے لئے مقرر کی ہیں اور اگر کوئی ان سے انکار کرے تو خود اپنے پاؤں پر ہی کلہاڑی مارے گا، رب العالمین کا کیا جائے گا اور پھر جو شخص حج کی فرضیت سے انکار کرتا ہے وہ گویا کفر کا ارتکاب

کرتا ہے اور ایسا شخص جو فرضیت حج سے تو انکار نہیں کرتا مگر باوجود صاحب استطاعت ہونے کے حج ادا نہیں کرتا تو وہ شخص فاسق ہے اور اس کی گواہی قابل قبول نہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے علاوہ ازیں تاجدار مدینہ ﷺ نے ایسے فرد کے لئے بڑی سخت تاکید فرمائی ہے۔

جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا اس کے انجام کے بارے میں خبر دیتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا جو زاد اور سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا سکے اور حج نہ کرے تو اس کے لئے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۲)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو ظاہر حاجت یا ظالم بادشاہ یا خطرناک مرض حج سے نہ روکے وہ مرجائے اور حج نہ کیا ہو پس چاہئے کہ یہودی ہو کر مرے چاہے کہ نصرانی ہو کر۔

یہودی اور نصرانی دو ایسی قومیں ہیں جو شخص ان میں سے ہو کر مرے گا اس کی نجات مشکل ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنی سلطنت کے ہر ایک شہر میں ایک ایک آفیسر کی تقرری کروں جو صرف اس بات کو چیک کرے کہ کون شخص صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج ادا نہیں کرتا اور پھر ایسے لوگوں پر جزیہ مقرر کردوں کیونکہ ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (کشف الغمہ ص ۲۱۷)

پیارے اسلامی بھائیو! ایک حج تو صرف اپنے لئے کیا جاتا ہے ایک حج وہ ہے جو دوسرے کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے ان دونوں صورتوں میں حج کا ثواب ایک ہی فرد کو ملتا ہے مگر ایک حج ایسا ہے جس کی ادائیگی سے دونوں فریق ثواب حاصل کرتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص نفلی حج ادا کرے اور اس کا ثواب اپنے والدین یا کسی قرابت دار کو بخش دے تو اس کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے۔ یعنی حج کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے اور جس کے لئے ادا کیا جائے اس

کو بھی ثواب ملتا ہے۔

ابو حفص کبیر میں بہار شریعت حصہ ششم کے حوالے سے درج ہے کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزارش کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم مُردوں کی جانب سے صدقہ کرتے ہیں۔ اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔ کیا ان کو پہنچتا ہے جواب ملا۔ ہاں ان کو پہنچتا ہے، اور وہ اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ بالکل اس طرح جیسے تمہارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوشی کا اظہار کرتے ہو۔

سفر حج وعمرہ کے آداب

ویسے تو مسلمان کی پوری زندگی شریعت مطہرہ کی تعلیمات کا عملی نمونہ ومظہر ہونی چاہیئے لیکن حج کے سفر پر جانے سے قبل یا دورانِ سفر بعض چیزوں کا لحاظ رکھنا اور اہتمام کرنا انتہائی ضروری ہے مثلاً

۱۔ حقوق اللہ کی ادائیگی:

نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے اہم ترین فرائض کی ادائیگی میں اگر کوتاہی ہوتی رہی تو سچے دل سے توبہ واستغفار کرے،

۲۔ حقوق العباد کی ادائیگی:

کسی کا قرض دینا ہو یا واپس کرنی ہو یا کسی کا مال ناحق لیا تو اسے واپس کرے یا معاف کرائے۔ بصورتِ دیگر اگر وارثوں کو پتہ نہ چلے تو اتنا مال فقیروں کو دے۔

۳۔ قصور کی معافی:

اگر کسی کے دل کو دکھایا ہو یا اسے بے جا تکلیف پہنچائی ہو، کسی کی غیبت اور چغلی کا ارتکاب کیا ہو تو اس سے معذرت کرے اور معافی مانگے اگر وہ زندہ نہ ہو تو اللہ عزوجل سے اپنے گناہوں کی صدق دل سے معافی مانگے۔

۴۔ لڑائی جھگڑے سے اجتناب:

آداب سفر میں سب سے ضروری ہے کہ مسافر ہر حالت میں صبر وتحمل اور ضبط و برداشت کی حکمت کو پیش نظر رکھے کیونکہ یہ سفر دوطرح سے آزمائش کا باعث بنتا ہے۔

۱۔ اگر کسی ہمراہی سے خلافِ طبیعت کوئی فعل یا قول سرزد ہو گیا ہو تو نفسِ امارہ انتقام کے لئے نہ ابھرے بلکہ قوت برداشت سے رفع دفع کردے۔

۲۔ یہ سفر چونکہ مشکلات سے بھرپور ہے اس میں بڑے دل گردے سے کام لینا چاہیئے مبادا کوئی ایسی حرکت یا ذہنی وفکری لغزش ہو جائے کہ سب برکات سے ہی ہاتھ دھونا پڑیں۔ اس لئے کہ سفرِ حج اخلاق وکردار پارسائی اور دینداری اور حسن اخلاق کو جانچنے اور پرکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے لہٰذا جہاں ہمسفروں کے ساتھ حسن سلوک اور صبر وتحمل کی ضرورت ہے وہاں اللہ رب العزت کی ناراضگی سے بچنے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اخلاص وتقویٰ بھی ضروری ہے۔

۵۔ طلب اجازت:

والدین اگر زندہ ہوں تو ان سے اجازت طلب کرے اور عورت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت ضروری ہے ورنہ اس کا سفر مکروہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی شخص عام حالت میں استطاعت کے باوجود اپنی بیوی کو حج کی اجازت نہیں دیتا تو بیوی بغیر اجازت کے بھی فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جا سکتی ہے۔

۶۔ عورت کے لئے محرم کا ساتھ ضروری ہے:

عورت کے ساتھ شوہر یا ایسا محرم بالغ قابل اعتماد شخص ہو جس کے ساتھ اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے ورنہ ہر قدم پر گناہ کی مرتکب ہوگی۔

۷۔ اہل حجاز کا احترام:

ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ اہل حجاز بالخصوص حرمین شریفین کے متعلقین اور ملازمین کا

Scanned with CamScanner

ادب و احترام کیا جائے ان کے رویے اور برتاؤ میں اگر درشتی بھی ہو تو اس سے درگزر بہر حال بہتر ہے۔

۸۔ واپسی:

واپسی کے لئے بھی وہی طریقے ملحوظ رکھے جو یہاں تک بیان ہوئے ہیں نیز اپنے آنے کی اطلاع گھر والوں کو آنے سے قبل دے اور ہو سکے تو دن کے وقت گھر پہنچے کہ شریعت میں ہمیں یہی سبق سکھایا ہے۔ گھر میں آ کر دو رکعت نوافل پڑھے پھر اعزہ و اقارب، خدام اور دیگر متعلقین سے ملے ان کے لئے کچھ تحائف بھی لائے کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبوب سنت ہے۔

مدینہ منورہ کے فضائل

پیارے اسلامی بھائیو! آپ سے اگر کوئی پوچھے کہ دنیا میں بڑے بڑے شہر آباد ہیں لیکن ان میں سے خوبصورت، پر رونق اور پیارا کون سا شہر ہے عام لوگ تو جو چاہیں اس کا جواب دیں مگر عشاق کا جواب یہی ہوگا کہ تمام شہروں سے پیارا خوبصورت وہ شہر ہے جہاں پیارے محبوب ﷺ آرام فرما ہیں۔

یعنی مدینہ طیبہ

یہ شہر صرف مسلمانوں کو ہی پیارا نہیں بلکہ دونوں جہاں کے خالق و مالک جس جلالہ کو بھی پیارا ہے اس لیے کہ رب العالمین اس شہر کی قسم کھاتا ہے اور قسم پیاری چیز پر کھاتی جاتی ہے جیسا کہ اللہ عزوجل ہم کو پیارا ہے تو ہم اس کے نام پر قسم کھاتے ہیں۔ اللہ عزوجل کو مدینہ منورہ پیارا ہے اس لیے وہ اس کی قسم کھاتا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لا اقسم بھذا البلد O وانت حل بھذا البلد O

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں (اے حبیب مکرم) اس لیے کہ آپ اس میں تشریف فرما ہیں۔ اس آیت کریمہ میں

بعض آئمہ و محدثین نے صرف لا.......... کو لا نافیہ قرار دیا ہے اور جب لا نفی صحیح کے لئے ہو تو ترجمہ یوں ہوگا ''میں (اس وقت) اسی شہر (مکہ) کی قسم نہیں کھاؤں گا (اے حبیب مکرم ﷺ جب آپ اس شہر سے رخصت ہو جائیں گے) گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اے پیارے حبیب! جب آپ اس شہر سے چلے جائیں گے تو ہماری قسم کا موضوع بھی بدل جائے گا۔

پھر مکہ کی قسم نہیں کھاؤں گا بلکہ مکہ کی بجائے قسم کا موضوع مدینہ ہوگا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس آیت کریمہ کا پہلا مفہوم یہی بیان کیا ہے۔ بعض علماء نے (آیت کریمہ کا مفہوم) یہ بیان کیا ہے۔ میں اس شہر (مکہ) کی قسم نہیں کھاؤں گا جب آپ ہجرت فرمانے کے بعد یہاں نہیں ہوں گے دوسری دلیل یہ ہے کہ مدینہ طیبہ اللہ عزوجل کو پیارا ہے سرکار مدینہ ﷺ نے وقت ہجرت یہ دعا فرمائی تھی اے اللہ عزوجل! تو نے مجھے اس شہر سے نکالا ہے۔ جو مجھے محبوب تھا اب مجھے ایسی جگہ ٹھہرا جو مجھے زیادہ محبوب ہو۔ سرکار ﷺ نے یہ دعا فرمائی تو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو مدینہ طیبہ ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کو مدینہ طیبہ پیارا ہے۔ اگر کوئی مسلمان مسجد نبوی شریف میں دو رکعت نماز پڑھے۔ اللہ عزوجل اس کو کامل حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

سبحان اللہ

خانہ کعبہ میں سارے سال میں ایک دفعہ حج ہوتا ہے مگر مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں جب بھی دو رکعت نماز پڑھ لی جائے تو کامل حج کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

اور اگر سو رکعت نماز پڑھی جائے تو پچاس حج کا ثواب۔ (جذب القلوب)

چوتھی دلیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ اللہ عزوجل کو اتنا پیارا ہے کہ جتنے شہر فتح ہوئے تلوار اور لڑائی سے فتح ہوئے یہاں تک کہ مکہ معظمہ بھی۔ مگر جب مدینہ منورہ فتح ہوتا ہے تو نہ تلوار نہ خونریزی نہ لڑائی وغیرہ کی نوبت آتی ہے بلکہ خود بخود فتح ہو جاتا ہے یعنی اللہ عزوجل کو اتنا بھی پسند نہیں کہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں خون رواں ہو۔ روایت میں آتا ہے کہ تمام شہر تلوار

Scanned with CamScanner

سے فتح ہوئے مگر مدینۃ المنورہ قرآن پاک سے فتح ہوا۔ (جذب القلوب ص ۳۱)

پانچویں دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو مدینہ پیارا ہے کہ مدینہ طیبہ کو ہر گلی اور کوچہ پر ایک فرشتہ کی ڈیوٹی لگادی ہے جو مدینہ شریف کی پاسبانی اور چوکیداری کرتا ہے بادشاہوں کے محلوں کی چوکیداری زمین کے سنتری کرتے ہیں۔ اور محبوب خدا کے شہر کی چوکیداری آسمان کے فرشتے کرتے ہیں (جذب القلوب ص ۱۶)

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست کو ایسا دور کرتا ہے جس طرح (سناروں کی) بھٹی چاندی کے میل کچیل کو دور کرتی ہے۔

(جذب القلوب)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مدینہ منورہ کا زائر شہر کے قریب پہنچتا ہے تو رحمت کے فرشتے تحفے لے کر اس کے استقبال کو آتے ہیں اور اس کو طرح طرح کی بشارتیں سناتے ہیں۔ اور نورانی طبق اس پر نثار کرتے ہیں۔ (جذب القلوب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میرا امتی مدینہ منورہ کی تکلیفوں اور سختیوں پر صبر کر کے وہاں رہے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت اور سفارش کروں گا (مسلم شریف)

تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہوگی اور ہر مسلمان کا حق ہے کہ وہ اس کی زیارت کرے (تجلیات مدینہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف سمٹ کر آجاتا ہے۔ (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کو اسلام کا مرکز اور ایمان کا اصلی منبع اور سرچشمہ بنایا ہے۔ یہاں سے ایمان کا سرچشمہ جاری ہوا اور تمام صالح قلوب کو سیراب و شاداب کر دیا قیامت کے قریب آخری زمانہ میں جب قلوب سے صلاحیت ختم ہو جائے گی اور اسلام کی اور

استعداد مفقود ہو جائے گی تو پھر اسلام اور ایمان ساری دنیا سے سمٹ کر اپنے اصلی مرکز اور مستقر میں محدود ہو جائے گا۔

جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ تاجدار ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بستیوں میں سب سے آخری بستی جو قیامت کے قریب ویران ہوگی وہ مدینہ طیبہ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کے راستوں یا دروازوں پر فرشتے متعین ہیں اس لیے اس میں نہ طاعون داخل ہوگا اور نہ دجال داخل ہو سکے گا۔

اس حدیث پاک کے مطابق مدینہ منورہ کے مقدس شہر میں طاعون کی وباء داخل نہیں ہوگی اور یہ مقدس شہر دجال کے خبیث وجود سے بھی محفوظ رہے گا۔

''مسلم شریف میں ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا اس کے بعد وہ مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کرے گا۔ جب دجال جبل احد کے پیچھے آکر اترے گا تو فرشتے اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے روک دیں گے اور اس کا منہ ملک شام کی جانب کر دیں گے اور شام میں ہی وہ ہلاک ہوگا۔

''مسلم شریف'' میں ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مدینہ حرم ہے''

مدینہ شریف میں ایک بزرگ رہتے تھے وہ رات کا کھانا کھا رہے تھے کھانے میں دہی بھی تھا جو قدرے ترش تھا۔ اس بزرگ کی زبان سے نکل گیا کہ مدینہ کا دہی تو کھٹا ہے' اسی رات خواب میں تاجدار مدینہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر مدینہ کا دہی کھٹا ہے تو جہاں کا دہی میٹھا ہے وہاں چلے جاؤ۔

(سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ)

شہر مدینہ کی ساری عظمتیں اور فضیلتیں تاجدار رسالت ﷺ کی نسبت سے ملی ہیں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی نسبت ہی سے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بھی افضل ٹھہرا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ ''مدینہ مکہ سے افضل ہے'' (طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۲۸۸، رقم ۴۴۵۰)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائی اے اللہ عزوجل تو نے مجھے میرے محبوب شہر سے ہجرت کا حکم دیا اب اس شہر کو میری جائے سکونت بنا جو تجھے زیادہ محبوب ہو۔ (حاکم المستدرک ۳: ۴، ۴۲۶۱)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی عادتِ کریمانہ تھی کہ سفر سے واپسی پر جب مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے (تو اپنے شہر کی محبت کی وجہ سے) سواری کو تیز فرمادیتے۔ (بخاری الصحیح، ۲: ۶۳۸)

۴۔ شہر مدینہ کی افضلیت کے بارے میں علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ اجماع ائمہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

''تمام علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو تاجدار مدینہ ﷺ کے جسم اطہر سے ملا ہے وہ تمام اجزاء زمین حتیٰ کہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ (سمہودی، وفاء الوفاء، ۱: ۲۸)

مدینہ منورہ کی بارہ خصوصیات

میٹھے مدینے کے پیارے دیوانو! مدینہ تو بس مدینہ ہی ہے ماخوذ اس کی اتنی خصوصیات ہیں کہ ہم اس کو شمار ہی نہیں کر سکتے یہ حقیقت ہے ہاں ہاں یہ حقیقت ہے کہ

تعریف کے لائق تو الفاظ نہیں ملتے
تعریف کرے کوئی کس طرح مدینے

بہر حال حصول برکت کے لئے زیادہ خصوصیات عرض کئے دیتا ہوں۔

۱۔ مدینہ منورہ میں روزانہ نوے رحمتیں نازل ہوتی ہیں جبکہ بقیہ دنیا پر صرف دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

۲۔ مدینے میں دفن ہونے والے بروز محشر سب سے پہلے اٹھائے جائیں گے وہ بھی سرکار

مدینہ ﷺ کے ساتھ اور شفاعت بھی ان کی سب سے پہلے ہوگی۔

۳۔ مدینہ پاک میں حاضر ہونے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۴۔ مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے دوگنی برکت کے لئے خود ہمارے مدنی سرکار ﷺ نے دعا فرمائی۔

۵۔ مدینہ پاک میں حاضری اور زیارتِ روضہ پاک سے حضور انور شافع محشر ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔

۶۔ مدینہ منورہ میں جو برکتیں ہیں وہ روئے زمین پر اور کہیں نہیں۔

۷۔ مدینہ منورہ میں ایک ایسی جگہ ہے جو بالاتفاق بیت اللہ بلکہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔ (یعنی روضہ رسول ﷺ)

۸۔ مدینہ منورہ میں ایک ایسی عمارت ہے جو کائنات کی ہر عمارت سے زیادہ حسین دلکش اور پرسوز ہے اور وہ سبز سبز گنبد ہے۔

۹۔ مدینہ منورہ میں ہمارے سرکار نامدار ﷺ کے روضہ پرانوار اور منبر خیابان کے درمیاں جنت کی کیاری ہے۔

۱۰۔ مدینہ پاک میں دجال، دابۃ الارض اور طاعون وغیرہ قیامت تک داخل نہ ہونے پائیں گے۔

۱۱۔ مدینہ منورہ میں وہ عاشق زار ستون حنانہ بھی موجود (یعنی اسطوانہ تحلق کے نیچے مدفون ہے جو فراق مصطفیٰ ﷺ میں چیخیں مار کر رو رہا تھا۔

۱۲۔ مدینہ منورہ کی سب سے بڑی فضیلت اور خود شہر مدینہ منورہ کی بھی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس میں ہمارے پیارے آقا ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو بار بار مدینہ پرانوار کا دیدار نصیب کرے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین ﷺ

Scanned with CamScanner

چند آداب مدینہ

۱۔ مدینہ پاک کی حاضری کے دوران راہ چلتے جب کبھی سبز سبز گنبد کی طرف رخ کر کے درود وسلام عرض کریں پھر آگے بڑھیں کوشش کریں کہ کسی بھی زاویہ سے گنبد خضرا کو پیٹھ نہ ہو۔

۲۔ مدینہ پاک کی حاضری کے دوران راہ چلتے جب کبھی سبز سبز گنبد کی زیارت نصیب ہو تو فوراً دست بستہ گنبد شریف کی طرف رخ کر کے درود وسلام عرض کریں پھر آگے بڑھیں۔

۳۔ مکے مدینے کی گلیوں میں تھوکا نہ کریں نہ ہی ناک صاف کریں، جانتے نہیں ان گلیوں سے ہمارے پیارے آقا ﷺ گزرے ہیں۔

۴۔ مدینہ پاک کی حاضری کے دوران خوب نیکیاں کریں کہ یہاں ایک نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے ہو سکے تو روزے ضرور رکھیں ان شاء اللہ عزوجل ایک روزے پر آپ کو پچاس ہزار روزوں کا ثواب ملے گا اور خصوصاً گرمی میں تو ضرور روزہ رکھیں کہ اس پر تو وعدہ شفاعت ہے۔

۵۔ حرمین شریفین میں حاضری کے دوران مبارک مسجدوں میں ہو سکے تو ایک ایک بار قرآن پاک کا ختم شریف بھی کرنا چاہئے کہ مکے میں ایک لاکھ بار اور مدینے میں پچاس ہزار بار قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ یہاں ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ افضل ہے تو ثواب میں اتنا فرق کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں جہاں ایک نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے وہاں ایک گناہ بھی لاکھ گناہ کے برابر ہے جبکہ مدینہ منورہ میں ایک گناہ کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے نیز مکہ مکرمہ میں نیکیوں کی ظاہراً مقدار تو زیادہ ہے۔ مگر مدینہ پاک کے مقابلہ میں ''مالیت'' کم ہے اس کو یوں سمجھو کہ مثلاً مکہ مکرمہ میں ایک روپیہ خیرات کرنے پر ایک لاکھ روپیہ خیرات کرنے کا ثواب ملے گا تو مدینہ پاک میں ایک روپیہ خیرات کرنے والے کو پچاس ہزار سو سو کے نوٹ خیرات کرنے والے کا ثواب دیا جائے گا۔

اب آپ ہی بتائیے کہ ایک ایک روپیہ والے لاکھ نوٹ مالیت میں زیادہ ہیں یا پچاس

ہزار سو سو کے نوٹ؟

۶۔ جنت البقیع احد شریف اور مسجد قباء شریف کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا میں دو رکعت نماز کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔

روضہ انور کی زیارت کے فضائل:

حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ نے اپنے روضہ اطہر کی زیارت کے حوالے سے ارشاد فرمایا جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی''

(دار قطنی السنن ۲۷۸)

امام سبکی وشفاء السقام فی زیارت خیر الانام (ص ۱۱) میں رقم طراز ہیں، روضہ اقدس کی زیارت کرنے والے عشاق کو وہ شفاعت نصیب ہوگی جو دوسروں کے حصہ میں نہیں آئے گی اس کا مطلب یہ ہے کہ زائرین قبر انور ایک خاص شفاعت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے اور انہیں بالخصوص یہ منفرد اعزاز حاصل ہوگا۔ اس سے یہ مراد بھی لی جا سکتی ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ کی قبر انور کی زیارت کی برکت کے باعث شفاعت کے حقدار ٹھہرنے والے عمومی افراد میں زائر کا شامل ہونا واجب ہو جاتا ہے، بشارت کا فائدہ بھی ہوگا کہ قبر رسول اللہ ﷺ کا زائر اسلام پر ہی اس جہان فانی سے رخصت ہوگا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ فرشتے اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بھی شفاعت کا اعزاز رکھتے ہیں لیکن تاجدار رسالت ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے شرف سے شرف ہونے والوں کو اعزاز یہ ہے کہ خود آقائے مدینہ ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے خلوص نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہو کر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا'' (بیہقی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تاجدار رسالت ﷺ نے

Scanned with CamScanner

فرمایا جو بغیر کسی حاجت کے صرف میری زیارت کے لئے آیا اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں بروز قیامت اس کی شفاعت کروں'' (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ تاجدار مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی'' (دارقطنی، السنن)

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج بیت اللہ کیا اور میری قبر انور کی زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ جفا کی (ابن حجر مکی، الجواہر المنظم)

مسجد نبوی ﷺ شریف کے آداب

جب اللہ تعالیٰ آپ کو مسجد نبوی شریف کی حاضری نصیب فرمائے تو حاضری کے دوران درج ذیل آداب مدنظر رکھیں۔

۱۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد اپنا سامان اپنی رہائش گاہ پر رکھ دیں اور اگر موقع ملے تو بہتر یہی ہے کہ غسل کر لیا جائے اور مسواک کر کے صاف ستھرے کپڑے پہن لیں اگر ہو سکے تو سفید لباس پہن لیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

''حق یہ ہے کہ تمہارے لیے مسجدوں میں اللہ عزوجل کے سامنے جانے کا بہترین لباس سفید لباس ہے (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث شریف میں ہے

''سفید کپڑے پہنا کرو اور سفید ہی کپڑے سے اپنے مردوں کو کفن دو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں'' (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اس لیے مسجد نبوی شریف میں حاضری کے لئے سفید کپڑے پہن لیجئے اور خوشبو بھی لگا لیجئے اور نہایت پاک وصاف ہو کر ادب وقار کے ساتھ نگاہیں نیچی کئے ہوئے درود شریف کا ورد کرتے ہوئے مسجد نبوی شریف کی جانب روانہ ہو جائیں۔

۲۔ اگر گھر سے وضو کر کے نہیں آئے تو مسجد نبوی شریف کے باہر وضو خانے بنے

ہوئے ہیں وہاں سے وضو کر کے مسجد نبوی شریف میں داخل ہونے کے لئے دروازے پر حاضر ہوں۔

۳۔ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے وقت بہتر یہی ہے کہ باب جبرائیل سے داخل ہوں کیونکہ تاجدار مدینہ ﷺ کا معمول اسی دروازے سے داخل ہونے کا تھا لیکن اگر کسی دروازے سے داخل ہو جائیں تب بھی کوئی حرج نہیں۔

۴۔ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے وقت پہلے اپنا داہنا پاؤں اندر رکھیں اور پھر بایاں پاؤں اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں اور تاجدار مدینہ ﷺ پر درود شریف بھی۔

۵۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت جب تک مسجد میں قیام رہے اعتکاف کی نیت کر لیں بظاہر یہ معمولی بات ہے لیکن اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور بغیر محنت ومشقت کے ایک نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اعتکاف کی نیت یہ ہے'' نویت سنت الاعتکاف''

ترجمہ: میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔ رفیق الحرمین میں لکھا ہے کہ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت سے آپ کو پچاس ہزار نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

۴۔ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو کر وہاں کی ظاہری زینت آرائش وزیبائش میں نہ کھو جائیں بلکہ کمال عجز وانکساری، ادب ووقار کے ساتھ نگاہیں نیچی کئے ہوئے خشوع وخضوع کے ساتھ اور عظمت ومحبت کے ساتھ درود پاک کا ورد کرتے ہوئے ریاض الجنت میں داخل ہوں اگر رش کی وجہ سے ریاض الجنت میں جگہ نہ مل سکے تو مسجد نبوی شریف میں جہاں آپ کو آسانی سے جگہ مل سکے وہاں جا کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں اس نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھنا افضل ہے۔

۷۔ تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیجئے اس نے یہ سعادت عطا فرمائی اور اللہ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگیے نیز حج اور زیارت مدینہ شریف کی بار بار حاضری کی دعا مانگئے۔

۸۔ اگر جماعت کھڑی ہو گئی ہو تو مسجد میں امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے اور

رکعت پانے کے لئے دوڑنا مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔ رکعت ملے یا نہ ملے مسجد میں نہایت سنجیدگی اور وقار کے ساتھ آنا چاہیئے۔

۹۔ مسجد نبوی شریف میں بلند آواز سے گفتگو کرنا بے ادبی ہے اس سے مسجد نبوی شریف میں ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارنا اور بیٹھ کر دنیاوی باتیں کرنا گپ شپ لگانا شور وغل کرنا یہ سب مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔

۱۰۔ مسجد نبوی شریف میں بلند آواز سے تلاوت قرآن کرنا، بلند آواز سے درود وسلام پڑھنا یا ذکر کرنا بھی درست نہیں بلکہ آہستہ آہستہ تلاوت یا ذکر کیا جائے تاکہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔

۱۱۔ مسجد نبوی شریف میں زور زور سے رونا یا بلند آواز میں گریہ زاری کرنا یا بلند آواز میں دعا مانگنا مسجد کے آداب کے خلاف ہے اس سے دوسرے نمازیوں کی عبادت میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔

۱۲۔ حج کے ایام میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ نماز پڑھنے کے بعد مسجد نبوی شریف میں سو جاتے ہیں یا بیکار لیٹ کر وقت گزارتے ہیں حالانکہ یہ جگہ سونے کے لئے نہیں ہے بلکہ عبادت کرنے کے لئے ہے، بزرگان دین تو یہاں سارا دن دوزانو بیٹھ کر عبادت کرتے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں یہاں حجاج کرام کے آٹھ روز کے قیام کے لمحات بڑے قیمتی ہوتے ہیں ان لمحات کو سو کر یا گپ شپ میں ضائع نہ کیجئے۔ اگر سونا ہو تو اپنی رہائش گاہ پر جا کر آرام کریں۔

۱۳۔ مسجد نبوی شریف میں خواتین کے لئے نماز پڑھنے کا علیحدہ انتظام ہے اور مسجد نبوی میں خواتین کے داخلہ کے لئے دروازے بھی علیحدہ ہیں نماز فجر کے بعد اور نماز ظہر کے بعد خواتین کو ریاض الجنت اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کا موقع دیا جاتا ہے اور اس وقت خواتین کے لئے پردے کا خصوصی انتظام کیا جاتا ہے۔ لیکن جب خواتین کو مسجد نبوی شریف کے ایک حصہ سے ریاض الجنت کی طرف آنے کی اجازت دی جاتی ہے تو حج کے ایام میں

ہزاروں خواتین مسجد نبوی شریف میں دوڑ لگا کر ایک دوسرے سے پہلے ریاض الجنت میں پہنچنے کی کوشش کرتی ہیں جو سراسر مسجد کے آداب کے خلاف ہے، خواتین کو چاہیئے کہ جب ان کو روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے بلایا جائے تو وہ آہستہ آہستہ باوقار طریقے سے نگاہیں نیچی کئے ہوئے درود وسلام کا ورد کرتی ہوئی چلیں اور باادب روضہ اطہر پر حاضری دیں اور درود وسلام کا نذرانہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کریں۔

لڑائی جھگڑا اور شور وغل ہرگز نہ کریں اور ایک دوسرے کو دھکے بھی مت دیں وگرنہ تمام نیک اعمال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

مسجد نبوی شریف میں نماز ادا کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے سوائے مسجد الحرام کے وہاں ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد نبوی شریف میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں اس کے لئے جہنم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

(وفاء الوفاء جلد ا ص ۷۷)

اس حدیث پاک کے مطابق اگر کوئی مسلسل آٹھ روز مدینہ منورہ میں قیام کر کے اہتمام کے ساتھ چالیس فرض نمازیں مسجد نبوی شریف میں باجماعت ادا کرے تو ان شاء اللہ عزوجل وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جائے گا اور منافقت کا اندیشہ جاتا رہے گا یہ ضروری ہے کہ اس شخص کا کھانا، پینا اور لباس حلال رزق کا ہو، بصورت دیگر عبادت قبول نہیں ہوتی اور وہ شخص منافق نہ ہو بلکہ مومن ہو، منافق تو مسجد نبوی میں بہت زیادہ نمازیں پڑھا کرتے تھے لیکن نفاق کی وجہ سے وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے مومن کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تاجدار مدینہ ﷺ سے محبت رکھتا ہو۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری اس مسجد کی نماز پچاس ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۲)

سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ حضور تاجدار ﷺ نے فرمایا جو پاک صاف ہو کر صرف میری مسجد میں نماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اس مین نماز ادا کی تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔ (وفاء الوفاء، ص ۷۷)

''طبرانی'' کی ایک روایت میں ہے مدینہ منورہ کا ایک رمضان المبارک دوسرے شہروں کے ایک رمضان سے افضل ہے اور مدینہ منورہ کا ایک جمعہ دوسرے شہروں کے ایک ہزار جمعہ سے افضل ہے (وفاء الوفاء)

''بیہقی'' نے حضرت جابر بن عبداللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز ماسواء مسجد الحرام کے جمعہ کے ہزار جمعہ سے افضل ہے اور میری اس مسجد میں رمضان ماسوائے، مسجد الحرام کے رمضان کے ہزار رمضان سے افضل ہے۔ (وفاء الوفاء از بیہقی)

مدینہ طیبہ سے رخصتی کی جاں سوز گھڑی:

پیارے اسلامی بھائیو! جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کی جاں سوز گھڑی آئے تو روتے ہوئے یا ایسا نہ ہو سکے تو رونے جیسا منہ بنائے مواجھہ شریف میں حاضر ہوں اور رو رو کر سلام عرض کریں اور بار بار حاضری کا سوال کریں اور مدینے میں ایمان و عافیت کے ساتھ موت اور جنت البقیع میں دو گز زمین کی درخواست کریں۔ بعد فراغت روتے ہوئے الٹے پاؤں پلٹیں اور بار بار دربار رسول ﷺ کو حسرت بھری نظر سے دیکھیں جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کی گود سے جدا ہونے لگے تو بلک بلک کر روتا اور اس کی طرف حسرت سے دیکھتا ہے کہ ماں اب بلائے گی اب بلائے گی اور بلا کر شفقت سے مجھے سینے سے چمٹا لے گی،

اے کاش! کہ رخصت کے وقت ایسا ہو تو کیسی خوش بختی ہے۔ بس سرکار ﷺ سینے سے لگالیں اور بے قرار روح قدموں میں قربان ہو جائے۔

ہے تمنائے عطار یا رب عزوجل ان ﷺ کے قدموں میں یوں موت آئے
جھوم کر جب گرے میرا لاشہ تھام لیں بڑھ کے شاہِ مدینہ ﷺ

علماء خطباء اور طلباء کیلئے بہترین جامع اور مدلل مجموعہ وعظ

نورانی مواعظ

مختصر تعارف

از: استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری چشتی مدظلہ

حصہ اول
تخلیق نور محمدی ﷺ، والدین کریمین کا اسلام، ولادت باسعادت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل و خصائل، حلیہ مبارک اور اخلاق حسنہ،

حصہ دوم
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بچپن اور عہد شباب، مکہ میں دعوت و تبلیغ کا آغاز اور کفار و مشرکین کے مظالم، واقعہ معراج کی شان و عظمت اور حکمت و فلسفہ، مدینہ میں اسلام کی اشاعت، ہجرت، مواخات اور تعمیر مسجد نبوی ﷺ

حصہ سوم
حضور ﷺ کے ایمان پرور معجزات، عقیدہ ختم نبوت اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق شفاعت قرآن و حدیث کی روشنی میں، آیات متشابہات سے شبہات کا ازالہ، حضور ﷺ کا مرض وصال

حصہ چہارم
فضائل اہل بیت، سیدۃ کائنات، ازواج مطہرات، حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات اور فضائل و مناقب، یزید کے احوال و واقعہ کربلا کا مفصل بیان

حصہ پنجم
فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن و حدیث کی روشنی میں، سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا مولا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی اور فضائل و مناقب کا بیان

حصہ ششم
اولیاء کرام کی شان و عظمت قرآن و حدیث کی روشنی میں، امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی، رتبہ علم و ولایت، اخلاق اور کرامات، فضائل کا بیان

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد